کتبِ مسانید میں احادیث نبویؐ کا قدیم و بیش بہا ذخیرہ

مسندِ ابوداؤد طیالسی مترجم

تالیف

امام ابوداؤد سلیمان ابن داؤد ابن الجارود طیالسیؒ المتوفی ۲۰۴ھ

تبویب و ترتیب از

مولانا حافظ ابوعمران عنایت اللہ اثریؒ

حامل المتن اردو ترجمہ

مولانا ابواحمد محمد دلپذیر صاحب فاضل عربی

مقدمہ از

مولانا محمد عبدالحلیم چشتی

فاضل دیوبند ۔ ایم اے ۔ ایم ، ایل ۔ ایس (پی ایچ ڈی)

جلدِ اول

ناشر

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ

۴۳۷ ۔ ڈی ، گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک ۔ کراچی

مقدمہ

مسندِ ابوداؤد طیالسی

مترجم

مولانا محمد عبدالحلیم چشتی
فاضلِ دیوبند۔ ایم اے۔ ایم، ایل۔ ایس (پی ایچ ڈی)

فہرست مضامین مقدمہ ابو داؤد طیالسی

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	حدیث من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار کا علوم اسلامی پر اثر	۱۲
۲	محدثین وفقہاء کی مثال	۱۲
۳	بصرہ و اسلامی ثقافتی ورثہ: حدیث، علوم حدیث اور محدثین	۱۳
۴	مرکز علوم وفنون بصرہ و اہل بصرہ کی صفات وخصوصیات	۱۳
۵	بصرہ میں ائمہ فن کی آمد	۱۴
۶	بصرہ میں محدثین کی کثرت	۱۶
۷	بصرہ میں درس حدیث میں طلبہ کی تعداد	۱۶
۸	بصرہ میں گوناگوں ارباب کمال کا اجتماع	۱۶
۹	اسلامی قلمرو میں بصرہ کا تقدم وشرف	۱۷
۱۰	بصرہ میں عکاظ کا بدل مربد	۱۷
۱۱	مربد میں محدثین کا قیام	۱۸
۱۲	بصرہ میں حدیثِ رسول ﷺ کے امین	۱۸
۱۳	بصرہ میں دس ممتاز محدثین کا حلقۂ درس	۱۸
۱۴	حفاظ حدیث میں عبداللہ بن عون رح اور عمرو بن مرہ کی امتیازی شان	۲۰
۱۵	دوسری اور تیسری صدی ہجری میں اصل الفاظ میں حدیث روایت کرنے والے چار حفاظِ بصرہ	۲۰
۱۶	ممتاز محدثین اہل بصرہ کی علوم حدیث میں برتری کے اسباب	۲۱
۱۷	اہلِ بصرہ کی اثبت، اجود، اور اصح اسانید۔	۲۲
۱۸	بلاد کی نسبت سے اصح الاحادیث	۲۴
۱۹	اصح الاسانید کے متعلق ایک اہم نکتہ	۲۴
۲۰	اسانید صحاح اور حفاظ اہلِ بصرہ	۲۵
۲۱	اہل بصرہ واہل کوفہ کی اسانید سے مروی احادیث۔	۲۷

امام ابوداؤد طیالسی رح

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۲۳	نام ونسب	۳۳
۲۴	سال ولادت	۳۴
۲۵	تعلیم وتربیت	۳۴
۲۶	قوت حافظہ	۳۵
۲۷	قوت حافظہ کے لئے بلاذر کا استعمال اور اس کا اثر	۳۶
۲۸	تحصیل علم کے لئے بلاد اسلامی کا سفر	"
۲۹	مہدی عباسی کے عہد میں بغداد میں آمد و مذاکرہ شیوخ میں شرکت	۳۸
۳۰	حافظ غندر اور ابوداؤد طیالسی میں مذاکرہ ۔	۳۸
۳۱	۱۵۰ھ میں حدیثیں لکھنا	۳۹
۳۲	شیوخ کی تعداد	۴۰
۳۳	اساتذہ وائمہ فن کا احترام	"
۳۴	قدردانی ورہنمائی	"
۳۵	ذوقِ تحقیق وشوقِ جستجو	۴۱
۳۶	شعبہ اور دیگر شیوخ کی مرویات کی تعداد	۴۳
۳۷	ائمہ فن کے ذخیرہ احادیث پر نظر	۴۴
۳۸	بعض مشہور حفاظ حدیث کے ذخائر کا مطالعہ	"
۳۹	شعبہ کی حیات میں ان کی مسند درس پر تدریس کا اعزاز	"
۴۰	درس کی شہرت	۴۵
۴۱	بعض شیوخ ابوداؤد کی ابوداؤد سے روایت	۴۶
۴۲	مرکز علم بصرہ میں شعبہ کے پانچ ممتاز شاگرد	"
۴۳	بعض معاصرین ورفقاء سے روایت	"
۴۴	معاصرین سے بعض راویوں کے متعلق استصواب رائے ۔	۴۷
۴۵	تلامذہ کی رہنمائی	"
۴۶	اصفہان ورے میں آمد	"

صفحہ نمبر		نمبر شمار
۴۸	امراء ورؤساء اصفہان کی خدمت میں تحائف	۴۷
۴۹	ابوداؤد طیالسی کا فقہی مسلک	۴۸
"	ابوداؤد طیالسی ناقدین کی نظر میں	۴۹
۵۷	اربابِ کمال کا خراج تحسین	۵۰
۵۸	ابوداؤد اور فن جرح وتعدیل	۵۱
۵۹	ابوداؤد طیالسی کی راویانِ حدیث کے متعلق آراء	۵۲
٦۳	معرفت انساب والقاب	۵۳
"	سال وفات	۵۴
٦۴	نمازِ جنازہ	۵۵
"	وفات پر ارباب کمال کا گریہ	۵٦
"	خاندان	۵۷
	مسند ابی داؤد طیالسی	
٦۵	مسند	۵۸
٦٦	معجم	۵۹
"	تدوین حدیث کے دو طریقے	٦۰
"	حدیثی دائرۃ المعارف	٦۱
۷۲	مسانید و معاجم کی افادیت	٦۲
۷۳	مسانید کا مرتبہ سنن ومصنفات سے فروتر قرار دینا	٦۳
"	شیخ الاسلام زکریا انصاری کا تبصرہ	٦۴
۷۴	حافظ ابن حجر عسقلانی کا جامع تبصرہ	٦۵
"	مسند بقی بن مخلد ومسند بزار	٦٦
۷٦	مسند امام احمد	٦۷
۷۸	شیخ ابن الصلاح کی ہفتگانہ اقسام حدیث۔	٦۸
	ائمہ فن کی آراء	٦۹
۸۲	شیخ ابن الہمام کا شیخ ابن الصلاح سے مناقشہ	۷۰
۸۳	شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا شیخ ابن الہمام کے بیان پر تبصرہ	۷۱

صفحہ نمبر		نمبر شمار
۸۴	قاضی محمد اکرم نصرپوری کی داد تحقیق	۷۲
۸۵	ملا عبدالعلی بحرالعلوم کا شیخ ابن الہمام سے اتفاق	۷۳
۸۶	مصنف مسند الطیالسی ؟	۷۴
۸۷	ترتیب مسند ابو داؤد طیالسی	۷۵
۹۱	روایات مسند ابو داؤد کا تلامذہ ابو داؤد کی ان مرویات سے جو مسانید وسنن میں منقول ہیں مختصر جائزہ	۷۶
۹۶	ابو داؤد طیالسی کے وہ شیوخ جن کی مرویات سے مسند کی ترتیب عمل میں آئی	۷۷
۱۰۷	نامور تلامذہ ابو داؤد	۷۸
۱۱۲	راویان مسند ابی داؤد طیالسی ؒ	۷۹
۱۲۲	مآخذوں کی فہرست	۸۰

امام ابوداؤد طیالسی اور ان کی مسند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابوداؤد طیالسی کے حالات، تاریخ و تذکرہ کی کتابوں میں اتنے کم ملتے ہیں کہ تشنگان ذوق کے لب بھی تر نہیں ہوتے۔ ان کی مسند بار بار زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آئی لیکن کسی نے اس پر قلم نہیں اٹھایا۔ ان کی سوانح حیات پر تحقیقی انداز میں کام نہیں ہوا۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس خلاء کو پر کیا جائے ان کے حالاتِ زندگی مستند حوالوں سے پیش کئے جائیں اس امر میں کہاں تک کامیابی ہوئی اس کا اندازہ اہل علم کر سکیں گے۔

بصرہ ابوداود طیالسی کا مولد بوم رہا ہے یہ ارباب کمال کا مرکز تھا۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں بصرہ اسلامی علوم کا گہوارہ تھا۔ یہاں گوناگوں علوم میں ارباب کمال انفرادی حیثیت میں آج کے دور کی اکیڈمی کا کام کرتے تھے ان کی خدمات ایسی عظیم اور شاندار ہیں کہ ان کا تذکرہ کئے بغیر اسلامی علوم کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ابتداء میں اہل بصرہ کی حدیث اور علوم حدیث میں خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا پھر ابوداؤد طیالسی کی سوانح حیات اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ ان کی علمی خدمات کا تعارف کرایا گیا، پھر مسند اور کتب حدیث میں مسانید کا مقام و مرتبہ واضح کیا گیا، ضمناً بعض دوسری مسانید کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور بعض علمی مباحث بھی آئے ہیں جن سے انشاء اللہ بحث کے نئے گوشے وا ہوں گے۔

ابوداؤد طیالسی پر جب لکھنا شروع کیا تو مواد چار سو صفحات میں آیا پھر جو اختصار کیا وہ ہدیۂ ناظرین ہے یہ کتاب بھی انشاء اللہ شائع کی جاتے گی۔

اس میں اگر کام کی کچھ باتیں آگئیں تو وہ انہی نفوس قدسیہ کا فیض ہے جن کا اس میں تذکرہ آیا ہے اور جو کمی اور

خامی رہ گئی ہے وہ اس عاجز کی لغزش قلم ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ گوناگوں مصروفیات کے باوجود یہ تحقیقی کام انجام کو پہنچا

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحاً ترضٰہ و اصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک و انی من المسلمین۔ ۱۵ - الاحقاف ۴۶

اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ تونے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر گزار رہوں اور یہ کہ نیک عمل کروں جن کو تو میرے لئے پسند کرے اور میری اولاد میں صلاح و تقویٰ دے، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں۔

یہ مقدمہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔

(۱) آغازِ مقدمہ میں دوسری صدی ہجری میں بصرہ میں اسلامی ثقافتی ورثہ: حدیث و علوم حدیث کے ارتقاء بصرہ و اہلِ بصرہ کی صفات و خصوصیاتِ علمی، آئمہ فن کی بصرہ میں آمد، محدثین کی کثرت، درس حدیث میں طلبہ کی تعداد، اربابِ کمال کا بصرہ میں اجتماع، اسلامی قلمرو میں بصرہ کا تقدم و شرف، ممتاز محدثینِ اہلِ بصرہ کی علوم حدیث میں برتری کے اسباب، اسانیدِ صحاح اور حفاظِ اہلِ بصرہ، اہلِ بصرہ و اہلِ کوفہ کی اسانید سے مروی احادیث سے بحث کی گئی ہے

(۲) وسطِ مقدمہ میں ابوداؤد طیالسیؒ کے حالاتِ زندگی اور ان کی سیرت کو بیان کیا گیا ہے جو حسبِ ذیل عنوانات پر مشتمل ہے:-

نام و نسب، تعلیم و تربیت، اساتذہ و شیوخ کی تعداد، ذوقِ تحقیق و شوقِ جستجو، آئمہ فن کے ذخیرۂ احادیث پر نظر، امام شعبہؒ کی حیات میں ان کی مسندِ درس پر تدریس کا اعزاز، تلامذہ کی رہنمائی، ابوداؤد طیالسی کا فقہی مسلک اور وہ ناقدین کی نظر میں، اربابِ کمال کا خراجِ تحسین، ابوداؤد طیالسی اور فنِ جرح و تعدیل، سالِ وفات۔

(۳) آخرِ مقدمہ میں مسندِ ابی داؤد طیالسی سے بحث کی گئی ہے یہ بحث مندرجہ ذیل عنوانات پر مشتمل ہے:

مسند، معجم، تدوینِ حدیث کے دو طریقے، حدیثی دائرۃ المعارف، مسانید و معاجم کی افادیت، مسانید کا مرتبہ کتبِ سنن و مصنفات سے فروتر قرار دینا، اس پر شیخ الاسلام زکریا انصاری اور حافظ ابنِ حجرؒ کا تبصرہ، مسندِ بقی بن مخلد و مسندِ بزار، مسندِ امام احمد کی خصوصیات، شیخ ابن الصلاح کی ہفتگانہ اقسامِ حدیث، ائمہ فن کی آراء، شیخ ابن الھمام کا شیخ ابن الصلاح سے مناقشہ، شیخ عبدالحق محدثِ دہلویؒ کا شیخ ابن الھمام کے بیان پر تبصرہ، قاضی محمد اکرم نصرپوری کی دادِ تحقیق، مسندِ طیالسی کی تصنیف ہے؟ ترتیبِ مسندِ ابوداؤد طیالسی، راویانِ مسندِ ابوداؤد طیالسی پر پھیلی ہوئی ہے اس مقدمہ کے معرضِ تحریر میں آنے کا سبب ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کی فرمائش اور تقاضا ہے۔ اس ادارہ نے اس علمی کام میں حسنِ ادب ملحوظ رکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ادارہ کو دینی و تحقیقی کام سے گہرا شغف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو مزید دینی و علمی کتابیں شائع کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے، اس عاجز کی، اس کے والدین کی اور عزیزوں کی مغفرت کا سامان کرے۔

آمین

محمد عبدالحلیم چشتی ۱۶ ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ / ۳۱ مئی ۱۹۹۱ء

مصنّف اور کتاب کی وجہ شہرت

مصنف اور کتاب کی شہرت، عظمت وقبولیت، چند باتوں پر موقوف ہے۔

۱۔ مصنف کی عظمت

ابوداؤد کی عظمت دوگونہ ہے۔

الف۔ موصوف کا تعلق خیر القرون سے ہے اور تبع تابعین میں شمار ہے۔

ب۔ فضل وکمال: ائمہ فن سے اکتساب کمال کیا ان میں (۱) امیر المومنین فی الحدیث شعبہؒ (۲) امام مالکؒ (۳) سفیان ثوریؒ (۴) حماد بن زید۔ (۵) سفیان بن عیینہ، (۶) حماد بن سلمہؒ (۷) وکیع بن الجراح کا نام سرفہرست آتا ہے۔

یہ ائمہ فن وحفاظ حدیث حسب ذیل خصوصیات کے حامل تھے

۱۔ یہ وہ ائمہ عصر ہیں جن پر علم حدیث دائر وسائر ہے۔ دنیا میں آج حدیث کی کوئی کتاب ایسی نہیں جو ان ائمہ ثقات کی روایت سے خالی ہو۔

۲۔ ان کی حدیثوں کا اسلامی قلمرو میں مشرق سے مغرب تک چرچا تھا۔

۳۔ حفظ و مذاکرہ اور فہم ومعرفت حدیث کی غرض سے ان کو یاد کیا جاتا اور ان کی مرویات کو دل ودماغ پر نقش کیا جاتا تھا۔

ج۔ ابوداؤد طیالسی سے ان کے بعض ایسے شیوخ حدیث نے روایت کی جن کی ثقاہت اور فنی بصیرت وحفظ مسلم تھا۔ طلبہ وشائقین حدیث تحصیل حدیث کی خاطر ان کی طرف سفر کرکے آتے تھے۔

د۔ ائمہ فن امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ اور علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ جیسے اساطین علم کو موصوف سے تلمذ کی نسبت حاصل ہے۔

ہ۔ مصنف کی حیثیت سے موصوف کا شمار صف اول کے مصنفین میں کیا جاتا ہے۔

موضوع کی اہمیت

قرآن مجید کے بعد سنت ہی شریعت کا سب سے بڑا ماخذ ہے۔ مسند ابوداؤد طیالسی میں احادیث وآثار کا صاف ستھرا اور مفید ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔

اختصار وجامعیت مسند ابو داؤد الطیالسی اپنے موضوع پر مختصر وجامع تصنیف ہے، اختصار وجامعیت اس امر سے روشن ہے کہ صحابہ رضؓ کی مسانید کا منتخب ذخیرہ ایک جلد میں سمو دیا گیا ہے۔ ضمناً کم وبیش ہر موضوع کی حدیث اس مسند میں جمع کر دی گئی ہے۔

قبولیت وشہرت محدثین نے مسند ابی داود الطیالسی کی روایات کو کتاب السنن میں نقل کیا ہے چنانچہ امام بیہقی السنن الکبریٰ میں اپنے شیوخ کے واسطے سے یونس بن حبیب راوی مسند ابی داؤد طیالسی سے مسند کی روایتیں نقل کرتے ہیں۔

اسی طرح مسند ابی داؤد الطیالسی کی غیر شعوری طور پر ابواب فقہ میں ترتیب وتبویب عمل میں آئی۔

پھر حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس مسند کی جداگانہ ترتیب کی اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے یہ اس مسند سے علماء کے اعتناء اور اس کی قبولیت کی نہایت روشن دلیل ہے۔

ابی داؤد الطیالسی کی مسند کے علاوہ دوسرا روایتی ذخیرہ ان کے دوسرے تلانذہ کی مساعی سے ان کی مسانید وسنن میں آگیا جس کے بڑے حصہ سے مسند ابی داؤد الطیالسی خالی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب اللہ کے بعد، اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن وآثار کا علم ہی وہ علم ہے جس نے بنی نوع انسان کو حقیقت تک رسائی ودقت نظر کی راہ سجھائی، نیز علوم کے باب میں نئی بنیادیں رکھیں۔ تاریخِ علوم میں بحث ونظر کے نت نئے گوشوں کا اضافہ کیا۔ گوناگوں علوم کا دروازہ کھولا، سینکڑوں اصطلاحات اور اصناف علوم ایجاد واختراع کی گئیں، تحقیق وتدقیق کی راہیں وا ہوئیں، تحقیق وتنقیح متون کی بنیاد پڑی، تنقید اسناد سے علم رجال کی تدوین عمل میں آئی۔ اوران علوم کی اسلام کے زیرِ سایہ نشو ونما ہوئی۔ انہیں پروان چڑھنے اور ترقی کرنے کا موقعہ ملا

حدیث من کذب علی متعمداً۔ الخ کا علوم اسلامی پر اثر

یہ سب کچھ صرف ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علیّ متعمّداً فلیتبوّأ مقعدہ من النار ”مجھ پر جان بوجھ کر جس نے جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے“ کا ثمرہ ہے۔

اس ارشاد نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زبانِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے ہوئے اصل الفاظ کو یاد رکھنے، سمجھنے، ان پر غور وفکر کرنے، راوی کی چھان بین کرنے، کسی بات کو بیان کرنے سے پہلے اس کی تحقیق کرنے کا دالہ وشیدا کیا۔ رواۃ حدیث کو صفتِ عدالت سے آراستہ وپیراستہ کرنے اور رہنے کا عادی بنایا اوران کا عادل وثقہ ہونا لازمی قرار دیا۔ اس طرح علوم میں جعل سازی کا راستہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا

وہ ارباب صدق وصفا جنہوں نے الفاظ کو اپنے دل ودماغ پر نقش کیا اور ابلاغ کی عظیم الشان خدمات انجام دیں انہیں اصطلاح میں ”محدثین ورواۃ حدیث“ کہا جاتا ہے اور جن نفوس قدسیہ نے کتاب اللہ اور سنن وآثار کے الفاظ ومعانی میں غور وخوض کرکے اصولِ استنباط وضع کئے، ان کی روشنی میں زندگی کے مسائل کو حل کیا ان کی تشکیل وتدوین کی انہیں ”مجتہدین وفقہاء“ کہا جاتا ہے۔

نامور متکلم وفقیہ ابو بکر محمد بن حسن بن فورک اصفہانی المتوفی ۴۰۶ھ نے مشکل الحدیث میں ان دونوں گروہوں کی مساعی جمیلہ وعلمی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے جو تجزیہ کیا وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

محدثین وفقہاء کی مثال

ان میں ایک گروہ اہل نقل وروایت کا تھا جن کی تمام تر توجہ احادیث وسنن کی نقل وروایت پر مرکوز تھی۔ اوران کی تمام تر سعی وکوشش اس کے طرف و

اسانید کو جمع کرنے، صحیح و غلط میں تمیز کرنے، انہیں چھانٹنے پر رہی چنانچہ ان پر یہی کام غالب آگیا اور اسی سے پہچانے گئے اور اسی کی طرف ان کی نسبت کی جاتی تھی، یہ اہل نقل و روایت سے مشہور ہوئے۔

اور ایک گروہ پر فکر و نظر کی راہوں کی تحقیق و جستجو کے شوق کا غلبہ رہا، قیاس و اجتہاد اور فروع کو اصول کے مطابق مرتب کرنے اور ان پر اعتراض و شبہ کرنے والوں کے اعتراض و شبہات دور کرنے اور ان کے دلائل اور شواہد و نظائر جمع کرنے پر توجہ مبذول رہی

دین کے فروغ کے لئے پہلے گروہ کی حیثیت بادشاہ کے خزانے کے خزانچیوں کی سی ہے اور دوسرے گروہ کی حیثیت فوج کے سربراہ اور پاسبانوں کی ہے جو شاہی خزانوں کی دست درازی کرنے والوں اور بری نظر ڈالنے والوں سے حفاظت کرتے ہیں [1]

اسلامی قلمرو کے ممالک اور بستیوں میں انہی دو گروہوں کی کثرت و شہرت رہی انہی کا سکہ رواں رہا۔ ان کی شاندار تحقیقات و تخلیقات اور خدمات سے اسلامی قلمرو میں علم کی گرم بازاری رہی۔ امت مسلمہ کی علمی تاریخ میں انہیں نہایت ممتاز مقام حاصل ہے جیسا کہ تذکرے اور طبقات رجال کی کتابوں سے عیاں ہے۔

بصرہ و اسلامی ثقافتی ورثہ: حدیث، علوم حدیث اور محدثین

مرکز علوم و فنون بصرہ اور اہل بصرہ کی خصوصیات بصرہ اسلامی قلمرو میں علوم و فنون کا گہوارہ تھا۔ تفسیر حدیث، رجال، فقہ، تصوف، عربیت، نحو و لغت اور نوادر میں یہ شہر ممتاز رہا ہے۔ چنانچہ علامہ ابو محمد علی بن محمد ابن حزم اندلسی المتوفی ۴۵۶ھ "فضائل الاندلس و اہلہا" میں دار الخلافہ بغداد کے فضائل بیان کرتے ہوئے بصرہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

"یہ بغداد جو دنیا کی بستی اور ہر فضیلت و شرف کی کان ہے، وہ مقام ہے جہاں کے رہنے والے علوم و معارف کے پرچم بلند کرتے ہیں اور علوم میں تدرف نگاہی، کریمانہ اخلاق، فہم و فراست، وحدتِ افکار اور رسائی ذہن میں سب سے بازی لے گئے ہیں،

یہ بصرہ ان تمام صفات سے جو ہم نے بیان کی ہیں آراستہ و معمور تھا، [2]

---

[1] محمد بن الحسن ابن فورک، مشکل الحدیث، تحقیق موسیٰ محمد علی ط:۲، بیروت: عالم الکتب، ۱۴۰۵ھ، ۳۷ و ۳۸۔

[2] ابو محمد علی بن احمد ابن حزم الاندلسی، فضائل الاندلس و اہلہا، تحقیق صلاح الدین المنجد، بیروت، دار الکتاب العربی ۱۳۸۷ھ ص۱۰

بصرہ کی علمی شہرت ایسی تھی کہ اس نے اہل علم کو اپنی کتاب میں اس کے فضائل قلمبند کرنے سے مستغنی کر دیا تھا۔ لیکن اس کی علمی اہمیت کے پیش نظر کتاب کو اس کے ذکر سے خالی بھی نہیں چھوڑا جا سکتا تھا چنانچہ ان حقائق کو تحریر کرنے کے بعد علامہ عبدالکریم سمعانی المتوفی ۵۶۲ھ الانساب میں لکھتے ہیں :۔

"بصرہ اسلام کا قبہ اور خزانۃ العرب ہے۔"[۱]

میں نے بصرہ کے کچھ خصائص و فضائل کا تذکرہ کتاب الاسفار عن الاسفار میں اور کتاب النزوع عن الاوطان والنزاع الی الاخوان میں بھی کیا ہے۔

بصرہ میں ائمہ فن کی آمد

بصرہ کی علمی حیثیت و اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں یہاں ائمہ فن کی کثرت رہی دوسری صدی ہجری میں دور دور سے ائمہ فن یہاں آتے افادہ اور استفادہ کرتے تھے۔ سرزمین بصرہ میں حدیث و فقہ کی جیسی گرم بازاری تھی امام اعظم ابو حنیفہ رح کو اس کا خوب اندازہ تھا چنانچہ موصوف نے اپنے تلمیذ خاص یوسف بن خالد بصری المتوفی ۱۸۹ھ کو رخصت کرتے وقت نصیحت کی تھی کہ بصرہ ارباب کمال کا مرکز ہے فقہاء و محدثین کی وہاں کثرت ہے تم جاتے ہی جامع بصرہ کے اسطوانہ (ستون) کے سہارے بیٹھ کر درس و تدریس شروع نہ کرنا وہاں کی علمی مجالس کا جائزہ لئے کر کوئی قدم اٹھانا[۲]

مشہور تھا کہ اپنے زمانے میں حدیث و فقہ کے جامع چار امام تھے۔ کوفہ میں سفیان ثوری، مدینہ میں امام مالک، شام میں اوزاعی اور بصرہ میں حماد بن زید[۳]

فقیہ مدینہ حافظ الحجۃ ہشام بن عروہ المتوفی ۱۴۶ھ بصرہ میں آئے تھے[۴]

---

[۱] ابو سعد عبدالکریم بن محمد السمعانی، الانساب، تحقیق عبداللہ عمر البارودی، بیروت، دار الجنان۔ ۱۴۰۸ھ ۱/۳۶۳ (بصرہ)

[۲] محمد بن محمد بن شہاب الکردری، مناقب الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حیدر آباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۲۱ھ ۲/۱۸۷، محمد زاہد الکوثری، لمحات النظر فی سیرۃ الامام زفر، کراچی، ایچ ایم، سعید کمپنی۔ ب۔ت، ص۱۹

[۳] عبدالرحمن بن محمد ابن ابی حاتم الرازی، تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل، حیدر آباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ ۱۹۵۲ء ص۱۷۷/۱۱۸، شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء تحقیق شعیب الارنؤوط، ط: ۲، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۲ھ ۷/۱۳۱ (۱)، تذکرۃ الحفاظ، ط ۳۰، حیدر آباد الدکن مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۷۵ھ ۱/۲۲۸

[۴] الذہبی، ۶/۵، تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۴۴

شیخ حرم فقیہ مکہ عبد الملک بن عبد العزیز ابن جریج المتوفی ۱۵۰ھ وفات سے پہلے بصرہ آئے اور یہاں حدیثیں بیان کیں [۱]

امام مالکؒ مدینہ سے حج وعمرہ ادا کرنے مکہ گئے اس کے سوا مدینہ سے کبھی نہیں نکلے۔

امیر المومنین فی الحدیث سفیان ثوریؒ (۹۷-۱۶۱ھ) بصرہ میں آتے رہے اور آخری ایام میں خلیفہ مہدی کی گرفت سے بچنے کے لئے بصرہ میں آکر عبد الرحمن بن مہدی کے مکان میں چھپ گئے اسی حال میں وفات پائی اور انہی کے مکان میں دفن کر دیئے گئے [۲]

شیخ الاسلام ابو عمرو عبد الرحمن اوزاعی المتوفی ۱۵۷ھ نے حضرت حسن بصریؒ سے استفادہ کے لئے بصرہ کا رخ کیا جب بصرہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر گئے ہیں پھر محمد ابن سیرین سے اکتساب کمال کیا [۳]

ائمہ اربعہ میں سے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی بار بار بصرہ آمد و رفت رہی ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ جن کی نشو ونما دار الخلافہ بغداد میں ہوئی تھی چار مرتبہ بصرہ میں آئے، پہلی بار ۱۸۶ھ/۸۰۲ء میں حافظ ابو اسماعیل بشر بن المفضل رقاشی البصری المتوفی ۱۸۶ھ/۱۸۷ھ ابو محمد مرحوم بن عبد العزیز اموی بصری المتوفی ۱۸۸ھ اور دوسرے شیوخ بصرہ سے احادیث کا سماع کیا۔

دوسری ۱۹۰ھ = ۸۰۵ء میں آئے امام حدیث وفن جرح وتعدیل یحیی بن سعید القطان المتوفی ۱۹۸ھ کے مکان میں چھ مہینے رہ کر ان سے استفادہ کیا چوتھی بار ۲۰۰ھ میں آئے [۴]

ارباب صحاح ستہ میں سے امام محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی ۲۵۶ھ چار مرتبہ بصرہ میں آئے [۵]

صاحب سنن ابو داؤد سجستانی المتوفی ۲۷۵ھ آخر عمر میں بصرہ میں آکر آباد ہو گئے تھے یہیں انتقال کیا [۶]

امام ابن ماجہ قزوینی المتوفی ۲۷۳ھ بصرہ آئے تھے دیگر ارباب صحاح ستہ اور دیگر ائمہ حدیث کی بھی بصرہ میں آمد و رفت رہی ہے۔

---

[۱] الذہبی، ۱/۲۳۱، ۲۳۴۔

[۲] جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن المزی، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، دمشق، دار المامون للتراث ۱۴۰۲ھ، ۱/۵۱۳، والذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۰۶

[۳] حسن بن عبد الرحمن الرامہرمزی، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، تحقیق محمد عجاج الخطیب، ط ۲، بیروت، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع ۱۴۰۴ھ ۲۲۹-۲۳۳، الذہبی، ۱/۱۱۷

[۴] احمد بن حنبل، کتاب العلل ومعرفۃ الرجال، استانبول، ۱۹۸۷ء ۲/۳۱۱ (۲۲۱)

[۵] احمد بن علی بن حجر العسقلانی، ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری، القاہرۃ، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، ۱۳۴۷ھ ۲/۱۹۴

[۶] الذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۲/۵۹۳

بصرہ میں محدثین کی کثرت بصرہ میں محدثین کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ مسند بصرہ حافظ مسلم بن ابراہیم فراہیدی بصری المتوفی ۲۲۲ھ فرماتے تھے۔

کتبت عن ثمان مائۃ شیخ وماجزت الجسر[۱]

میں نے آٹھ سو شیوخ حدیث سے حدیثیں لکھیں اور پل اتر کر نہیں گیا۔

بصرہ میں درس حدیث میں طلبہ کی تعداد دوسری اور تیسری صدی ہجری کے ربع اول میں بصرہ کی مجالس حدیث میں ہزاروں کی تعداد میں طلبہ شرکت کرتے تھے

بصرہ میں حدیث وعلوم حدیث کی سب سے بڑی مجلس درس وہ تھی جس میں بیک وقت دس ہزار طلبہ حاضر ہوتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی المتوفی ۳۶۵ھ نے تلمیذ شعبہ مسند بصرہ صاحب غزوخیر ابوعثمان عمرو بن مرزوق بصری المتوفی ۲۲۴ھ کے حلقہ درس کے متعلق احمد بن محمد بن مخلد سے نقل کیا ہے،

لم یکن بالبصرۃ مجلس اکبر من مجلس عمرو بن مرزوق الباھلی کان فیہ عشرۃ الاف رجل[۲]

بصرہ میں عمرو بن مرزوق کی مجلس درس حدیث سے بڑی مجلس کوئی نہ تھی، اس میں دس ہزار طلبہ ہوتے تھے۔

موصوف ابوداؤد طیالسی سے بھی روایت کرتے ہیں۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دوسری اور تیسری صدی ہجری کے ربع اول میں بصرہ میں علوم کی اور خاص طور پر علوم حدیث کی بڑی گرم بازاری تھی۔ محدثین کے حلقہ درس میں ہزاروں کی تعداد میں طلبہ شرکت کرتے تھے۔

بصرہ میں گوناگوں ارباب کمال کا اجتماع امام لغت ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ شعوبی بصری المتوفی ۲۰۹ھ ۸۲۴ء نے "مثالب العرب من اہل البصرۃ" میں اپنے معاصر امام فن ادب ولغت ابوالحسن نضر بن شمیل تمیمی مازنی بصری المتوفی ۲۰۳ھ کے بصرہ چھوڑنے کا جو واقعہ نقل کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بصرہ میں ارباب فضل وکمال کا بڑا مجمع تھا، ابوعبیدہ کا بیان ہے

نضر بن شمیل جب بصرہ سے خراسان کی طرف نکلے تو انہیں رخصت کرنے تین ہزار ایسے اشخاص نکلے جو ۱۔ یا لغوی تھے ۲۔ یا نحوی، ۳۔ یا عروضی، ۴۔ یا محدث، ۵۔ یا اخباری (مؤرخ)[۳]

---

[۱] الذھبی، تذکرۃ الحفاظ ۳۹۴/۱، محمد عبدالرشید نعمانی، امام ابن ماجہ اور علم حدیث، کراچی نور محمد اصح المطابع ۱۳۷۷ھ ص ۵۴

[۲] المزی، ۱۰۴۹/۲، ابن حجر، تہذیب التہذیب، حیدرآباد الدکن مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۲۵ھ ۱۰۰/۸، الذہبی، ۱۹/۱۰م

[۳] احمد بن ابی بکر بن خلکان، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، تحقیق احسان عباس، بیروت، دارالقلم، ۱۹۷۱ء ۳۹۷/۵

(باقی برصفحہ آئندہ)

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اس دور میں بصرہ مدینۃ العلوم اور خزینۃ المعارف بنا ہوا تھا۔
نیز اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دوسری صدی ہجری میں بصرہ کتنی متنوع علوم کی جامعہ تھا اور یہاں علوم مذکور کی بیک وقت کیسی عظیم علمی شخصیات اپنی اپنی جگہ تدریسی و تصنیفی خدمات میں مجمع علمی اور اکیڈمیوں کی حیثیت سے سرگرم عمل تھیں۔

اسلامی قلمرو میں بصرہ کا تقدم و شرف

بصرہ کو کوفہ پر دوگونہ تقدم و شرف حاصل ہے اولاً یہ کہ بصرہ کوفہ سے پہلے آباد کیا گیا۔ ثانیاً اہل بصرہ سے عربیت کا علم سیکھا گیا چنانچہ محمد بن اسحاق الندیم کتاب الفہرست میں رقمطراز ہیں۔

انا قدمنا البصريين اولا لان علم العربية عنهم اخذ ولان البصرة اقدم بناء من الكوفة ؎۱

ہم نے کتاب الفہرست میں علماء بصرہ کا علماء کوفہ سے پہلے تذکرہ اس لئے کیا کہ انہی سے عربیت کا علم سیکھا گیا اور اس لئے بھی کہ بصرہ کی کوفہ سے پہلے بنیاد رکھی گئی۔

غالباً اس سبقت کی وجہ سے بصرہ و کوفہ کو بصرتان کہا جاتا ہے
بصرہ میں مربد کو علوم عربیت کے ابلاغ و فروغ میں وہی مقام حاصل ہے جو عکاظ کو دور جاہلی میں حاصل تھا۔ چنانچہ جاحظ کا بیان ہے کہ جارود المتوفی ۲۰ھ مربد کے متعلق لوگوں سے کہتا تھا۔

بصرہ میں عکاظ کا بدل مربد

عليكم بالمربد فانه يطرد الفكر، ويجلو البصر و يجلب الخبر ويجمع بين ربيعة ومضر، ؎۲

لوگو! مربد جایا کرو، وہاں کا جانا فکر کو بلند کرتا اور آنکھوں کو علم سے روشن کرتا، اطلاعات بہم پہنچاتا اور ربیعہ و مضر کو اکٹھا کرتا ہے۔

انہی وجوہ سے جعفر بن سلیمان عباسی مربد کو چشم عراق کہتا تھا ؎۳
اس کا محلہ بھی مربد میں واقع تھا ؎۴

بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ : ۳۹۸، علی بن یوسف القفطی، انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم القاہرۃ، دارالفکر العربی، ۱۴۰۲ھ ۳/۳۴۸-۳۴۹۔
حاشیہ صفحہ ھذا۔ ؎۱ الندیم کتاب الفہرست تحقیق رضا۔ تجدد ط: ۲ کراچی، نور محمد اصح المطابع ستمبر ۱۹۹۰ء ص ۱۷
؎۲ عمرو بن بحر الجاحظ، البیان والتبیین، تحقیق عبدالسلام محمد ہارون ط: ۴ بیروت، محمد فاتح الدایہ، د، ت، ۱/۲۴۵
؎۳ عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ، عیون الاخبار، القاہرۃ، مطبعہ دارالکتب المصریہ، ۱۳۴۳ھ ج ۲/۲۲۲
؎۴ الجاحظ، کتاب الحیوان تحقیق عبدالسلام محمد ہارون، مصر، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی ۱۳۶۴ھ ۷/۸۲

جنگ جمل کے زمانے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم کا یہاں قیام رہا[1]

یاقوت رومی مربد کے متعلق لکھتے ہیں۔

مربد ایک مقام و محلہ بن گیا تھا لوگ یہاں آباد تھے، یہ شعراء کے فخر و مباہات کا مرکز تھا خطیبوں کی یہاں مجلسیں جمتی تھیں یہ بصرہ سے تین میل کی مسافت پر واقع ہے[2]

مربد میں محدثین کا قیام

محدثین کی ایک جماعت یہاں آباد تھی، اور قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں یہاں کے علمی حلقوں سے آتی رہتی تھیں[3]

امام لغت نضر بن شمیل المتوفی ۲۰۳ھ نے جب بصرہ کو خیرباد کہا تو بصرہ کے ارباب کمال مربد میں جمع ہوئے موصوف سے سبب پوچھا تو نضر نے کہا۔

"مجھ پر تمہاری جدائی بہت شاق ہے لیکن کیا کروں بخدا روزانہ دو روٹی مجھے ملتی رہتی بصرہ نہ چھوڑتا[4]

بصرہ میں حدیث رسول کے امین

امام نسائی المتوفی ۳۰۳ھ نے بعض اہل بصرہ اور یحییٰ بن سعید القطان کو حدیث رسول کا امین قرار دیا ہے، موصوف کا بیان ہے

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کے تین امین گزرے ہیں، مالک، شعبہ، اور یحییٰ بن سعید القطان[5]

امام مالک کے سوا شعبہ اور یحییٰ بن سعید القطان دونوں بصری ہیں

بصرہ میں دس ممتاز محدثین کا حلقہ درس

بصرہ میں دس ممتاز محدثین کا حلقہ درس بہت مشہور تھا اور ائمہ فن سنن و آثار کی درس و تدریس اور اس کی نشر و اشاعت میں بیک وقت سرگرم عمل تھے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱- حافظ ابو معاویہ یزید بن زریع بصری عیشی المتوفی ۱۸۲ھ

۲- شیخ عراق ابو اسماعیل حماد بن زید بن درہم الازدی مولاہم البصری الازرق، الضریر ۹۸-۱۷۹ھ

۳- ابو عبیدہ عبدالوارث بن سعید العنبری مولاہم التنوری البصری ۱۰۲-۱۸۰ھ۔

۴- محدث بصرہ ابو محمد معتمر بن سلیمان التیمی البصری ۱۰۶-۱۸۷ھ

(۵) ابو بشر (ابو عبیدہ) عبدالواحد بن زیاد العبدی مولاہم البصری ۱۷۶/۱۷۷ھ

---

[1] السمعانی ۵/ ۲۵۱

[2] یاقوت رومی، معجم البلدان، بیروت دار صادر، ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۷ء، ۵/ ۹۸

[3] السمعانی ۵/ ۲۵۱-۲۵۲، (المربدی)

[4] ابن خلکان ۵/ ۳۹۸، القفطی ۳/ ۳۴۹

[5] یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر القرطبی، الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء، القاہرہ، مکتبۃ القدسی ۱۳۵۰ھ ص ۳۱
الذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۳۰۰

٦- ابوسلیمان جعفر بن سلیمان الضبعی البصری ۱۷۸ھ

٧- ابوبکر وہیب بن خالد الباہلی مولاہم البصری الکرابیسی ۱۰۷-۱۶۵ھ

٨- ابوعثمان خالد بن الحارث الہجیمی البصری ۱۸۶ھ

٩- ابواسماعیل بشر بن المفضل ابن لاحق الرقاشی مولاہم البصری ۱۸۶/۱۸۷ھ

١٠- ابوبشر اسماعیل بن علیہ) ابراہیم بن مقسم - الاسدی مولاہم البصری، ۱۹۳ھ [1]

ان میں اکثر ابوداؤد طیالسی کے شیوخ ہیں

حاکم نیشاپوری نے کتاب معرفۃ علوم الحدیث (۲۴۰) میں مشہور ثقات ائمہ تابعین وتبع تابعین کے عنوان میں جن کی تحدیث (حاکم کے زمانے چوتھی صدی ہجری تک) حفظ و مذاکرہ اور برکت کی خاطر جمع کی جاتی تھیں اور انہیں مشرق سے مغرب تک یاد کیاجاتا تھا جن ائمہ بصرہ کی نشاندہی کی ہے ان کی تعداد ششتر تک پہنچتی ہے اس سے بصرہ میں ائمہ حدیث کی کثرت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

مذکورہ بالاحفاظ بصرہ میں بعض وہ حفاظ حدیث بھی ہیں جن کی جلالت قدر کا اعتراف امام سفیان ثوری ۱۶۱ھ کو بھی تھا وہ فرماتے تھے۔

حفاظ بصرہ تین ہیں (۱) ابوالمعتمر سلیمان بن طرخان التیمی (۰۰۰۰-۱۴۲ھ) (۲) ابوعبدالرحمٰن عاصم بن سلیمان الاحول (۰۰۰۰-۱۴۲/۱۴۳ھ) (۳)- داؤد بن ابی ہند (۰۰-۱۴۱ھ) [2]

تین محدثین بصرہ - ۱- سید الحفاظ ابوسعید یحییٰ بن سعید القطان (۱۲۰-۱۹۸ھ) (۲) سفیان بن حبیب بزاز بصری المتوفی ۱۸۲/۱۸۶ھ اور (۳) حافظ ابومعاویہ یزید بن زریع بصری عیشی المتوفی ۱۸۲ھ نے جب سے حدیث سے اعتناء کیا وہ ہمیشہ اس کی تعلیمات کی نشرواشاعت اور حدیث کی خدمت میں سرگرم عمل رہے۔ چنانچہ علی بن المدینی کہتے ہیں۔

لم یکن من اصحابنا ممن طلب وعنی بالحدیث وحفظه واقام علیه حتی طلب ولم یزل فیه الا ثلثة القطان وسفیان بن حبیب ویزید بن زریع هؤلاء لم

ہمارے اصحاب میں جنہوں نے حدیث کی تحصیل کی اور اس سے اعتناء کیا اس کی نگہداشت میں لگے رہے یہاں تک کہ اسے یاد کیا اور ہمیشہ خدمت حدیث میں سرگرم عمل رہے اور وہ تین القطان، سفیان بن حبیب اور یزید بن زریع تھے

---

[1] المزی ۳/۱۵۳۱ (ترجمہ یزید بن زریع) ابن حجر ۸/۲۹۶، الذہبی ۸/۲۹۶

[2] ابن ابی حاتم تقدمۃ المعرفۃ ص۲۷ والوالشیخ بن حیان، طبقات المحدثین باصبہان والواردین علیہا

طبقات المحدثین باصبہان والواردین علیہا، تحقیق عبدالغفار، سلیمان البنداری وسعد حسن، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹، ۱/۲۸۶

يدعوه منذ طلبوه لم يستثقلوا عنه لم — انہوں نے جب سے اسے حاصل کیا اس سے کبھی پہلو تہی نہیں کی
يزالوا فيه الى ان حدثوا [1] — برابر اسے بیان کرتے رہے۔

حفاظ حدیث میں عبداللہ بن عون اور عمرو بن مرہ کی امتیازی شان

بصرہ اور کوفہ میں صرف دو شخصیتیں ایک عبداللہ بن عون اور دوسرے عمرو بن مرہ کی تھیں جو تدلیس نہیں کرتی تھیں۔ چنانچہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ کا بیان ہے:۔

ما رايت من اصحاب الحديث الا يدلس الا ابن عون وعمرو بن مرة [2] — میں نے اصحاب حدیث میں کسی کو نہیں دیکھا جو تدلیس نہ کرتا ہو مگر (بصرہ میں) ابن عون کو اور (کوفہ میں) عمرو بن مرہ کو دیکھا کہ یہ تدلیس نہیں کرتے تھے۔

بصرہ کو عراق میں یہ خصوصیت و امتیاز بھی حاصل رہا کہ یہاں ایسا محدث وفقیہ موجود تھا جو حدیث کو اصل حروف و الفاظ میں بیان کرنے کا اہتمام و التزام کرتا تھا۔ اسلامی قلمرو میں ایسے محدث وفقیہ خال خال ہی پائے جاتے تھے، چنانچہ حجاز میں قاسم بن محمد بن ابی بکر ۱۰۶ھ کو (جو مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے تھے)، بصرہ میں شیخ اہل البصرہ حافظ محمد بن سیرین (۱۱۰ھ) کو اور شام میں شیخ اہل الشام حافظ رجاء بن حیوہ (۱۱۲ھ) یہ فخر حاصل تھا کہ وہ ہمیشہ حدیث کو اصل الفاظ میں روایت کرتے تھے [3]

دوسری اور تیسری صدی ہجری میں اصل الفاظ حدیث میں روایت کرنے والے چار حفاظ بصرہ

اسلامی قلمرو میں بعد کے حفاظ حدیث میں یہ خصوصیت بصرہ کے چار حفاظ حدیث کو حاصل رہی چنانچہ محدث خراسان حافظ ابو رجاء قتیبہ بن سعید بلخی ثم بغلانی المتوفی ۲۴۰ھ کا بیان ہے۔

---

[1] المزی، ۳/۴۹۹، ابن حجر، ۱۱/۳۰۰

[2] المزی ۲/۱۰۵۰ ابن حجر ۸/۱۰۳

[3] محمد بن عیسیٰ الترمذی جامع الترمذی، کتاب العلل، دہلی مطبع احمدی ۱۲۶۶ھ ص ۶۴۹، الرامہرمزی ص ۵۳۵۔
ابن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ، مصر، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، ۱۹۲۷ء، ۱/۸۰، احمد بن علی الخطیب البغدادی، الکفایہ فی علم الروایۃ، حیدرآباد الدکن، جمعیۃ دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۰۷ھ ص ۱۸۶، عبدالرحمن بن احمد ابن رجب الحنبلی، شرح علل الترمذی تحقیق ہمام عبدالرحیم سعید، اردن، مکتبۃ المنار، ۱۴۰۷ھ ـ ۱۹۸۷ء، ۱/۴۲۵

كانوا يقولون: الحفاظ اربعة، اسماعيل ابن علية، وعبد الوارث، ويزيد بن زريع، ووهيب، كانوا يؤدون اللفظ ؎۱

علماء و محدثین کہتے تھے کہ حفاظ حدیث چار ہیں۔ ۱۔ ابو بشر اسماعیل بن علیہ ۱۹۳ھ / ۲۔ عبد الوارث بن عبد الصمد العنبری البصری ۲ ۲۵ھ / ۳۔ وہیب بن خالد البصری ۱۶۵ھ (۴) یزید بن زریع ۱۸۲ھ یہ اصل الفاظ حدیث بیان کرتے تھے۔

اسماعیل بن علیہ ایسے امام فن جلیل القدر حافظ حدیث تھے کہ کوفہ میں بھی کوئی ان کا نظیر و مثیل نہ تھا، اہل کوفہ بھی ان کی امامت فن کے قائل تھے، اہل بصرہ و اہل کوفہ میں منافست علمی جاری تھی، ہیثم ابن خالد کا بیان ہے کہ حفاظ اہل بصرہ جمع ہوئے تو اہل کوفہ نے اہل بصرہ سے کہا

نحوا عنا اسماعيل وهاتوا من شئتم ؎۲ تم اسماعیل بن علیہ کو ہماری محفل سے ہٹا لو پھر جس کو چاہو مقابلہ کے لئے لے آؤ۔

ممتاز محدثین اہل بصرہ کی علوم حدیث میں برتری کے اسباب

اہل بصرہ کو حدیث و علوم حدیث میں جو برتری حاصل تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل بصرہ بیس برس کی عمر سے حدیثیں لکھتے اور یاد کرتے بصرہ کے بعض ممتاز محدثین نے بیس برس سے شیوخ کی صحبت میں رہ کر کمال بہم پہنچایا تھا۔ چنانچہ یحیی بن سعید القطان کا بیان ہے۔

لزمت شعبة عشرين سنة فما كنت ارجع من عنده الا بثلاثة احاديث وعشرة اكثر ما كنت اسمع منه ؎۳

میں بیس برس شعبہ کی صحبت میں رہا میں ان کے پاس سے تین حدیثیں ہی سن کر لوٹا کرتا تھا اور زیادہ سے زیادہ دس حدیثیں ان سے سن کر واپس ہوتا تھا اس سے زیادہ وہ مجلس درس میں بیان نہیں کرتے تھے۔

اسی طرح حافظ غندر، ابو عبد اللہ محمد بن جعفر الہذلی مولاہم البصری المتوفی سنہ ۱۹۳ھ کا بیان ہے۔

لزمت شعبة عشرين سنة ؎۴ میں شعبہ کی مجلس درس میں بیس برس حاضر رہا۔

؎۱ الخطیب البغدادی، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع تحقیق محمود الطحان، الریاض مکتبة المعارف، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، ۲/۳۳ یوسف المزی، ۹۶/۱، ابن حجر، ۲۷۶/۱ الذہبی، ۱۱۴/۹

؎۲ المزی ۹۶/۱، ابن حجر، ۲۷۶/۱

؎۳ الکفایہ ص۵۵ الرامہرمزی ص۱۸۷ (۴۹)

؎۴ الخطیب، تاریخ بغداد، بیروت، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، ب، ت، ۱۳۶/۱۴ تذکرة الحفاظ ۸/۱ ابن ابی حاتم الرازی، تقدمة المعرفة، ص۲۴۹ السمعانی، ۵۱۹/۴ (القطان)

؎۵ الذہبی، تذکرة الحفاظ ۱۳۰/۱

اہل بصرہ کی اثبت، اجود اور اصح اسانید سلسلہ اسانید میں جن اسانید کو سب سے بہتر، عمدہ اور اعلیٰ خیال کیا جاتا ہے ان میں اہل بصرہ کی اسانید بہت ممتاز ہیں چنانچہ، اثبت، اجود، احسن و اصح اسانید کی بحث ائمہ فن حدیث کا ایک اجتہادی مسئلہ ہے، چنانچہ کسی نے اپنی بصیرت و ملکۂ فن سے کسی سلسلۂ سند کو اثبت، اجود، احسن، واصح قرار دیا ہے۔ اور کسی نے کسی سلسلہ سند کو اثبت و اجود کہا ہے تاہم اس بحث سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ بصرہ کی سلسلہ اسانید کثیر ہیں اور شیوخ بصرہ کو اس باب میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ نیز دوسری صدی ہجری میں اہل بصرہ کو حدیث و علوم حدیث میں دوسرے اسلامی ممالک و بلاد کی بنسبت زیادہ اعتنا رہا ہے۔

اثبت الاسانید شیخ عراق حافظ وکیع ابن الجراح المتوفی ۱۹۶ھ/۱۹۸ھ کی نظر میں سب سے زیادہ معتبر و اثبت سلسلۂ سند:

شعبہ عن عمرو بن مرہ عن مرہ عن ابی موسیٰ الاشعری ہے [1]۔ شعبہ ابوداؤد طیالسی کے شیخ ہیں۔

خلف بن ہشام بزار نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کونسی اسانید اثبت، سب سے زیادہ پکی ہیں؟

فرمایا ایوب عن نافع عن ابن عمر، پھر اگر یہ روایت حماد بن زید عن ایوب ہو تو کیا کہنا۔ ایوب، شعبہ کے اور حماد، ابوداؤد طیالسی کے شیخ ہیں۔

ابن حجرؒ نے کہا کہ امام احمد کے دو قول ہیں۔ اور حاکم ابو عبداللہ محمد نیشاپوری المتوفی ۴۰۵ھ نے مستدرک علی الصحیحین میں اسحاق بن راہویہ کا قول نقل کیا ہے۔ کہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کا سلسلہ روایت ایسا ہی معتبر ہے جیسا ایوب عن نافع عن ابن عمر ہے۔ اس سے امام اسحاق بن راہویہ المتوفی ۲۳۷ھ/۲۳۸ھ کی نظر میں ایوب عن نافع عن ابن عمر کے تسلسل سند کی عظمت و جلالت عیاں ہے [2] لیکن یحییٰ بن معین کی رائے میں عبد الرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضؓ سے زیادہ کوئی سند اثبت نہیں ہے [3]

اجود الاسانید حافظ حجاج بن الشاعر المتوفی ۲۵۹ھ کا بیان ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) یحییٰ بن معین (۲۳۳ھ) اور علی بن المدینی (۲۳۴ھ) علماء کی ایک جماعت میں موجود تھے کہ اجود الاسانید کے موضوع پر مذاکرہ شروع ہو گیا ان میں سے کسی نے کہا شعبہ عن قتادۃ عن سعید عن عامر اخی ام سلمۃ رضؓ کو [4] اور علی بن المدینی (۲۳۴ھ) نے عبد اللہ بن عون عن محمد عن عبیدۃ عن علی کو قرار دیا ہے [5]

---

[1] الخطیب البغدادی: الکفایہ، ص۳۹۹، جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف، المدینۃ المنورۃ، المکتبۃ العلمیۃ ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء ص۳۶

[2] الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، القاہرۃ، مطبعہ دار الکتب المصریۃ ۱۹۳۷ء ص۵۴، السیوطی، تدریب الراوی ص۳۵

[3] الخطیب، الکفایۃ ص۳۹۷، السیوطی، تدریب الراوی ص۳۵۔ (بقیہ حاشیہ صفحۂ آئندہ)

عبداللہ بن عون بھی ابوداؤد طیالسی کے شیخ ہیں

احسن الاسانید | ابوحاتم الرازی المتوفی ۲۷۷ھ نے یحییٰ بن سعید القطان عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر کو احسن الاسانید قرار دیا ہے ۱؎ اور یہی رائے ابن معین کی ہے ۲؎ یہ ابوداؤد طیالسی کے رفیق ومعاصر ہیں۔

اور امام احمد نے عبید اللہ عن نافع کے سلسلہ روایت کو مالک عن نافع کی روایت پر ترجیح دی ہے

اصح الاسانید | حافظ ابوحفص عمرو بن علی الصیرفی الفلاس (۲۴۹ھ) نے محمد بن سیرین عن عبیدۃ عن علی کو اصح الاسانید قرار دیا ہے ۳؎

حافظ ابوسلیمان بن داؤد شاذکونی (۲۳۴) نے یحییٰ بن کثیر عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ کو اصح الاسانید کہا اور علی بن المدینی نے حماد بن زید عن ایوب عن محمد بن سیرین عن ابی ھریرۃ کو اسانید میں زیادہ ترصحیح سند قرار دیا ہے ۴؎

امام بخاری کی رائے میں اصح الاسانید مالک عن نافع عن ابن عمر ہے ۵؎

ابوبکر بن ابی شیبہ کی رائے میں الزھری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن علی اصح الاسانید ہے ۶؎ اور یہی رائے عبدالرزاق ابن ہمام کی ہے۔

اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے الزھری عن سالم عن ابیہ کو اصح الاسانید کہا ہے ۷؎

عبداللہ بن المبارک مروزی کی رائے میں اصح الاسانید سفیان عن منصور عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ ہے ۸؎ اور یہی رائے حافظ عجلی کی ہے ۹؎

بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ

۴؎ الحاکم النیسابوری ص۵۴ السیوطی ۱/۳۵

۵؎ الحاکم النیسابوری ص۵۴۔

حاشیہ صفحہ ہذا

۱؎ السیوطی ص۳۶

۲؎ ایضاً ص۳۲

۳؎ الحاکم ص۵۴

۴؎ ایضاً، الخطیب ص۳۹۸، السیوطی، تدریب الراوی ص۳۶

۵؎ الخطیب ص۳۹۷، السیوطی ص۳۵

۶؎ الحاکم ص۵۳، الخطیب ص۳۹۸

بلاد کی نسبت سے اصح الاحادیث

اسلامی قلمرو میں بلاد کی نسبت سے صحیح ترین احادیث میں پہلا نمبر اہل مدینہ کا دوسرا اہل بصرہ کا اور تیسرا درجہ اہل شام کی مرویات کا ہے چنانچہ شیخ الاسلام ابو العباس احمد ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ فرماتے ہیں ۔

اتفق اهل العلم بالحديث على ان اصح الاحاديث ما رواه اهل المدينة ثم اهل البصرة ثم اهل الشام ؎۱	محدثین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ صحیح ترین احادیث وہ ہیں جنہیں اہل مدینہ روایت کرتے ہیں پھر اہل بصرہ کی اس کے بعد اہل شام کی روایات ہیں ۔

مسند احمد (۴/۱۹ ۴) میں "مسند البصریین" کا مستقل عنوان بصرہ کی احادیث میں اہمیت کی نہایت روشن دلیل ہے ۔

اصح الاسانید کے متعلق ایک اہم نکتہ

یہاں یہ نکتہ بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ جس حدیث کو ائمہ فن صحیح ترین سند سے روایت کرتے ہیں وہ سند کے اعتبار سے "اصح الاسانید" ہے ۔

اس باب میں اولاً اصح الاسانید پر ائمہ فن کا اتفاق نہیں ؎۲ پھر حدیث کی ایک کتاب صحیح بخاری کی احادیث پر مطلقاً اصحیت کا دعویٰ کیونکر انصاف پر مبنی ہو سکتا ہے ۔

ثانیاً کسی مخصوص سند پر اصح الاسانید ہونے کا حکم جزم و یقین سے نہیں لگایا جا سکتا ۔ حاکم نیشاپوری معرفۃ علوم الحدیث میں رقمطراز ہیں ۔

ان هؤلاء الائمة الحفاظ قد ذكر كل ما ادى اليه اجتهاده فى اصح الاسانيد ولكل صحابى رواة من التابعين ولهم اتباع واكثرهم ثقات فلا يمكن ان يقطع الحكم فى اصح الاسانيد لصحابى واحد ؎۳	ان ائمہ حفاظ نے اصح الاسانید میں ہر اس اسناد کا ذکر کیا ہے جس کی طرف اس کے اجتہاد نے اسے پہنچایا اور ہر صحابی سے تابعین روایت کرتے ہیں اور تابعین سے تبع تابعین راوی ہیں اور ان میں بیشتر ثقہ و قابل اعتماد ہیں پھر بھی یہ ممکن نہیں کہ ہر صحابی کی اصح الاسانید کے متعلق جزم و یقین سے حکم لگایا جائے کہ یہ اصح الاسانید ہے ۔

(بقیہ از صفحہ گزشتہ)
؎۷ ۔ الحاکم ص۵۳ الخطیب ص۳۹۷
؎۸ الخطیب ص۳۹۸
؎۹ تدریب الراوی ص۳٦

حاشیہ صفحہ ہذا ۔
؎۱ الخطیب، الجامع ۲/۲۸۷ ، تدریب الراوی ص۳٦ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ان حقائق کی موجودگی میں حدیث کی کسی ایک کتاب کی حدیثوں کے متعلق یا حدیث کی کتاب کے متعلق جس میں ہر دیار کے محدثین کی سند سے روایتیں مذکور ہیں۔ پھر ان میں ایسے راوی بھی موجود ہوں جن پر کلام کیا گیا ہے کیونکر اصح و صحیح ترین ہونے کا دعویٰ درست قرار دیا جا سکتا ہے۔

اسانید صحاح اور حفاظ اہل بصرہ شیخ الاسلام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی نے تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل میں بسند متصل حافظ علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔

بحث و نظر کے بعد معلوم ہوا کہ ثقات رواۃ کا علم حسب ذیل چھ ائمہ فن تابعین کی اسانید میں دائر و سائر ہے۔

۱۔ اہل مدینہ کی اسانید حافظ ابوبکر محمد بن مسلم بن شہاب زہری المتوفی ۱۲۴ھ میں۔

۲۔ اہل مکہ کی اسانید حافظ ابو محمد عمرو بن دینار المتوفی ۱۲۶ھ میں

۳۔ اہل بصرہ کی اسانید ابو الخطاب قتادہ بن دعامہ المتوفی ۱۱۷ھ۔ اور

۴۔ حافظ یحییٰ بن ابی کثیر المتوفی ۱۳۲ھ میں۔

۵۔ اہل کوفہ کی اسانید ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ سبیعی۔ المتوفی ۱۲۷ھ۔ اور

۶۔ ابو محمد سلیمان بن مہران اعمش[1] المتوفی ۱۴۸ھ کی اسانید میں دائرو سائر ہے[2] بیشتر صحیح احادیث مذکورہ بالا چھ کبار حفاظ کی اسانید سے خارج نہیں[3]

ان میں دو بصری اور دو کوفی ہیں۔

مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ سیر اعلام النبلاء میں علی بن المدینی کے مذکورہ بالا بیان کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

اس مقام پر علی بن المدینی رح حماد بن زید بن درہم بصری (۹۸-۱۷۹ھ-۷۱۷-۷۹۵ء) کو بھول گئے اور اسی طرح امام ابوالحارث لیث بن سعد (۹۴-۱۷۵ھ-۷۱۳-۷۹۱ء) کو بھی اور یہ دونوں حفاظ ان ائمہ فن سے

بقیہ از صفحہ گذشتہ۔ محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید مصر، مطبعۃ السعادۃ ۱۳۶۶ھ، ۱/۳۳۔ طاہر الجزائری توجیہ النظر الی اصول الاثر، مصر، مطبعۃ الجمالیہ، ۱۳۲۸ھ ص ۱۷۷

[2] الحاکم ص ۵۳ السیوطی و ۷۶،

[3] الحاکم ص ۵۴، ۵۵، السیوطی

۱/۳۳، طاہر الجزائری ص ۱۷۷ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] الجاحظ نے البیان والتبیین ۱/۲۱۲ میں لکھا ہے کہ اسلامی دنیا میں جنہوں نے علم پھیلایا وہ چار ہیں ۱۔ قتادہ ۲۔ زہری۔ ۳۔ اعمش ۴۔ کلبی

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

کم نہیں [1] ان میں فقیہ بصرہ حماد بن زید ابوداؤد طیالسی کے شیوخ میں سے ہیں۔

پھر ان علماء کا علم ابوسعید یحیی بن سعید القطان البصری الحنفی [۱۲۰ - ۱۹۸ھ - ۷۳۷ - ۸۱۳ء] [2]

۸ - ابوسعید یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ کوفی صاحب ابوحنیفہ [۱۱۹ - ۱۸۳ھ - ۷۳۷ - ۷۹۸ء] [3]

۹ - ابوسفیان وکیع بن الجراح الرواسی الکوفی [۱۲۹ - ۱۹۷ھ - ۷۴۶ - ۸۱۲ء] پر منتہی ہوا۔

ان میں دو کوفی اور ایک بصری ہیں اور دو ابوداؤد طیالسی کے شیوخ میں سے ہیں

اور ان تین حفاظ فقہاء کا علم حسب ذیل تین حفاظ و فقہاء پر ختم ہوا۔

۱۰ - ابوعبدالرحمن عبداللہ بن المبارک مروزی [۱۱۸ - ۱۸۱ھ - ۷۳۶ - ۷۹۷ء]

۱۱ - ابوسعید عبدالرحمن بن مہدی عنبری بصری لؤلؤی [۱۳۵ - ۱۹۸ھ - ۷۵۲ - ۸۱۴ء] [4]

۱۲ - ابوزکریا یحیی بن آدم قرشی کوفی احول [۰۰ - ۲۰۳ھ - ۰۰ - ۸۱۸ء]

اس طرح صحاح کی غالب اسانید ان مذکورہ بالا بارہ علماء میں دائر و سائر ہیں۔ ان میں چھ حفاظ حدیث بصری اور چھ کوفی ہیں۔

علی بن المدینی بھی یہاں عبداللہ بن المبارک، وکیع اور ابن وہب کو بھول گئے (جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے) حالانکہ یہ علماء و محدثین علم کے سمندر (اور ان علماء کے ہم پایہ) تھے۔ [5]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[2] تقدمۃ المعرفۃ ص ۱۲۹، ۱۸۷

[3] الذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۱۱

حاشیہ صفحہ ہذا۔ [1] تقدمۃ المعرفۃ، ۲۳۰، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۶۴-۲۶۵۔

[1] الذہبی، ۹/۵۲۶

[2] موصوف کے متعلق ائمہ فن نے تصریح کی ہے کان نقی الحدیث لا یحدث الا بثقۃ، یحیی صاف ستھری احادیث کے حامل تھے اور ثقہ ہی سے روایت کرتے تھے (تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۹۹

[3] یحیی بن زکریا اس پایہ کے حافظ حدیث تھے کہ لم یکن بالکوفۃ بعد سفیان الثوری اثبت منہ حدیثا وھو اول من صنف الکتب فی الکوفۃ وعلی طریقۃ صنف وکیع کتبہ۔ کوفہ میں سفیان ثوری کے بعد موصوف سے بڑھ کر حدیث میں کوئی اثبت (زیادہ یگانہ تھا) یحیی نے کوفہ میں سب سے پہلے کتاب لکھی اور اس کے طریقہ پر وکیع نے اپنی تصانیف کیں، الزرکلی ۸/۱۴۵

[4] امام شافعی المتوفی ۲۰۴ھ نے موصوف کے متعلق فرمایا لا اعرف لہ نظیرا فی الدنیا مجھے دنیا میں ان کی نظیر نظر نہیں آتی۔ الزرکلی ۳/۳۳۹

[5] الذہبی ۹/۵۲۶، ۵۲۷

ان چھ ائمہ فن کی اسانید سے مروی ذخیرہ احادیث کو ارباب تصنیف نے اپنی کتابوں میں سمیٹا ہے۔

ا۔ مدینہ میں امام مالک بن انس مدنی المتوفی ۱۷۹ھ اور

ب محمد بن اسحاق بن یسار المتوفی ۱۵۱ھ ۱۵۲ نے۔

مکہ میں ا۔ ابو الولید عبد اللہ بن عبد العزیز ابن جریج مکی۔ اور المتوفی ۱۵۰ھ

ب۔ ابو محمد سفیان بن عیینہ ہلالی۔ مکی المتوفی ۱۹۸ھ نے

بصرہ میں ا۔ ابو النضر سعید بن ابی عروبہ مہران بصری المتوفی ۱۵۶ھ۔ ب ابو سلمہ حماد بن سلمہ بن دینار بصری۔ المتوفی ۱۶۷ھ ج۔ ابو بسطام شعبۃ بن الحجاج واسطی بصری المتوفی ۱۶۰ھ د۔ ابو عوانۃ الوضاح بن خالد یشکری واسطی بزار المتوفی ۱۷۶ھ ہ۔ ابو عروہ معمر بن راشد یمانی المتوفی ۱۵۳ھ نے جیسے مذکورہ بالا چھ حفاظ حدیث سے سماع حاصل ہے۔

کوفہ میں ا۔ ابو عبد اللہ سفیان بن سعید ثوری المتوفی ۱۶۱ھ نے اپنی مصنفات میں جمع کیا

اور شام میں ا۔ ابو عمرو عبد الرحمٰن بن عمرو اوزاعی شامی المتوفی ۱۵۷ھ

ا۔ اور واسط: ابو معاویہ ہشیم بن بشیر واسطی نزیل بغداد المتوفی ۱۸۳ھ [1]

مذکورہ بالا ارباب تصانیف میں سعید بن ابی عروبہ اور حماد بن سلمہ دونوں بصری ہیں اور سفیان ثوری کوفی ہیں

اہل بصرہ و اہل کوفہ کی اسانید سے مروی احادیث

اہل بصرہ کو فن حدیث میں یہ فخر بھی حاصل ہے کہ ان کی اسانید سے جو روایات منقول ہیں وہ نہایت واضح بے غبار اور کثیر ہیں، کثرت روایات میں کوفہ ان کے برابر کا شریک ہے لیکن اس کی روایات میں علل کی خرابیاں ہیں، سلامتی کم ہے کھوٹ زیادہ ہے [2]

تمام اہل کوفہ کے متعلق یہ دعویٰ کرنا درست نہیں اگر کسی خاص راوی اور خاص روایت کے متعلق یہ دعویٰ کیا جائے تو درست ہو سکتا ہے۔ بعض راویانِ اہل بصرہ کی بعض سندوں میں بھی یہ بات پائی جا سکتی ہے۔ بلکہ ممالک اسلامیہ کی بعض اسانید و رواۃ کے متعلق بھی ایسا دعویٰ کیا جا سکتا ہے صرف کوفہ کے متعلق ایسا دعویٰ کرنا عقلاً و نقلاً درست نہیں ہے۔

اسانید صحاح جن بارہ ائمہ فن حفاظ حدیث و ارباب تصانیف میں دائر و سائر ہے ان میں چھ بصری اور چھ

---

[1] الرامہرمزی ۶۱۵، علی بن المدینی کتاب العلل ص ۴۰-۱، بحوالہ سیر اعلام النبلاء ۹/۲۰۰، الخطیب الجامع ۲/۲۹۴

[2] الخطیب الجامع لاخلاق الراوی ۲/۲۸۷،

تدریب الراوی ص ۳۸

کوفی ہیں۔ اس سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ صحاح کا عظیم تر احادیث کا ذخیرہ اہل بصرہ و اہل کوفہ کی اسانید پر مشتمل ہے اور یہ بھی کہ دوسری صدی ہجری میں اسلامی قلمرو میں حفظ حدیث و ابلاغ علوم حدیث میں سب سے اہم کردار اہل بصرہ و اہل کوفہ کا رہا ہے،

مذکورہ بالا محدثین اس دور میں ایک حدیثی اکیڈمی کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے تھے۔ جن کا فیض بحر بیکراں کی طرح اسلامی قلمرو میں جاری تھا۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ دعویٰ کرنا کہ اہل کوفہ کی احادیث میں کھوٹ ہوتا ہے حقائق کے سراسر خلاف ہے۔ اس حقیقت کو ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اہل بصرہ و اہل کوفہ کی خدمات ایسی عظیم ہیں کہ من کل الوجوہ نہ اہل بصرہ کو اہل کوفہ پر فضیلت دی جا سکتی ہے نہ اہل کوفہ کو اہل بصرہ پر بعض وجوہ سے بعض مباحث میں اہل بصرہ کو اہل کوفہ پر برتری حاصل ہو جائے دیگر اور بات ہے۔

رہا ضعیف راویوں کا معاملہ، ضعیف راوی جس طرح اہل کوفہ میں موجود ہیں، اہل بصرہ میں بھی پائے جاتے ہیں اسے وجہ ترجیح قرار نہیں دیا جا سکتا

محدثین بصرہ میں بھی گوناگوں سقم پائے جاتے تھے اس لئے اس قسم کے محدثین بصرہ کی ایک جماعت سے حدیث کی روایت سے روکا گیا۔ چنانچہ حافظ ابن عدی نے الکامل فی الضعفاء میں حافظ عمرو بن علی صیرفی فلاس المتوفی ۲۴۹ھ جو بصرہ کے نامور ائمہ فن میں سے ہیں۔ نقل کیا ہے۔

قال عمرو بن علی و ممن اجتمع علیہ اھل العلم من اھل الحدیث انہ لا یروی عن قوم من البصریین فمنھم من یصدق وھو مبتدع واخر یغلط الکثیر [۱]	عمرو بن علی نے فرمایا۔ محدثین میں سے اہل علم کی ایک جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ اہل بصرہ کی ایک قوم سے روایت نہ کی جائے ان میں ایک وہ جماعت ہے جو بولتی سچ ہے اور مبتدع ہے اور دوسری وہ جماعت ہے جو غلطیاں بہت کرتی ہے

بالغ نظر مورخ حافظ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ کو اس امر کا اعتراف ہے کہ۔

ثقات رواۃ اہل کوفہ کی بہت سی روایتوں اور اقوال سے صحیحین مالا مال ہے چنانچہ موصوف سیر اعلام النبلاء میں رقمطراز ہیں

قلت اھل العراق کغیرھم، فیھم الثقۃ الحجۃ، والصدوق، والفقیہ، والمقرئ، والعابد وفیھم الضعیف، والمتروک، والمتھم وفی الصحیحین شئ کثیر جدًا من روایۃ العراقیین رحمھم اللہ تعالیٰ۔	میں کہتا ہوں کہ ..... اہل عراق بھی غیر اہل عراق (اہل حجاز واہل الشام) کی طرح ہیں ان میں ثقہ حجۃ، صدوق، فقیہ قاری، عابد ہیں اور ان میں ضعیف، متروک، متہم بھی پائے جاتے ہیں صحیحین میں عراقی راویوں سے بہت زیادہ روایتیں منقول ہیں۔

---

[۱] عبداللہ بن عدی الجرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال، شیخوپورہ۔ المکتبۃ الاثریہ، ب، ت ۳/۴/۱۸۰

وفیھم من التابعین کمثل علقمۃ ومسروق وعبیدۃ والحسن، وابن سیرین والشعبی وابراھیم، ثم الحکم، وقتادۃ، ومنصور، وابی اسحاق، وابن عون، ثم مسعر، وشعبۃ والحمادین وخلائق اضعافھم رحمھم اللہ تعالٰی الجمیع [1]

اور ان میں تابعین میں سے علقمہ، مسروق، عبیدہ، حسن بصری، ابن سیرین، شعبی، ابراہیم، پھر حکم، قتادہ، منصور، ابواسحاق، ابن عون، پھر مسعر، شعبہ، حماد بن زید، حماد بن سلمہ کی طرح (ائمہ فن گذرے ہیں) اور اسی طرح ان سے دگنے تگنے ائمہ فن وحفاظ کی ایک خلقت پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالٰی سب پر رحمت نازل فرمائے۔

اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ عراق میں حدیث کا ایسا ذخیرہ موجود تھا جو اہل حجاز کے پاس بھی موجود نہ تھا۔ چنانچہ امام شافعی کا بیان ہے۔

میں نے چھ حدیثوں کے سوا احکام کی تمام حدیثیں سفیان بن عیینہ کے پاس پائی تھیں، اور تیس حدیثوں کے سوا احکام کی تمام حدیثیں جو پانچ سو سے اوپر ہیں امام مالک کے پاس موجود تھیں [2]

امام شافعی کے قول

لولا مالک وسفیان بن عیینۃ لذھب علم الحجاز [2]

اگر مالک وسفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز کا علم چلا گیا ہوتا۔

پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ رقمطراز ہیں۔

اس سے تم پر سفیان بن عیینہ کی حدیث و آثار میں وسعت علم کی حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابن عیینہ نے عراقیوں کی احادیث کو حجازیوں کی احادیث کے ساتھ جمع کردیا۔ پھر طلب حدیث کے لئے سفر کیا اور ایسے شیوخ وائمہ حدیث سے استفادہ کیا جن کو امام مالک نے دیکھا تک نہیں تھا [3]

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اس دور میں اسلامی قلمرو میں کوفہ بعض ایسے فضائل سے آراستہ تھا جو مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے سوا کسی ملک، کسی شہر اور بستی کو حاصل نہیں تھے۔ وہ امتیاز وخصوصیات حسب ذیل ہیں

۱۔ کوفہ میں ایک ہزار صحابہ رض اور بعض علماء کا قول ہے کہ ڈیڑھ ہزار صحابہ رض آئے جن میں چوبیس بدری صحابہ تھے [3]

---

[1] الذہبی ۸/۵۷
[2] ایضاً ۵۸/۵۹
[3] ابوبشر محمد بن احمد الدولابی، کتاب الکنیٰ والاسماء، حیدرآباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ ۱۳۲۲ھ ص ۱۷۴/۱، محمد عبدالرشید نعمانی، ص ۳۸/۳۹

۲ ۔ خلیفہ راشد حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ کی تعلیم کے لئے امام المجتہدین، سرتاج مفسرین، امام ربانی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو کوفہ بھیجا۔ یہاں موصوف نے قرآن وسنت کے علوم کی آبیاری کی [۱]

۳ ۔ خلیفہ راشد و مجتہد عصر حضرت علیؓ کا یہ دار الخلافہ رہا۔ علوم نبوت جن چھ صحابہ میں دائر و سائر رہا اور جنہیں مشکل ترین مسائل کو حل کرنے کا ملکہ حاصل تھا ان میں سے دو حضرات کا قیام کوفہ میں رہا ان کی روایات و مجتہدانہ آراء نے کوفہ کو تفسیر، حدیث و فقہ کا مرکز بنا دیا تھا [۲]

۴ ۔ کوفہ میں بود و باش رکھنے والے پینتالیس [۴۵] صحابہ کرامؓ کے ناموں کی نشاندہی اور ان کے علمی مراکز "مساجد" کی حاکم نیشاپوری المتوفی ۴۰۵ھ نے ۳۴۱ھ - ۹۵۲ء میں زیارت کی، انہیں اسطوانہ جریرؓ، اسطوانہ عبداللہ بن مسعودؓ اور اسطوانہ براءؓ کو دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جن کے قیام سے کوفہ کو عالمی مرکزی جامعہ کا مقام حاصل ہوا [۳]

۵ ۔ قراء سبعہ میں سے تین قاری عاصم، حمزہ اور کسائیؒ کوفی تھے۔

۶ ۔ تابعین میں بلند ترین مفسر سعید بن جبیرؒ کوفی تھے [۴]

۷ ۔ جلیل القدر حافظ حدیث و فقیہ عامر بن شرحبیل شعبی المتوفی ۱۰۳ھ جن کے متعلق قاضی مدائن حافظ احوص المتوفی ۱۴۲ھ نے تصریح کی ہے موصوف اپنے زمانے میں کوفہ، بصرہ اور حجاز کی احادیث کے سب سے بڑے عالم تھے [۵]

موصوف کے حلقہ درس کے متعلق محمد بن سیرین المتوفی ۱۱۰ھ کا بیان ہے۔

میں نے کوفہ میں جب وہاں صحابہ کثیر تعداد میں بقید حیات تھے، شعبی کا عظیم الشان حلقہ درس دیکھا [۶]

۸ ۔ کوفہ میں حدیث کی سرگرمی کے متعلق ابن سیرین اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

میں نے کوفہ میں چار ہزار طلبۂ حدیث کو دیکھا [۷]

---

[۱] ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ بغداد، مکتبہ المثنیٰ - ۲/۳۶۹ (۸۵۲ھ) الذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۴، امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۳۷

[۲] ابن تیمیہ، منہاج السنۃ النبویہ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ، القاہرۃ، مطبعۃ الکبری الامیریہ، ۱۳۲۳ھ، ۴/۱۳۷، ۱۴۲

[۳] الحاکم النیسابوری، ۱۹۱، ۱۹۲ ص

[۴] السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، القاہرہ، مکتبۃ المشہد الحسینی، ۱۹۶۷ء ۴/۲۱۱

[۵] الذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱/۸۵

[۶] ایضاً ۱/۸۲

[۷] الرامہرمزی ص ۴۰۸

۹ - کوفہ میں زبان کی صحت کے متعلق محدث بغداد حافظ عفان بن مسلم الصفار المتوفی ۲۱۹ھ کا بیان سننے کے لائق ہے، وہ فرماتے ہیں -

ہم کوفہ میں آئے یہاں چار مہینے ٹھہرے، ہم نے کوفہ میں کوئی زبان کی غلطی کرنے والا نہیں پایا [1]

۱۰ - مسند احمد (۴/۲۳۹-۴۱۹) میں "مسند الکوفیین" کا مستقل عنوان ہے جو اہل کوفہ کی حدیثی خدمات اور معیار صحت و حسن کا آئینہ دار ہے۔

۱۱ - حاکم نیشاپوری کتاب معرفۃ علوم الحدیث کی انچاسویں[۴۹] نوع میں جس کا عنوان ہے

معرفۃ الائمۃ الثقات المشهورين من التابعين واتباعهم ممن يجمع حديثهم للحفظ والمذاكرة والتبرك بهم وبذكرهم من الشرق الى الغرب [2]	مشہور ائمہ ثقات تابعین و تبع تابعین کی معرفت و شناخت جن کی حدیثیں حفظ و مذاکرہ اور برکت حاصل کرنے کے لئے جمع کی جاتی ہیں اور ان ائمہ ثقات کا مشرق سے مغرب تک چرچا ہے۔

اس بحث میں حاکم نیشاپوری نے اسلامی قلمرو کے مرکزی شہروں میں سب سے زیادہ جن ائمہ فن کے **ناموں کو** شمار کرایا ہے وہ کوفہ کے ائمہ حدیث ہیں اور ان کے صرف نام ہی کم و بیش چار صفحوں میں سمائے ہیں ان کی تعداد دو سو ہے۔ انہی ائمہ ثقات کے زمرہ میں ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تیمی (ص۲۴۵) اور زفر بن الہذیل (ص۲۴۶) کو شمار کیا ہے **جو ان کی** حدیث میں ثقاہت، **کثرت حدیث**، اور قبولیت عام کی روشن دلیل ہے

۱۲ - امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بصری تھے۔ ان کی روایت سے شاید ہی حدیث کی کوئی کتاب خالی ہو حافظ خطیب بغدادی نے موصوف کے متعلق تصریح کی ہے

علمہ کوفی [3] موصوف کا علم کوفی ہے۔

اور ہشام بن عبد اللہ **دستوائی** کا بیان ہے

شعبۃ الواسطی جمع حدیث **المصرین** الکوفۃ والبصرۃ [4]	شعبہ واسطی نے دو شہروں کوفہ و بصرہ کی حدیثوں کو جمع کیا تھا۔

۱۳ - صحاح ستہ کی بہت سی روایتیں کوفیوں کی سند سے منقول ہیں، امام محی الدین نووی نے شرح صحیح مسلم میں بہت سی سندوں کے متعلق لکھا ہے۔ **اسنادہ کوفیون** [5]

---

[1] الرامہرمزی ص۵۲۶، ۵۵۹
[2] الحاکم ص۲۴۲
[3] الخطیب ۹/۲۵۹
[4] ایضاً
[5] یحیی بن شرف النووی، شرح صحیح مسلم دہلی، مطبع انصاری، ۱۳۰۹ھ ص۱۰ و ۱۴ و ۶۵ و ۶۶

اسی طرح محدث قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں کہا ہے

رجالہ کلہ کوفیون اس حدیث کی سند کے تمام رجال کوفی ہیں [۱]

۱۴- کوفہ میں احادیث کی اتنی کثرت تھی کہ محدث بغداد عفان الصفار کا بیان ہے۔

ہم کوفہ میں چار مہینے رہے ہم ایک لاکھ حدیثیں لکھنا چاہتے لکھ سکتے تھے مگر ہم نے پچاس ہزار حدیثیں لکھیں [۲]

۱۵- امام ابوداؤد سجستانی کے فرزند حافظ ابوبکر عبداللہ بن سلیمان سجستانی المتوفی ۳۱۶ھ نے کوفہ میں ایک ماہ میں ایک شیخ سے پچاس ہزار حدیثیں سنی تھیں [۳]

کوفہ کی احادیث کی طرف دجل و فریب کی نسبت اگر اس وجہ سے ہے کہ وہاں شیعہ کثیر تعداد میں آباد تھے تو خطیب بغدادی پر لازم تھا کہ وہ اس امر کی صراحت فرماتے تاکہ حکم عام نہ رہتا۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں اہل کوفہ کی احادیث کے متعلق ایسا دعویٰ کیا انصاف پر مبنی قرار دیا جاسکتا ہے؟

---

[۱] القسطلانی، ارشاد الساری شرح صحیح البخاری وبہامشہ متن صحیح الامام مسلم وشرح الامام النووی، بیروت دار التراث العربی، ب، ت ۱/۱۴۴

[۲] الرامہرمزی ۵۵۹

[۳] محمد عبدالرشید نعمانی ص۴۳

امام ابوداؤد طیالسی

امام ابوداؤد طیالسیؒ نے تابعین کا زمانہ پایا۔ صغار تابعینؒ جیسے ایمن بن نابل، جریر بن حازم وغیرہ سے روایت کی ہے، جیسا کہ ان کے شیوخ کے تذکرہ میں آئے گا۔ اس سے ان کا شمار زمرۂ تابعین میں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابوالحسن علی بن عمر بن احمد الدارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ نے ذکر اسماء التابعین ومن بعدھم ممن صحت روایته عن الثقات عند البخاری ومسلم" میں ابوداؤد طیالسی کا شمار تفرد راویان تبع تابعین میں کیا ہے [۱]

نام ونسب سلیمان نام، ابوداؤد کنیت اور سلسلہ نسب یہ ہے :-

سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسی [۲]

---

[۱] علی بن عمر بن احمد الدارقطنی، ذکر اسماء التابعین ومن بعدہم ممن صحت روایته عن الثقات عند البخاری ومسلم، دراسة وتحقیق بوران الضناوی، کمال یوسف الحوت، بیروت مؤسسة الثقافیة، ۱۴۰۶ھ، ۹۸/۱

[۲] محمد بن سعد، الطبقات الکبری، بیروت، دار صادر، ۲۹۸/۷، ابن ابی حاتم الرازی، ۹، ۲۴/۹، الخطیب البغدادی، ۱۱۱/۴، المزی، ۵۳۵/۱، الذہبی، ۳۷۸/۹، (لہ) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، تحقیق علی محمد البجاوی، لاہور، المطبعة العربیة، ۱۳۸۲ھ، ۲۳/۲ (لہ) تذکرۃ الحفاظ، ط: ۳، ۳۵۱/۱، محمد بن عبد الغنی البغدادی المعروف بابن نقطة، التقیید لمعرفة رواۃ السنن والمسانید، تحقیق کمال یوسف الحوت، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۸ھ، ۲۷۷، ابن حجر، ۷۶/۴، السیوطی، طبقات الحفاظ، بیروت دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ، ۱۵۳

موصوف کے آباء و اجداد اصلاً فارس کے رہنے والے تھے، یحییٰ بن معین المتوفی ۲۳۳ھ کا بیان ہے،،
یہ آل زبیر بن العوام کے آزاد کردہ غلام تھے ان کی ماں فارس کی تھیں وہ بھی نصر بن معاویہ کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھیں

اس خانوادہ کا ذریعہ معاش طیلسان کی تجارت تھی، عربی زبان میں طیلسان اس چادر کو کہتے ہیں جو کندھے پر ڈالی جاتی ہے۔ اس کی جمع طیالسہ آتی ہے اس کی طرف نسبت سے موصوف کو شہرت حاصل تھی، علامہ عبدالکریم سمعانی المتوفی ۵۶۲ھ نے کتاب الانساب میں اسی نسبت کے تحت ابو داؤد طیالسی کا تذکرہ کیا ہے۔

سالِ ولادت

ابو داؤد طیالسیؒ کے نامور شاگرد مؤرخ ابو عبداللہ محمد ابن سعد کاتب الواقدی المتوفی ۲۳۰ھ اور حافظ ابو حفص عمرو بن علی الصیرفی الفلاس المتوفی ۲۴۹ھ نے سال ولادت ۱۳۳ھ ۷۵۰ء بیان کیا اور تصریح کی ہے کہ اکہتر سال زندہ رہے تھے [۱]

تعلیم و تربیت

بصرہ جو اس وقت علم کا گہوارہ تھا ان کے والدین یہیں سکونت پذیر تھے، بصرہ کے علمی ماحول میں ان کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔ اہل بصرہ کے دستور کے مطابق دس برس کی عمر میں حدیثیں لکھنا اور یاد کرنا شروع کیں۔ اساتذۂ فن سے علوم و فنون کی تحصیل کی، ۱۴۵ھ ۱۴۶ھ - ۷۶۱ء ۷۶۲ء میں یہ شعبہ سے حدیثیں سنتے تھے [۲]

اس زمانے میں محدثین حلقہ درس میں دو چار حدیثیں بیان کرتے، زیادہ سے زیادہ دس حدیثیں سناتے تھے تاکہ طلبا انہیں دل و دماغ پر نقش کریں اور آسانی سے یاد رکھیں، چنانچہ حافظ معاذ بن معاذ المتوفی ۱۹۶ھ کا بیان ہے عبداللہ بن عون کی مجلس درس کے اختتام پر شعبہ یہیں دروازے پر ملے ہم میں سے کسی نے ان سے گفتگو کرنی

---

[۱] ابن سعد، ۲۹۸/۷، الخطیب البغدادی، ۲۹/۹، السمعانی ۹۱/۴، ۹۲: الطیالسی، المزی ۵۳۵/۱۰ - ابن حجر، ۲۵۷/۴

[۲] الرامہرمزی، ص۵۷، الخطیب، الکفایہ ص۵۵۔

چاہی، انھوں نے کہا، اس وقت مجھ سے بات نہ کرو، میں نے ابن عون سے دس حدیثیں سنی ہیں مجھے خطرہ ہے کہ بھول نہ جاؤں [1]

امام مالکؒ نے نافعؒ سے اسی طرح حدیثیں سنی تھیں، [2] شعبہؒ نے بھی اسی طرح پڑھا تھا۔ امام فن یحییٰ بن سعید قطان [3] حافظ غندر [4] حافظ عبدالرحمٰن بن مہدیؒ اور ابو داؤد طیالسیؒ کو شعبہؒ سے تحصیل علوم میں سالہا سال لگے تھے۔

شعبہ جب بصرہ سے باہر جاتے تو حدیثیں زیادہ بیان کرتے تھے تاکہ اہل علم زیادہ سماع کر سکیں، دارالخلافہ بغداد میں جانا ہوا وہاں چالیس مجلس منعقد کی گئیں۔ موصوف نے سو حدیثیں بیان کیں چنانچہ حافظ آدم بن ایاس (۱۲۵ - ۲۲۰ھ) کا بیان ہے:

شعبہ پڑھتے، ان کے شاگرد حدیثیں قلمبند کرتے تھے، میں زود نویس تھا اس لئے اہل علم میری کاپیاں اور کتابیں لے کر ان کی روایتیں لکھتے تھے [5]

ابو داؤد طیالسی نے سولہ سترہ برس کی عمر میں ایسا کمال بہم پہنچایا تھا کہ شعبہ کی حیات میں خلیفہ مہدی کے عہد میں ائمہ فن کے مذاکرہ کے وقت ایسی نادر معلومات پیش کرتے تھے کہ شعبہ بھی اس کی داد دیئے بغیر نہیں رہے تھے [6]

قوت حافظہ

فطرت کی طرف سے ابو داؤد طیالسیؒ کو غیر معمولی قوت حافظہ عطا کیا گیا تھا۔ شعبہؒ کی طرح انہیں بھی لمبی لمبی سینکڑوں [7] حدیثیں یاد تھیں، چنانچہ امام سفیان وکیع بن الجراح المتوفی ۱۹۶ھ/۱۹۸ھ کا بیان ہے در ان سے زیادہ لمبی لمبی حدیثیں روایت کرنے والا کوئی باقی نہیں رہا [8]

---

[1] الخطیب البغدادی، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع ۱/۲۳۹

[2] ابراہیم ابن فرحون، الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان المذہب، القاہرہ، عباس بن عبدالسلام، ۱۳۵۱ھ ص۲۰

[3] ابن ابی حاتم الرازی، تقدمۃ المعرفۃ، ص۲۴۹، الذہبی تذکرۃ الحفاظ، ۱/۱۹۵۔

[4] ایضاً ۱/۳۰۱

[5] ابن ابی حاتم ۱/۲۶۸

[6] ایضاً ۴/۱۱۲، الخطیب ۹/۲۵، الذہبی ۹/۳۸۲ (لہ) میزان الاعتدال، ۳/۲۰۴

[7] الذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۵۲، الخطیب ۹/۲۶۴، ابن ابی حاتم ج ۲ ق ۱/۱۱۲

[8] ایضاً الخطیب ۹/۲۷، المزی ۱/۵۳۵، الذہبی ۹/۳۸۲ (لہ) تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۵۲، ابن حجر ۴/۱۹۵

اس واقعہ کا ذکر جب ابوداؤد طیالسیؒ کی مجلس میں آیا تو موصوف نے فرمایا کہ وکیع سے کہو کہ مختصر حدیثوں کا راوی بھی میرے سوا اب کوئی باقی نہیں رہا[1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختصر اور طویل حدیثوں کا بہت بڑا ذخیرہ ان کے حافظہ میں محفوظ تھا۔

قوت حافظہ کے لئے بلاذر کا استعمال اور اس کا اثر

یادداشت کو تیز تر کرنے کے لئے اور اسے برقرار رکھنے کے لئے بعض مقویات استعمال کرتے تھے چنانچہ ابوداؤد طیالسی اور ان کے خواجہ تاش امام فن جرح و تعدیل عبدالرحمٰن بن مہدی رح المتوفی ۱۹۸ھ بلاذر (جسے ہندی میں بھلانوا کہتے ہیں) کا استعمال نہایت پابندی سے کرتے تھے،

بلاشبہ بلاذر کے کثرت استعمال سے ان دونوں ائمہ فن کے حافظے خراب نہیں ہوئے لیکن ان کے جسموں کو اس نے خراب کردیا۔ چنانچہ حافظ ابوالحسن احمد عجلی المتوفی ۲۶۱ھ کا بیان ہے

اخیر عمر میں امام ابوداؤد طیالسیؒ کو کوڑھ ہو گئی تھی اور عبدالرحمٰن بن مہدی کو برص ہو گیا تھا[2]

بلاذر کے استعمال کا یہ اثر تھا کہ آخر عمر تک ان کا حافظہ خراب نہ ہوا اور مرتے دم تک درس حدیث کا سلسلہ برابر قائم رہا۔ جیسا کہ گزر چکا، دوسری صدی ہجری میں بصرہ علوم و فنون کا سرچشمہ تھا یہاں ہر فن کے ارباب کمال بکثرت موجود ہے ابوداؤد طیالسی کے بیشتر شیوخ و اساتذہ بصری ہیں جو مختلف ممالک و دیار سے آکر یہاں آباد ہو گئے تھے۔ جو اساتذہ و شیوخ بصری نہیں ہیں ان سے بصرہ میں آتے جاتے سنا، یا ابوداؤد بغداد گئے تھے وہاں ان سے سماع کا اتفاق ہوا۔ یا حرمین میں ان سے سنا۔

تحصیل علم کی خاطر بلادِ اسلامی کا سفر

دوسری صدی ہجری کے نصف اول میں جن مشاہیر حفاظ نے تحصیل حدیث کے لئے سفر کیا ان میں ابوداؤد طیالسی کا نمبر تیسرا ہے چنانچہ حسن بن عبدالرحمٰن رامہرمزی المتوفی ۳۶۰ھ نے المحدث الفاصل میں الراحلون الذین جمعوا بین الاقطار کے زیر عنوان تین حفاظ حدیث کا ذکر کیا ہے ان میں تیسرا نام ابوداؤد طیالسی کا ہے وھو ھذا

۱۔ عبداللہ بن المبارک (مروزی) ۱۸۱ھ نے یمن عراق، مصر و شام کا سفر کیا۔

---

[1] ایضاً۔

[2] احمد بن عبداللہ العجلیؒ معرفۃ الثقات بترتیب نورالدین الہیثمی و تقی الدین السبکی، تحقیق عبدالعظیم البستوی، المدینۃ المنورہ مکتبۃ الایمان، ۱۴۰۵ھ، ۱/۴۲۸، ابن نقطہ، ۲۷۸، الخطیب ۹/۲۶، السمعانی ۴/۹۶ (الطیالسی) المزی ۱/۵۳۵ الذہبی ۹/۳۸۱، ابن حجرؒ ۴/۱۸۴

۲ ۔ زید بن الحباب (العکلی الکوفی) ۲۰۳ھ نے عراق، خراسان، مصر و شام کا سفر کیا

۳ ۔ ابو داؤد طیالسی نے عراق، رے، اور جزیرہ کا سفر کیا [۱]

ان میں اول الذکر ابو داؤد طیالسی کے شیخ اور ثانی الذکر معاصر ہیں۔

دوسری صدی ہجری میں اسلامی قلمرو کی حدود میں ہر طرف تفسیر، حدیث اور فقہ کا چرچا تھا حدیث کی گرم بازاری تھی۔ جیسا کہ علامہ ذہبی ۷۴۸ھ کے رسالہ الامصار ذوات الآثار سے ظاہر ہے [۲]

ہر جگہ عالی اسانید شیوخ و محدثین موجود تھے۔ ان کی اسانید میں وسائط بھی کم تھے، اہل علم حج و زیارت کے لئے جاتے تو سرزمین حجاز میں عالی اسناد کے حامل شیوخ سے استفادہ کرتے۔ اور اہل علم ان سے فائدہ اٹھاتے، جیسا ابو داؤد طیالسی نے حج کے موقعہ پر سفیان بن عیینہ سے اور مدینہ کے سفر میں امام مالک سے استفادہ کیا (سیر اعلام النبلاء ۸/۳۵۳)

اصحاب علم کا تجارتی اغراض سے سفر ہوتا اس میں بھی افادہ استفادہ کا موقعہ ملتا، سیر و سیاحت بھی افادہ و استفادہ کی راہ ہموار کرنے کا ذریعہ تھی، اس امر میں ازدواجی رشتے بھی معاون و مؤثر تھے، ان وجوہ سے دوسری صدی ہجری میں خاص تحصیل حدیث کے لئے سفر کرنے کا زیادہ چلن تھا۔ جو نہ جاتے ان کا خاص طور سے ذکر کیا جاتا تھا جیسا کہ امام مالک کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مدینہ سے باہر حج وعمرہ کے لئے نکلے، اور حافظ مسعر بن کدام کوفی المتوفی ۱۵۵ھ کے متعلق یحییٰ بن معین نے تصریح کی ہے لم یرحل مسعر فی حدیث قط، مسعر نے کسی حدیث کی طلب میں سفر نہیں کیا (سیر اعلام النبلاء ۷/۱۶۶) (تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۸۹)

دوسری صدی ہجری کے اختتام پر جب اسلامی قلمرو سے عالی اسناد محدثین رخصت ہونے لگے۔ اور تبع تابعین کے وجود مسعود سے اسلامی مملکت خالی ہونے لگی تو تیسری صدی ہجری کی پہلی دہائی سے محدثین کا سند عالی کے حصول میں اہتمام اور زیادہ ہوگیا۔ اور انہوں نے اسلامی ممالک و بلاد کا رخ کیا۔ چنانچہ ۲۰۵ھ میں امام بخاری کے سفر کا آغاز ہوا۔ اس لئے تیسری صدی ہجری کے محدثین کے تذکرہ میں مؤرخین و تذکرہ نگار ان کے علمی سفروں کا خصوصیت سے ذکر کرتے ہیں۔

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پہلی صدی ہجری کے نصف آخر اور دوسری صدی ہجری کے نصف اول میں جن ائمہ فن نے علوم کی تکمیل کی ان کے مابین واسطے زیادہ نہیں پائے جاتے، ان سے اوپر کے رواۃ اکثر دو سے زیادہ نہ تھے اور قریب العہد ہونے کی وجہ سے اپنے رجال سند کو متاخرین کی بنسبت زیادہ بہتر جانتے تھے اس لئے امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے رجال سند کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ وہ اپنے رجال کی سند کی ثقاہت کو بعد کے ائمہ جرح و تعدیل سے جن کے وسائط زیادہ ہیں بعد زمانی بھی زیادہ ہے، زیادہ بہتر سمجھتے تھے، ان وجوہ سے ان کا ارسال و اتصال دونوں اپنی جگہ بڑی اہمیت کا حامل، مستند و حجت ہے

---

[۱] الرامہرمزی ص۲۲۹

[۲] السخاوی، الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ، حافظ سخاوی نے حافظ ذہبی کے اس رسالہ کو بعینہٖ کتاب مذکور میں نقل کر دیا ہے۔ (۱۴۳ - ۱۳۶ میں)

[۳] مزید مطالعہ کے لئے ملاحظہ ہو، طاہر الجزائری، ص۱۱۴

مہدی عباسی کے عہد میں بغداد میں آمد و مذاکرہ شیوخ میں شرکت

ابو داؤد طیالسیؒ شعبہؒ المتوفی ۱۶۰ھ کی حیات میں دار الخلافہ بغداد گئے وہاں ان سے اور دیگر شیوخِ حدیث جیسے ابو عبداللہ شریک بن عبداللہ مسعودی (۱۷۰ھ) سے سنن و آثار کا سماع طالب علمی کے زمانہ میں موصوف نے احادیث و آثار کا اتنا ذخیرہ حافظہ میں محفوظ کرلیا تھا کہ ان کے اساتذہ و شیوخ ان کی نادر معلومات سے مستفید ہوتے اور ان کی ہمت افزائی کرتے تھے۔ چنانچہ ان کا بیان ہے کہ شعبہ اور حافظ عبداللہ ابن ادریس کوفی المتوفی ۱۹۲ھ عصر کے بعد حدیث کا مذاکرہ کر رہے تھے، انہوں نے باب المجذوم کا ذکر کیا تو میں نے ایک اثر بیان کیا۔

حدثنا ابن ابی الزناد عن ابیہ عن خارجۃ بن زید قال کان معیقیب یحضر طعام عمر بن الخطاب فقال یا معیقیب کل مما یلیک فقال شعبۃ یا ابا داؤد لم تجئ بشئ احسن مما جئت بہ[1]۔

ہم سے ابن ابی الزناد نے بیان کیا کہ ان کے والد، خارجہ بن زید سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ معیقیب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھانا لاتے (اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے) آپ نے معیقیب سے فرمایا۔ اپنی طرف سے کھاؤ، شعبہ نے یہ حدیث سن کر کہا، ابو داؤد! تم نے اس سے بہتر اثر بیان نہیں کیا۔

مذکورہ بالا اثر نقل کرنے کے بعد حافظ ابو محمد عبدالرحمن بن ابی حاتم المتوفی ۳۲۷ھ نے کتاب الجرح والتعدیل ج ۲ ق ۱/۱۱۲ میں لکھا ہے۔

قال ابو محمد، یدل ان ابا داود کان محلہ ان یذاکر شعبۃ۔

ابو محمد بن ابی حاتم رازی کہتا ہے یہ واقعہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ابو داؤد طیالسی کا مقام یہ تھا کہ وہ شعبہ سے مذاکرہ کرتا (لیکن اس کے لئے تلمیذ بننا مقدر تھا)

اس سے ابو داؤد طیالسی کے حفظ اور علمی مرتبہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حافظ غندر اور ابوداؤد طیالسی میں مذاکرہ

حافظ غندر ابو عبداللہ محمد بن جعفر الہذلی مولاہم البصری المتوفی ۱۹۳ھ شعبہؒ کے مشہور و ممتاز شاگرد "احد الاثبات المتقنین"[2]، نہایت معتبر اور پختہ علماء میں سے ایک تھے، طیلسانی چادروں کے تاجر تھے۔ حدیث میں نہایت بلند مقام حاصل تھا، شعبہ کی زندگی میں ان کی کتابوں سے استفادہ کیا جاتا تھا۔ چنانچہ عبدالرحمن بن مہدی المتوفی ۱۹۸ھ کا بیان ہے:

---

[1] ابن ابی حاتم الرازی ۲/۱/۱۱۲، الخطیب ۹/۲۴ و ۲۵، الذہبی ۹۷/۳۸۱ و ۳۸۲ (لہ) میزان الاعتدال ۲/۲۰۴، ابن حجر ۴/۱۸۵

[2] الذہبی، میزان الاعتدال ۳/۵۰۲

كنا نستفيد من كتب غندر في حياة شعبة ؎۱ ہم شعبہ کی حیات میں غندر کی کتابوں سے فائدہ اٹھاتے تھے

حضرت عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے تھے۔

اذا اختلف الناس في حديث شعبة فكتاب غندر حكم بينهم ؎۱ شعبہ کی حدیث میں اگر لوگوں کا اختلاف ہو جائے تو غندر کی کتاب ان میں حکم ہے۔

حدیث میں جب غندرؒ اور ابوداؤد طیالسیؒ کا مذاکرہ ہوا تو غندر نے ایک ہزار حدیثیں ایسی بیان کیں جن کا ابوداؤد طیالسی کو علم نہ تھا اور جب ابوداؤد نے انہیں حدیثیں سنائیں ان میں ایک ہزار حدیثیں ایسی نکلیں جو غندر کے علم میں نہ تھیں ؎۲

۱۵۷ھ میں حدیثیں لکھنا

ابوداؤد طیالسیؒ ۱۵۷ھ میں محدث وفقیہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی کوفی المتوفی ۱۶۰ھ سے حدیثیں لکھتے تھے، چنانچہ ابو قتیبہ مسلم بن قتیبہ کا بیان ہے کہ میں نے ابوداؤد طیالسی کو دیکھا کہ وہ ۱۵۷ھ میں عبدالرحمٰن مسعودی سے حدیثیں لکھتے تھے، اور مسعودی کے کان پر چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں رینگتی رہتی تھیں، حافظہ میں تغیر آگیا تھا میں نے ابوداؤد سے کہا کہ میں نے ۱۵۳ھ میں مسعودی سے حدیثیں سنی تھیں اس زمانے میں موصوف کے حافظہ میں خلل نہیں آیا تھا کیا تم میری زندگی میں ان سے روایتیں کرو گے؟

حافظ الذہبی ان کی احادیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

قلت هو في وزن ابن اسحاق وحديثه في حد الحسن ؎۳ میں کہتا ہوں، مسعودی ابن اسحٰقؒ کے مرتبہ کے محدث ہیں اور اس کی حدیثیں حسن کے درجہ کی ہیں۔

مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۷ھ تک یہ حدیث کی تحصیل کرتے تھے۔ غالباً ۱۵۸ھ یا ۱۵۹ھ سے شعبہ کی مجلس درس میں حدیثیں بیان کرنا شروع کیں تھیں۔

ابوداؤد طیالسیؒ نے سینکڑوں شیوخ سے استفادہ کیا، لیکن ان میں سب سے زیادہ جن سے ان کی شخصیت متاثر ہوئی اور طبیعت کو زیادہ مناسبت وصحبت حاصل رہی وہ امیر المومنین فی الحدیث شعبہ تھے۔ انہی نے ان کی ہمت افزائی ورہنمائی کی انہیں اپنی مجلس درس میں اپنا مسند نشین بنایا یہ ان کے فیض صحبت اور اپنی صلاحیت سے شعبہ کے علوم کے وارث وجانشین ہوئے۔ تعلیم وتعلم، درس وتدریس میں انہی کی روش پر تمام عمر گامزن رہے۔ چنانچہ شعبہ کے ممتاز ترین تلامذہ میں ان کا شمار ہے۔

؎۱ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۰۱

؎۲ الذہبی میزان الاعتدال، ۳/۵۰۲

؎۳ الذہبی تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۹۵

ابوداؤد طیالسی نے شعبہ سے چھ ہزار سات سو حدیثیں روایت کی ہیں [1]

حافظ ابو محمد عبدالرحمن ابن ابی حاتم الرازی کا بیان ہے۔

شعبہ کی روایتیں ابوداؤد رح سے کم ہی چھوٹی ہوں گی [2]

شیوخ کی تعداد

شعبہ کے تلامذہ میں یہ فخر ابوداؤد طیالسی کو حاصل ہے کہ ان کے شیوخ کی تعداد ہزار تک پہنچی ہے [3]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہزار شیوخ کی مرویات کا خزانہ ان کے دماغ میں محفوظ تھا ان میں سے کم وبیش دو سو نو شیوخ سے اپنی مسند میں حدیث و آثار نقل کئے ہیں۔

اساتذہ و ائمہ فن کا احترام

ابوداؤد طیالسی رح اپنے شیوخ و اساتذہ کا بہت احترام کرتے تھے ایسے محدث سے جو اپنے آپ کو ان کے شیوخ سے برتر سمجھتا یا بدعت کی طرف داعی ہوتا اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ محمود بن غیلان کا بیان ہے:

میں نے ابوداؤد طیالسی رح سے پوچھا کہ آپ ابوعبیدہ عبدالوارث بن سعید التنوری البصری المتوفی ۱۸۰ھ سے روایت کیوں نہیں کرتے، فرمایا ایسے شخص سے کیسے روایت کروں جو عمرو بن ابی عبید کو ابن عون سے ایوب اور یونس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہو

قدردانی و رہنمائی

شعبہ رح ان کی علم سے وابستگی کی قدر کرتے اور اساتذۂ فن کی طرف ان کی رہنمائی کرتے ان سے سماع حدیث کی تاکید کرتے تھے تاکہ تحصیل علم کا شوق تیز سے تیز تر ہوتا جائے، یہ فن میں بصیرت و کمال حاصل کر سکیں ان کی برکات سے بہرہ ور ہوں، ان کا چشمۂ فیض جاری رہے، ابوداؤد طیالسیؒ کا بیان ہے۔

مجھ سے شعبہ نے فرمایا کہ تم محدث حافظ ورقاء یشکری المتوفی ۱۶۰ھ کی مجلس درس اور ان کی صحبت میں حاضری کو لازم سمجھو، ان کے بعد ان کا نظیر و مثیل نہیں پاؤ گے۔ ابوداؤد کے تلمیذ حافظ محمود بن غیلان المتوفی ۲۳۹ھ کا بیان ہے

---

[1] ابن ابی حاتم ج ۲ ق ۱ ص ۱۱۲

[2] المزی ۱/۵۳۵، ابن حجر ۴/۱۸۳

[3] الذہبی ۹/۳۸۱ (ط)، تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۵۲، میزان الاعتدال ۲/۲۰۳

[4] الذہبی ۷/۹۵ (ط)، میزان الاعتدال ۲/۵۷۵

[5] میزان الاعتدال ۳/۲۷۴

میں نے موصوف سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا تھا، فرمایا کہ ورقاء سے افضل، خدا ترس نہ پاؤگے (ان سے پڑھنے میں برکت ہوگی) ؎۱

ذوقِ تحقیق وشوقِ جستجو ابوداؤد طیالسی کی فطرت میں تحقیق وشوق جستجو ودیعت کیا گیا تھا، اس لئے وہ جب تک کسی بات کی تحقیق نہ کرلیتے اطمینان نہ ہوتا، چنانچہ شعبہ جو فن رجال کے بانی خیال کئے جاتے ہیں راویانِ حدیث پر تنقید کرتے، موصوف کو ان کی تنقید کھٹکتی تو تحقیق حق اور معلومات میں اضافہ کی خاطر سبب معلوم کرتے، چنانچہ ایک مرتبہ شعبہ نے ان سے کہا کہ تم جریر بن حازم کے پاس جاؤ اور کہو،

آپ کو حسن بن عمارہ سے روایت کرنا جائز نہیں اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے، ؎۲

ابوداؤد طیالسی کا بیان ہے

میں نے شعبہ سے پوچھا اس الزام کی دلیل کیا ہے انہوں نے بتایا کہ حسن بن عمارہ حکم بن عتبہ سے ایسی روایتیں بیان کرتا ہے جس کی ہم نے اصل نہیں پائی ؎۳

شعبہ نے ان کی ایسے اصول کی طرف رہنمائی کی جس سے ان پر تحقیق کے نئے گوشے کھل گئے

؎۱ المزی ۳/۱۴۶۱، ابن حجر ۱۲/۱۱۳، الذھبی، العبر فی خبر من غبر، تحقیق فواد سید الکویت، مطبعۃ حکومت الکویت، ۱۹۶۱ء ۱/۲۴۷

؎۲ المزی، ۱/۲۷۴، الذھبی، میزان الاعتدال ۱/۵۱۴، ابن حجر ۲/۳۰۵

؎۳ المزی ۱/۲۷۴، ابن حجر، ۲/۳۰۵ -

حسن بن عمارہ بلند پایہ محدث وفقیہ تھے، ان کے متعلق شعبہ کی مذکورہ بالا رائے جسے امام مسلم نے مقدمہ صحیح مسلم (مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۹ھ ج۱ ص۱۷) میں زینتِ کتاب کیا ہے انصاف پر مبنی نہیں اس لئے کہ ائمہ فن سفیان ثوری المتوفی ۱۶۱ھ، سفیان بن عیینہ المتوفی ۱۹۸ھ شبابہ بن سوار، قاضی ابویوسف، محمد بن حسن الشیبانی، جریر بن حازم المتوفی ۱۷۰ھ، سید الحفاظ وامام فن جرح وتعدیل یحییٰ بن سعید القطان جن کے متعلق علی بن المدینی کا قول ہے -

ما رأیت احداً اعلم منه بالرجال - (تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۹۸) میں نے علم رجال میں موصوف سے کوئی بڑا عالم نہیں دیکھا -

حافظ عجلی کا بیان ہے -

کان نقی الحدیث لا یحدث الا عن ثقة (۱/۲۹۹) صاف ستھری حدیث بیان کرتے اور ثقہ ہی سے روایت کرتے تھے، جیسے نامور حفاظ وائمہ حدیث نے حسن بن عمارہ سے روایت کی ہے جو حسن بن عمارہ کی صداقت وثقاہت کی نہایت روشن دلیل ہے یہ اکابر حفاظ کسی جھوٹے سے روایت نہیں کرتے، شعبہ بھی پہلے حسن بن عمارہ سے روایت کرتے تھے - اس عصر کے نامور حفاظ اور جلیل القدر محدثین میں سے جریر بن حازم اور حماد بن زید نے شعبہ سے کہا تھا کہ حسن بن عمارہ کے متعلق خاموشی اختیار کریں، اس سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ ائمہ فن اس امر میں شعبہ کے ہمنوا نہیں تھے وہ حسن بن عمارہ کو ان کی تنقید سے بالاتر سمجھتے تھے - اور حقیقت بھی یہی ہے، چنانچہ حافظ قاضی حسن بن عبدالرحمٰن الرامہرمزی المتوفی ۳۶۰ھ المحدث الفاصل بین الراوی والواعی میں اس نوع کی دوسری حدیث شہداء غزوہ احد کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور انہیں غسل نہیں دیا گیا، پر بحث کرتے

ہوئے لکھتے ہیں -

یہ قصہ اصلاً ابو داؤد سے منقول ہے - اس میں خلط ملط ہو ا ہے یا ا سے کر دیا گیا ہے -

ابو داؤد طیالسی سے اس قصہ کے دو راوی ہیں ایک مخرمی، اور دوسرے محمود بن غیلان، لیکن مخرمی، محمود بن غیلان کی بہ نسبت الفاظ حدیث کے زیادہ محفوظ رکھنے والے اور زیادہ قوی راوی ہیں - محمود بن غیلان نے بواسطہ ابو داؤد، شعبہ سے روایت کیا ہے کہ حسن بن عمارہ نے بواسطۂ حکم از مقسم از ابن عباس یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفنا دیا، اور مخرمی کی روایت یہ ہے کہ ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انہیں غسل دیا گیا -

محمود نے اپنی روایت میں جو شعبہ کے واسطہ سے نقل کی ہے اس میں شعبہ سے منقول ہے کہ میں نے حکم سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی نماز پڑھی کہا - نہیں - اور مخرمی نے اپنی روایت میں جو شعبہ سے منقول ہے ان کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے حکم سے پوچھا کہ شہداء کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور غسل نہیں دیا جائے گا -

ان دونوں روایتوں میں زیادہ تفاوت اور نمایاں فرق ہے - شعبہ نے حسن بن عمارہ کی تکذیب پر جس طریقے سے استدلال کیا ہے اس سے استدلال کرنا درست نہیں - اس لئے کہ ان دونوں مسئلوں میں انہوں نے حکم سے فتویٰ طلب کیا حکم کی جو رائے تھی اس کے مطابق انہوں نے فتویٰ دیا - وہ حماد کے زمانے میں کوفہ کے فقہاء میں سے تھے

ابو بسطام (شعبہ) نے جب حکم سے پوچھا کہ کس سے؟ ممکن ہے ان کا یہ خیال ہو کہ یہ وہی فرمائیں گے جو فقہاء امصار کہتے ہیں چنانچہ ایک مسئلہ میں ابراہیم نخعی کا قول بیان کیا اور دوسری میں حسن بصری کا قول ذکر کیا -

ابراہیم نخعی رح کوفہ کے اور حسن بصری بصرہ کے فقیہ تھے - ان دونوں مسئلوں میں روایت دلیل کے قائم مقام نہیں - مفتی پر یہ لازم نہیں کہ جو وہ روایت کرے اس کے مطابق فتویٰ بھی دے اور یہ بھی لازم نہیں کہ غیر مفتی بہ روایت کو بیان کرنا چھوڑ دے - اس بات پر تمام فقہاء امصار کا عمل ہے یہ امام مالک رح بہت سی روایتیں بیان کرتے ہیں لیکن ان کا عمل اس کے خلاف ہے - زہری عن سالم عن ابیہ بمقابلہ حکم عن مقسم عن ابن عباس علماء اہل حدیث کے یہاں زیادہ معتبر و زیادہ قوی ہے، امام مالک رح نے رفع یدین کے مسئلہ میں زہری کی روایت بیان کرنے کے باوجود عمل اس کے خلاف کیا -

یہ امام ابو حنیفہ رح مستحاضہ کے باب میں فاطمہ بنت حبیش رض کی روایت بیان کرتے اور عمل اس کے خلاف کرتے تھے -

ممکن ہے کہ حکم نے حسن بن عمارہ کو وہ روایت کتاب سے بیان کی ہو جسے وہ یاد نہ رکھتے ہوں اور ان کا عمل اس کے خلاف ہو، اور شعبہ حکم سے پوچھتے ہوں وہ اپنے حفظ کے مطابق انہیں جواب دیتے ہوں اور عمل اس کے خلاف ہو -

اہل علم کے لئے انصاف پر قائم رہنا ہی زیادہ بہتر ہے - بہرحال شعبہ، حسن بن عمارہ کے متعلق اچھی رائے نہیں رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مغفرت فرمائے (الرامہرمزی ص ۳۲۰، ۳۲۳ -)

شعبہ کے حسن بن عمارہ سے شدت غیظ کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے جسے حافظ ابو جعفر محمد بن عمرو عقیلی المتوفی ۳۲۲ھ نے بسند متصل یحیٰی بن حکیم مقوم سے نقل کیا ہے کہ میں نے ابو داؤد طیالسی سے عرض کیا کہ محمد بن الحسن صاحب الرای نے حسن بن عمارہ از حکم از ابن ابی لیلی از علی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں قران کیا اور دو طواف کئے دو سعی کی - یہ سن کر ابو داؤد نے اشارہ کیا کہ شعبہ اگر حسن کی

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

شعبہ اور دیگر شیوخ کی مرویات کی تعداد

جیساکہ گزر چکا ابو داؤد طیالسی نے شعبہ سے سات ہزار حدیثیں سنی تھیں اور اتنی تعداد میں حافظ ابو عبداللہ محمد بن جعفر الہذلی مولاہم البصری المعروف بہ غندر المتوفی ۱۹۳ھ نے شعبہ سے حدیثیں سنی تھیں ؎۱

یہاں راوی نے کسور کو نظر انداز کر دیا ہے، چنانچہ عبدالرحمن بن ابی حاتم رازی اور حافظ ابو احمد عبداللہ ابن عدی المتوفی ۳۶۵ھ نے یہ تعداد سات ہزار سات سو نقل کی ہیں ؎۲

علامہ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے تصریح کی ہے کہ اس تعداد سے مرفوع و موقوف دونوں مراد ہیں ؎۳

عثمان بُری ؎۴ سے بارہ ہزار اور دیگر شیوخ سے ہزاروں کی تعداد میں حدیثیں انہیں نوکِ زبان تھیں اس نوع کی چالیس ہزار حدیثیں اصفہان میں زبانی بیان کی تھیں ؎۵

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) یہ روایت سنتے تو حسن بن عمارہ کا گلا گھونٹ دیتے اور پیٹ چاک کر دیتے (المزی، ۱/۴/۲۷، ابن حجر ۲/۳۰۵)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

؎۱ الذھبی تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۹۵

؎۲ ابن ابی حاتم ج ۲ ق ۱، ۱/۱۱۲ و الذھبی، ۸/۲۰۶

؎۳ ایضاً

؎۴ ابو سلمہ عثمان بن مقسم البری البصری،

موصوف کے متعلق حافظ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے میزان الاعتدال ۳/۵۸ میں "احد ائمۃ الاعلام" یہ نامور علماء میں سے ایک تھے" الفاظ لکھے ہیں۔

منصور، قتادہ، ابو اسحاق، سعید المقبری، عاصم بن ابی النجود، نافع مولی ابن عمر سے حدیثوں کا سماع کیا۔ سفیان ثوری، ابو عاصم شیبان بن فروخ اور ابو داؤد موصوف سے راوی ہیں۔

امام احمد، یحییٰ بن معین نے عثمان بُری کو متروک اور یحییٰ بن سعید القطان نے کذاب کہا۔

ابن عدی نے موصوف کے متعلق لکھا ہے

ان کی عام حدیثیں ایسی ہیں جن پر سنداً و متناً متابع نہیں پایا جاتا، یہ ان محدثین میں سے ہیں جو بہت زیادہ غلطیاں کرتے ہیں علماء کی بڑی جماعت نے اس کی نسبت صدق کی طرف کی ہے اور غلط کثیر کی وجہ سے اس کی تضعیف کی ہے، بایں ہمہ ضعف اس کی حدیثیں لکھی جاتی ہیں (ابن عدی ۲/۵/۱۸۰۷)

علامہ سمعانی نے عثمان بُری کے متعلق لکھا ہے۔

کان ممن یروی المقلوبات عن الاثبات - یہ اثبات (نہایت معتبر راویوں سے) مقلوبات روایت کرتے تھے (السمعانی ۱/۵۳۵، البری)

ائمہ فن کے ذخیرۂ احادیث پر نظر

ابوداؤد طیالسی نہایت بالغ نظر محدث تھے۔ ائمہ فن کے ذخائر احادیث پر ان کی نظر تھی۔ ہر ایک امام فن کی خصوصیات سے واقف تھے ان میں باہم موازنہ کرنے اور ان کی امتیازی خصوصیات کو بیان کرنے پر قادر تھے۔ چنانچہ احمد بن عبدہ المتوفی ۲۴۵ھ کا بیان ہے کہ ابوداؤد طیالسی نے فرمایا۔

ہمیں حدیثیں چار ائمہ فن امام زہری، قتادہ ابواسحٰق اور اعمش کے پاس ملتی ہیں، ان میں قتادہ اختلاف احادیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔ زہری اسناد کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے، ابواسحاق حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ کی حدیث کے سب سے زیادہ شناسا تھے اور امام اعمش کے یہاں سب خصوصیات موجود تھیں ان میں سے ہر ایک کا ذخیرۂ احادیث دو ہزار (۲۰۰۰) حدیثوں پر مشتمل تھا [۱]

واضح رہے کہ یہاں ابوداؤد طیالسی نے کسور کو نظر انداز کردیا لیکن زہری کے تذکرہ میں موصوف سے منقول ہے کہ زہری کی احادیث دو ہزار دو سو (۲۲۰۰) ہیں جن میں آدھی مسند ہیں [۲]

علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ نے امام اعمش کی احادیث تیرہ سو (۱۳۰۰) کے قریب بتائی ہیں [۳]

بعض مشہور حفاظ حدیث کے ذخائر کا مطالعہ

ابوداؤد طیالسیؒ بعض مشہور حفاظ کے ذخائر کتب کا مطالعہ کرتے تھے۔ چنانچہ شعبہ کے انتقال کے بعد جب حافظ ابوالولید طیالسیؒ کے ساتھ اصفہان، رے، کا سفر کیا۔ اس زمانے میں محدث رے حافظ جریر بن عبد الحمید الرازی المتوفی ۱۸۸ھ کا ذخیرۂ کتب کوفہ سے آیا تو اسے دیکھنے کے لئے ان کے یہاں گئے اور اس ذخیرے کا مطالعہ کیا [۴]

شعبہ کی حیات میں ان کی مسندِ درس پر تدریس کا اعزاز

شعبہ کی مجلس درس میں تدریس و تحدیث کا فخر و اعزاز تلامذۂ شعبہ میں صرف ابوداؤد طیالسی کو حاصل تھا۔ چنانچہ شعبہ جب مسند درس سے کھڑے ہوتے تو ابوداؤد طیالسی اس مسند پر جلوہ آرا ہوتے اور وہ حدیثیں زبانی املا کراتے جن کا ذکر شعبہ کی مجلس درس میں نہیں آیا تھا یہ ایسا اعزاز تھا جو استاد کی زندگی میں کسی شاگرد کو کم نصیب ہوتا ہے یہ اعزاز ابوداؤد طیالسی کے کثرتِ حفظ، مہارتِ فن

(راوی حدیث سے بیان سند میں کسی راوی کے نسب میں یا متن حدیث میں تقدم و تاخر ہو جائے اسے اصطلاح میں مقلوب کہا جاتا ہے) [۵]

[۵] موصوف نے سفیان ثوری المتوفی ۱۶۰/۱۶۱ھ کے بعد انتقال کیا، (حاشیہ صفحہ ھذا)

[۶] الخطیب ۹/۲۷، الذھبی ۹/۳۸۳، المزی ۱/۵۳۵، ابن حجر ۴/۱۸۳

[۱] الذھبی تذکرۃ الحفاظ، ۱/۱۱۵ (ترجمہ ابواسحاق السبیعی) وله ۵/۴۰۱

[۲] ایضاً ۱/۱۰۹

[۳] ایضاً ۱/۱۵۴

[۴] المزی ۱/۱۸۹، الذھبی، میزان الاعتدال ۱/۳۹۵

[۵] الخطیب ۹/۲۵، المزی ۱/۵۳۵، الذھبی ۹/۳۸۱، ابن حجر ۴/۱۸۵

اور اعتماد و قبولیتِ عام کا شاہد عدل ہے

درس کی شہرت

ابو داؤد طیالسی کی مجلس درس کی شہرت دور دور پہنچی ہوئی تھی بعض طلبہ اور اہل علم تعارفی خط لے کر حاضر خدمت ہوتے ۔ چنانچہ حافظ عباس دوری المتوفی ۲۷۱ھ کا بیان ہے کہ موصوف کی مجلس درس میں شرکت کے لیے میں نے امام احمد بن حنبل رح اور یحییٰ بن معین کا تعارفی خط پیش کیا تھا ، جس میں انہوں نے میرے متعلق لکھا تھا :

ان ھذا فتی یطلب الحدیث وما انا لہ من اھل الحدیث ؎۱ ۔ یہ نوجوان حدیث پڑھنا چاہتا ہے یہ حدیث کا طالب علم ہے محدث نہیں ہے

اس سے ان کے درس کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ طلبہ و اہل علم سفر کر کے ان کی مجلس درس میں حاضر ہو کر اپنی علمی تشنگی دور کرتے تھے آخر میں نہایت موذی مرض کوڑھ کا شکار ہو گئے تھے لیکن ان کی مہارتِ فن ، اتقان علو اسناد ، اخلاص و للّٰہیت ، نے آخر دم تک حدیث و آثار کی اشاعت میں انہیں سرگرم عمل رکھا جنہیں یہ موقعہ نہ مل سکا انہیں افسوس رہا ۔ چنانچہ حافظ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ عجلی المتوفی ۲۶۱ھ کا بیان ہے ۔

موصوف سے احادیث کا سماع کرنے کیلئے کوفہ سے بصرہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ میری آمد سے ایک دن پہلے انہوں نے آخرت کا سفر اختیار کیا اور میں ان سے استفادہ نہ کر سکا ؎۲ ۔

ابو داؤد طیالسی کے انتقال کے بعد بصرہ میں یہ مرکزیت حافظ ابو الولید طیالسی المتوفی ۲۲۷ھ کو حاصل ہوئی چنانچہ حافظ عجلی لکھتے ہیں

کانت الیہ الرحلۃ بعد ابی داؤد الطیالسی ۔ ابو داؤد طیالسی کے انتقال کے بعد ابو الولید طیالسی کی طرف سفر کیا جاتا تھا ؎۳

بعض شیوخ ابو داؤد کی ابو داؤد سے روایت

ابو داؤد طیالسی کے بعض نہایت بلند مرتبہ اساتذہ و شیوخ نے موصوف سے روایت کی ، چنانچہ محدث رے حافظ جریر بن عبد الحمید المتوفی ۱۸۸ھ نے جن کے متعلق حافظ ذہبی رح نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ ۔

رحل الیہ المحدثون لثقتہ وحفظہ وسعۃ علمہ ؎۴ ۔ محدثین موصوف کی ثقاہت ، حفظ اور وسعتِ علم کی وجہ سے روایتِ حدیث کی خاطر سفر کر کے جریر کی خدمت میں پہنچتے تھے

ابو داؤد طیالسی سے روایت کی ؎۵

؎۱ الذہبی ۱۲/۵۲۳

؎۲ العجلی ۱/۴۲۷ ، الخطیب ۹/۲۵ ، و (؎۵) الرحلۃ فی طلب الحدیث ، تحقیق نور الدین عتر ، بیروت ، دار الکتب العلمیہ ۱۳۹۵ھ ص۱۸۱ ، ابن نقطہ ۸/۲۷ ، الذہبی ۹/۳۸۱ ، ابن حجر ۴/۱۸۴

(باقی بر صفحہ آیندہ)

مرکز علم بصرہ میں شعبہ کے پانچ ممتاز شاگرد

شعبہ کے حلقہ درس سے ہزاروں تشنگانِ علوم نے استفادہ کیا اور ان میں بہت سے وہ تھے جن سے مسند علم کو زینت حاصل رہی اور ان کا فیضان ممالکِ اسلامی میں جاری رہا۔ شعبہ کے ان تلامذہ میں سے مرکز علم بصرہ میں سب سے زیادہ لائق و قابلِ وثوق مندرجہ ذیل پانچ شاگرد تھے۔

۱۔ قاضی ابوالمثنیٰ معاذ بن معاذ العنبری البصری المتوفی ۱۹۶ھ

۲۔ حافظ ابوعثمان خالد بن الحارث الھجیمی البصری المتوفی ۱۸۶ھ

۳۔ امام فن جرح و تعدیل حافظ ابوسعید یحییٰ بن سعید القطان البصری المتوفی ۱۹۸ھ

۴۔ حافظ غندر محمد بن جعفر الہذلی البصری المتوفی ۱۹۳ھ / ۱۹۴ھ [۱]

حافظ ابن عدی المتوفی ۳۶۵ھ فرماتے ہیں

تم جب ان چاروں سے گزر جاؤ تو ان میں پانچویں حافظ ابوداؤد سلیمان بن داؤد طیالسی ہیں، اس لئے کہ وہ بعض ایسی حدیثوں کو مرفوعاً روایت کرتے ہیں جنہیں شعبہ کے دوسرے شاگرد موقوفاً روایت کرتے ہیں۔ بعض حدیثوں کو یہ موصولاً روایت کرتے ہیں اور ان کے دوسرے تلامذہ ان احادیث میں ارسال کرتے ہیں [۲]

معاصرین و رفقاء سے روایت

ابوداؤد طیالسی رح بہت کھلے دل و دماغ کے عالم تھے اپنے دوستوں اور معاصرین سے روایت کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے چنانچہ محدث کبیر ابوعمرو بکر بن بکار قیسی بصری المتوفی بعد ۲۰۷ھ سے جو موصوف کے دوست تھے روایت کی

بعض راویوں کے متعلق معاصرین سے استصواب رائے۔

ابوداؤد طیالسی باایں ہمہ علم و فضل بعض راویانِ حدیث کے سلسلہ میں معاصر ائمہ فن جرح و تعدیل سے استصواب رائے کرتے رہے تھے چنانچہ علامہ ابوالفتح محمد بن الحسین بن احمد الازدی صاحب کتاب الضعفاء المتوفی ۳۷۴ھ کا بیان ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] الذھبی تذکرۃ الحفاظ ۳۸۲/۱

[۴] ایضاً " " ۲۷۲/۱

[۵] المزی، ۵۳۵/۱

حاشیہ صفحہ ہذا [۱] ابن عدی ۱۱۲۹/۳، ابن رجب، ج ۲ ص ۷۰۵

[۲] ابن حجر ۱۸۴/۵ و ۱۸۵، الذھبی ۵۸۳/۹

ابوداؤد طیالسیؒ اپنے معاصر علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ سے جن کی تصانیف فن جرح و تعدیل میں سند کا درجہ رکھتی ہیں بعض مواقع پر استصواب رائے کرتے رہے تھے [۱]

تلامذہ کی رہنمائی

ابوداؤد طیالسی بھی شعبہ کی طرح تلامذہ کی رہنمائی کرتے انہیں اساتذۂ فن کی خدمت میں پہنچاتے۔ تحصیل علم کی ترغیب دیتے تھے۔ چنانچہ احمد بن سعید دارمی کا بیان ہے۔ [۲]

موصوف نے نامور محدث شیخ عمرو بن محمد بن ابی رزین الخزاعی مولاہم ابوعثمان البصری المتوفی ۲۰۶ھ کی طرف میری رہنمائی کی تھی

اصفہان و رے میں آمد

ابوداؤد طیالسی کو علوم حدیث میں امامت کا درجہ حاصل تھا وہ جہاں رہے اور جہاں گئے طالبانِ حدیث ان کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہوتے اور استفادہ کرتے تھے۔ بصرہ میں ان سے جن شیوخ حدیث کی مرویات کے متعلق کبھی کسی نے کوئی سوال نہیں کیا۔ اصفہان میں جو اس دور میں رشکِ بغداد بنا ہوا تھا ان شیوخ کی حدیث کو عام کیا۔ چنانچہ موصوف کا بیان ہے۔

عثمان بُری کی بارہ[۱۲] ہزار حدیثیں میرے سینہ میں محفوظ تھیں جن کے متعلق بصرہ میں کسی نے مجھ سے سوال نہیں کیا ان روایات کو میں نے اصفہان میں عام کیا

موصوف فرماتے تھے

میں نے اکتالیس[۴۱] ہزار روایتیں اہل اصفہان کے سوالات سے پہلے انہیں زبانی املاء کرائی تھیں [۳]

ابوداؤد طیالسی کا اصفہان و رے میں کئی بار آنا جانا ہوا، اس لئے احادیث کی تعداد بیان کرنے والوں کے اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمران اصفہانی کا بیان ہے کہ میں نے ابوداؤد طیالسی سے تینتیس[۳۳] ہزار حدیثیں سنی تھیں [۴] اور احمد بن شاذل کا بیان ہے کہ میں نے ابوداؤد سے اصفہان میں ساٹھ[۶۰] ہزار حدیثیں سنی تھیں اور ان کے پاس کوئی کتاب نہ تھی [۵] عمرو بن شیبہ کا قول ہے کہ چالیس[۴۰] ہزار حدیثیں بیان کی تھیں [۶]

حافظ محمد بن بشار نے اکتالیس[۴۱] ہزار تعداد بتائی ہے [۷]

---

[۱] ابن حجر ۱۰۱/۸

[۲] الذہبی ۴۹/۲-۱۰۔ ابن حجر ۹۸/۸

[۳] الخطیب ۲۶/۹

[۴] ابوالشیخ ۱۸۳/۱

[۵] ایضاً۔ الخطیب ۲۷/۹، المزی ۵۳۵/۱، الذہبی ۳۸۲/۹، ابن نقطہ ۲۷،

[۶] الخطیب ۲۶/۹، ابن نقطہ ۲۷۸، الذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۳۵۲/۱

[۷] الذہبی، میزان الاعتدال ۲۰۴/۲

اور یونس بن حبیب اصفہانی کا بیان ہے کہ ایک لاکھ[۱] حدیثیں بیان کی تھیں ؎۱
ممکن ہے کہ ہر دو سفر کی مجموعی تعداد ساٹھ ہزار ہو، تیس کسی ایک سفر میں بیان کی ہوں اور بقیہ دوسرے سفر میں، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس کو جتنی حدیثوں کے سننے کا موقعہ ملا اس نے اس کے مطابق بیان کیا۔ اس طرح یہ اختلاف ختم ہوجاتا ہے۔ نیز یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ یہ تعداد باعتبار طرق و اسانید ہے۔

حافظ ابوالشیخ حیان کا بیان ہے

امراء و رؤساء اصفہان کی خدمت میں تحائف

ہمارے مشائخ نے بیان کیا کہ ابوداؤد طیالسی رح ۱۶۰ھ کے مابین رجب شعبہ رح کا انتقال ہوگیا تھا) اصفہان آئے، اپنے ساتھ طیالسی چادریں لائے اور اصفہان کی سربرآوردہ شخصیات، امراء و رؤساء کو تحفۃً پیش کیں وہ جسے طیلسان تحفہ میں دیتے وہ انہیں ایک ہزار درہم پیش کرتا اور امراء شہر ہزاروں درہم نذر کرتے تھے۔

ابوداؤد طیالسی کا اصفہان میں ایک ماہ قیام رہا یہ وہاں حدیثیں بیان کرتے اور جب اصفہان چھوڑتے تو تیس[۳۰] ہزار درہم لے کر بصرہ آتے تھے ؎۱

یہ وہ زمانہ تھا کہ جب سواری کا جانور گدھا زین اور لگام کے ساتھ اٹھارہ[۱۸] سے تیس[۳۰] درہم میں ملتا تھا ؎۲ تن کے کپڑے، تہبند، چادر، اور قمیص دس درہم میں ملتی تھی ؎۳۔ چنانچہ شعبہ کے انتقال کے بعد ان کی سواری کا گدھا۔ لگام، بدن کے کپڑے اور جوتا سولہ[۱۶] درہم میں فروخت کیے گئے تھے ؎۴

ابوداؤد طیالسی اس تجارت کی وجہ سے بہت آسودہ حال تھے اور فضل و کمال کی وجہ سے انہیں معاشرہ میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

لباس

ابوداؤد طیالسی معلوم ہوتا ہے کہ بہت ڈھیلا ڈھالا لباس پہنتے تھے، کرتے کی آستین اتنی لمبی چوڑی رکھتے تھے کہ ان کی رفع یدین بھی لوگوں کو نظر نہ آتی تھی۔ چنانچہ ۱۶۰ھ میں جب موصوف عبدالرحمٰن بن مہدی کے ساتھ رہے گئے۔ جس مسجد میں یہ نماز پڑھتے تھے وہاں کسی شخص نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے پوچھا کہ یہ رکوع میں آتے جاتے رفع یدین کرتے نظر نہیں آتے۔ ابن مہدی نے اسے بتایا کہ وہ اپنے ہاتھ کپڑوں کے نیچے اٹھاتے ہیں۔ سائل نے کہا کہ یہ اچھا نہیں۔ انہیں ہاتھ اس طرح اٹھانا چاہئیں کہ لوگ دیکھ سکیں ؎۵

؎۱ ابوالشیخ، ۱/۱۸۴
؎۲ الخطیب ۹/۲۶۲
؎۳ ایضاً
؎۴ ایضاً
؎۵ ابوالشیخ ۱/۱۸۳

ممکن ہے کہ ابو داؤد طیالسی سفر میں یا خاص موسم میں ایسا لباس زیب تن فرماتے ہوں یا یہ ان کا عام لباس ہو

ابو داؤد طیالسی کا فقہی مسلک

واضح رہے کہ عبدالرحمٰن بن مہدی کا یہ جواب شورش فرو کرنے کی غرض سے تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ابو داؤد طیالسی عراقی تھے اور شعبہ کے چند خصوصی تلامذہ میں ان کا شمار ہے یہ انہی کے ساختہ پرداختہ تھے۔ انہی کی روش پر قائم تھے۔ پھر جن کی صحبت اختیار کی تھی وہ یحییٰ بن سعید القطان تھے جن کا مسلک اہل نظر سے مخفی نہیں۔ جن شیوخ واساتذہ سے زیادہ استفادہ اور روایت کی جیسے وکیع بن الجراح اور عبداللہ بن المبارک مروزی وغیرہ ان کا فقہی مسلک بھی اہل علم کو معلوم ہے۔ ابو داؤد طیالسی اپنے شیخ شعبہ کے فقہی مسلک پر گامزن تھے۔

حافظ ذہبی نے شعبہ کے متعلق تصریح کی ہے۔

کان رأیہ رأی الکوفیین - شعبہ کی رائے کوفیوں کی رائے تھی [1]

یعنی شعبہ کا فقہی مسلک وہی تھا جو اہل کوفہ کا مسلک تھا۔

ابو داؤد طیالسی کا فقہی مسلک بھی یہی تھا۔

ابو داؤد طیالسی ناقدین کی نظر میں

ابو داؤد طیالسی نہایت بلند پایہ حافظ حدیث، نامور استاد ائمہ فن کے تربیت یافتہ بالغ نظر محدث تھے باینہمہ فضل وکمال وہ معاصرین کی گرفت سے نہیں بچ سکے۔ چنانچہ حافظ ابو عبداللہ محمد بن المنہال التمیمی المجاشعی البصری الضریر المتوفی ۲۳۱ھ کا بیان ہے۔

ابو داؤد طیالسی سے ایک دن میں نے پوچھا کہ آپ نے عبداللہ عون المتوفی ۱۵۱ھ سے بھی کچھ سنا ہے؟ فرمایا نہیں، ایک سال بعد اس خیال سے کہ وہ اس واقعہ کو بھول گئے ہوں گے ان سے پھر پوچھا کہ آپ نے ابن عون سے کچھ سنا ہے فرمایا "جی ہاں" میں نے پوچھا، کتنی حدیثیں سنی تھیں، فرمایا بیش سے اوپر، میں نے عرض کیا کہ وہ مجھے سنائیں۔ انہوں نے سنائیں، ایک حدیث کے سوا جسے میں نہیں جانتا۔ سب یزید بن زریع المتوفی ۱۸۲ھ کی تھیں [2]

---

[1] الذہبی میزان الاعتدال ۱/۵۹۳

[2] ابن عدی ۳/۱۱۲۸، الخطیب ۹/۲۵، المزی ۸/۵۳۵، السمعانی ۴/۹۱، الذہبی ۹/۳۸۳ (ولہ) میزان الاعتدال ۲/۲۰۳، ابن حجر ۴/۱۸۴

ان کے ناقدین میں سے ابراہیم بن سعید جوہری نے ان غلطیوں کو ہزار تک پہنچایا - چنانچہ حافظ ابو مسعود رازی المتوفی ۲۵۸ھ کا بیان ہے -

اہل اصفہان نے انہیں لکھا کہ ابو داؤد طیالسیؒ نے ایک ہزار غلطیاں کی ہیں - موصوف نے امام احمد حنبل سے پوچھا امام موصوف نے فرمایا ابو داؤد کی یہ غلطیاں برداشت کی جا سکتی ہیں [1]

دنیا میں ایسا کونسا محدث ہے جس سے غلطی نہیں ہوتی - چنانچہ علامہ شمس الدین ذہبی فرماتے ہیں -

محتاط محدث کتاب سے حدیثیں املاء کراتے تھے - امام احمد بن حنبلؒ نے اس امر کی تاکید کی ہے [2]

علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں ابراہیم بن سعید جوہری کے مذکورہ بالا قول کو مبالغہ قرار دیا اور لکھا ہے کہ ابو داؤد طیالسی نے اگر اس کے ساتویں حصہ کے برابر بھی غلطیاں کی ہوتیں تو ائمہ فن جرح و تعدیل موصوف کی تضعیف کرتے [3] (حالانکہ ائمہ فن میں سے کسی نے بھی ان کی تضعیف نہیں کی بلکہ توثیق کی ہے)

تدلیس حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابو داؤد طیالسی کا شمار مدلسین میں کیا ہے موصوف طبقات المدلسین میں رقمطراز ہیں -

سلیمان بن داؤد طیالسی ابو داؤد الحافظ المشہور ثقات سے بکثرت روایت کرتے ہیں -

یزید بن زریع کا بیان ہے، میں نے شعبہ کی دو حدیثوں کے متعلق موصوف سے پوچھا تو فرمایا کہ میں نے ان حدیثوں کو شعبہ سے نہیں سنا - یزید بن زریع کہتے ہیں پھر ان دونوں حدیثوں کو موصوف نے شعبہ سے بیان کیا -

حافظ ذہبی نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا -

ابو داؤد نے ان دونوں روایتوں میں تدلیس کی تو کیا ہو گیا -

(ابن حجرؒ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس امر کا احتمال ہے کہ یہ دو حدیثیں انہوں نے یاد کرلی ہوں - انہوں نے اگر تدلیس کی ہے تو دیکھا جائے گا - اگر انہوں نے احتمالی صیغوں کے ساتھ انہیں بیان کیا تو وہ تدلیس اسناد ہے اور اگر صریح صیغوں کے ساتھ بیان کیا تو وہ تدلیس اجازہ ہے [4]

---

[1] الخطیب ۹/۲۶، الذهبی ۹/۳۸۴، ابن نقطہ ۲۷۸

[2] الذهبی ۹/۳۸۳

[3] ″ ″ ۹/۳۸۲

[4] ابن حجر، طبقات المدلسین، تحقیق محمد زینهم محمد عزب، القاهره، دار الصحوة، ۱۴۰۷ھ ص ۵۲

حافظ محمد بن المنہال بصری نے اس طرح ابو داؤد طیالسی کی ثقاہت کو مجروح کیا لیکن حافظ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے موصوف کے مذکورہ بالا اعتراض کا مندرجہ ذیل جواب دیا ہے ۔

ان دونوں باتوں میں اس طرح مطابقت ممکن ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن عون سے کچھ سنا ہو لیکن وہ اسے ضبط تحریر میں نہیں لاتے نہ اسے یاد رکھا۔ یعنی جیسا کہ سننے کا حق تھا ایسا نہیں سنا اعتماد جیسا چاہئے تھا ویسا نہیں تھا اس لئے یہ کہنا بجا تھا کہ نہیں سنا ۔ اور یہ بھی کہنا درست تھا کہ سنا تھا ابو داؤد طیالسی امین اور سچے تھے[1] انہوں نے کبھی غلط بیانی نہیں کی

بہرحال اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ موصوف سے فرد گزاشتیں ہوئی ہیں خود انہیں بھی اس امر کا اعتراف تھا چنانچہ اصفہان میں انہوں نے چالیس (۴۰) ہزار سے زیادہ حدیثیں زبانی املاء کرائی تھیں بصرہ آ کر جب کتابوں سے رجوع کیا تو انہیں غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے ان غلطیوں کی نشاندہی کر کے طلبہ کو لکھا کہ ان حدیثوں کو درست کر لیا جاتے[2]

مذکورہ بالا قسم کی غلطیوں کی وجہ سے ابو داؤد طیالسی کا شمار ان رواۃ ثقات میں کیا گیا جن سے بعض وقت خطا ہو جاتی ہے چنانچہ حافظ ابن رجب المتوفی ۷۹۵ھ شرح علل الترمذی میں رقمطراز ہیں ۔

قسم ثانی ۔ ثقات کی اس جماعت کے بیان میں ہے جن میں سے بیشتر کا ذکر غالباً جرح وتعدیل کی اکثر کتابوں میں نہیں کیا جاتا ۔ ان کی حدیثوں کی کمزوری کے حسب ذیل چند وجوہ ہیں ۔

۱۔ ان کی حدیث میں ضعف بعض وقت پایا گیا ۔

۲۔ یا بعض مقامات میں پایا گیا ۔

۳۔ یا بعض شیوخ کی روایت میں پایا گیا[3]

اس امر پر تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ابو داؤد طیالسی کا حفظ بہت زیادہ تھا وہ کتاب کے بغیر زبانی حدیثیں املاء کراتے تھے ۔ اس لئے بعض اوقات چوک ہو جاتی تھی ۔ چنانچہ متقدمین و متاخرین محدثین متفق اللفظ ہیں کہ وہ ثقہ و مامون تھے[4]

یہ غلطیاں جیسا کہ گزر چکا زبانی املاء کرانے سے ہوئی تھیں ۔ چنانچہ خطیب بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ تاریخ بغداد میں رقمطراز ہیں ۔

میں کہتا ہوں ابو داؤد اپنے حافظ سے حدیثیں بیان کرتے تھے ۔ حافظ خائن ہوتا ہے اس میں گڑبڑ ہو سکتی ہے، چوک ہو جاتی ہے ۔ یہ غلطیاں ان روایات کے مقابلے میں جو صحت و سلامتی پر مبنی ہیں بہت ہی تھوڑی ہیں[5]

---

[1] الذہبی ، ۹/۳۸۳

[2] ابن رجب ۲/۷۶۴ ، الخطیب ۹/۲۷ ، ابن نقطہ ۲۷۸ ، الذہبی ۹/۳۸۲ ، المزی ۱/۵۳۵ ، ابن حجر ۴/۱۸۶

[3] ابن رجب ۲/۷۴۳

[4] الخطیب ۹/۲۷ ، المزی ۱/۵۳۵ ، الذہبی ۹/۳۸۳

[5] الخطیب ۹/۲۶

حافظ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ رسالۃ فی الرواۃ الثقات المتکلم فیہم بمالا یوجب ردہم میں رقمطراز ہیں

سلیمان بن داؤد، ابوداؤد الطیالسی ثقۃ ما علمت بہ باسًا وقد اخطأ فی احادیث فکان ماذا [1]

سلیمان بن داؤد، ابوداؤد الطیالسی ثقہ ہیں مجھے موصوف کے متعلق کسی خرابی کا علم نہیں۔ کچھ احادیث میں بھول چوک ہوئی ہے تو اس سے کیا ہوگیا۔

سید الحفاظ یحییٰ بن معین بغدادی نے ابوداؤد طیالسی کو ان کے خواجہ تاش ورفیق حافظ عبدالرحمٰن بن مہدی سے بڑا عالم قرار دیا۔ چنانچہ ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی بسند متصل ناقل ہیں۔

حدثنا عبدالرحمان انا یعقوب بن اسحاق الهروی فیما کتب الی قال نا عثمان بن سعید الدارمی قال قلت لیحیی ابن معین ابوداود احب الیك فی شعبة او حرمی یعنی ابن عمارة فقال ابوداؤد صدوق، ابوداؤد احب الیّ قلت ابوداؤد احب الیك او عبدالرحمان بن مهدی قال: ابوداؤد اعلم به من عبدالرحمان

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی نے بیان کیا کہ ہمیں یعقوب بن اسحاق ہروی نے تحریری اطلاع دی کہ ہم سے عثمان بن سعید دارمیؒ نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ بن معینؒ سے دریافت کیا کہ شعبہ سے روایت حدیث میں آپ کو ابوداؤد زیادہ پسند ہیں یا حرمی بن عمارہ، فرمایا ابوداؤد صدوق ہیں اور مجھے ابوداؤد زیادہ پسند ہیں میں نے پھر پوچھا آپ کو ابوداؤد زیادہ پسند ہیں یا عبدالرحمٰن بن مہدی۔ فرمایا ابوداؤد، عبدالرحمٰن سے زیادہ عالم ہیں [2]

حدثنا عبدالرحمان قال سئل ابی عن ابی داؤد وابی احمد الزبیری ایهما احفظ؟ فقال ابوداؤد (احفظ من ابی احمد) حدثنا عبدالرحمٰن قال سمعت ابی یقول: ابوداؤد محدث صدوق کان کثیر الخطاء ابوالولید وعفان احب الیّ

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی کا بیان ہے کہ میرے والد سے ابوداؤد اور ابواحمد زبیریؒ کے متعلق پوچھا گیا کہ ان دونوں میں بڑا حافظ کون ہے فرمایا ابوداؤد زیادہ بڑا حافظ ہے۔ عبدالرحمٰن رازی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ ابوداؤد محدث وصدوق تھے اور زیادہ غلطیاں کرتے تھے۔ ابوالولید طیالسیؒ اور عفان بن مسلمؒ مجھے اس سے زیادہ پسند ہیں [3]

یہ بھی ایک صاحب فن کی رائے ہے

---

[1] الذهبی، رسالۃ فی الرواۃ الثقات المتکلم فیہم بمالا یوجب ردھم، مصر، مطبعۃ الظاہر، ۱۳۲۴ھ

[2] ساکن محدث ہرات حافظ ابوسعید عثمان بن سعید دارمی (۲۰۰ - ۲۸۰ھ) صاحب المسند، علی بن المدینی، امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ بن معین کے شاگرد تھے، فقہ کی تحصیل بویطی سے اور عربیت کی تکمیل ابن الاعرابی سے کی تھی۔ رجال وحدیث کے ماہر تھے۔ ذہبی کا بیان ہے

ولعثمان سوالات عن الرجال لیحیی بن معین۔ رجال کے متعلق یحییٰ بن معین سے سوالات موصوف سے یادگار ہیں

(الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۲/۶۲۱، ۶۲۲ (دلہ) العبر فی خبر من غبر، ۲/۶۴)

(بقیہ برصفحہ آئندہ)

٥٢ یہ حجۃ الاسلام سید الحفاظ امام فن حدیث ابوزکریا یحیی بن معین بغدادی المتوفی ۲۳۳ھ کی رائے ہے اور سائل و مسئول عنہ دونوں ہی فن رجال کے ماہر ہیں (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

٥٣ خ م د س ق۔ ابو روح حرمی بن عمارہ بن ابی حفص العتکی، مولاہم البصری، قرہ بن خالد، ہشام بن حسان بصری اور شعبہ کے تلمیذ تھے۔ علی بن المدینی، اور بندار وغیرہ کو موصوف سے تلمذ حاصل ہے، یحیی بن معین نے حرمی کو صدوق کہا ہے۔ عقیلی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے، بخاری، مسلم اور نسائی نے موصوف سے روایت کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔

صدوق یہم: صدوق ہیں وہم ہوتا ہے، نویں طبقہ میں شمار ہے۔

الذھبی، میزان الاعتدال ۱/۴۷۳ و ۴۷۴، ابن حجر، ۲/۳۲، ۲۳۳ (و لہ) ھدی الساری مقدمہ فتح الباری، القاہرۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، ۱۳۴۷ھ ۲/۱۲۱)

٥٤ عبدالرحمن بن مہدی (۱۳۵ - ۱۹۸ھ) کا تذکرہ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۲۹ میں الحافظ الکبیر الامام العلم الشہیر کے الفاظ سے کیا ہے۔ حافظ علی بن المدینی موصوف کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ فقہاء سبعہ کے اقوال کے زہری و مالک کے بعد سب سے بڑے عالم، فقیہ، محدث، حافظ حدیث، و علل و رجال کے امام تھے، بیس ہزار حدیثیں زبانی املاء کرائی تھیں۔ شعبہ کے انتقال کے بعد ۱۶۰ھ میں بصرہ گئے، احادیث شعبہ کا جو ذخیرہ قلمبند کیا تھا اہل علم سے بیان کیا۔ اس سفر میں ابو داؤد طیالسیؒ اور ابو الولید طیالسی بھی ان کے ہمراہ تھے (المزی ۱/۱۸۹) طبقہ سابعہ میں ان کا شمار ہے۔

امام شافعی رح نے کتاب الرسالہ انہی کی فرمائش پر لکھا تھا۔

وکیع بن الجراح کا بیان ہے: ہمیں امام سفیان ثوری اور ابن مہدی کی پچاس حدیثوں میں اختلاف نظر آیا۔ ہم نے تحقیق کی تو ابن مہدی کو زیادہ تر درست پایا (تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۳۰) اتقان، تفقہ اور رجال میں ابن مہدی کا مقام نہایت بلند ہے۔

(ملاحظہ ہو تقدمۃ معرفۃ الجرح والتعدیل، ۲۵۱/۲۶۲، الحاکم النیسابوری، کتاب معرفۃ علوم الحدیث تحقیق معظم حسین، القاہرۃ، مطبعۃ دار الکتب المصریۃ، ۱۳۳۷م ۶۸، ۶۹، الذہبی، ۹/۱۹۲)

٥٥ ابن ابی حاتم ج ۲ ق ۱ ص ۱۱۲

٥٦ ع ابو احمد محمد بن عبداللہ بن الزبیر الاسدی الزبیری مولاہم الکوفی الحبال۔ حافظ حدیث تھے، یونس بن اسحاق، عیسی بن طہمان اور سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں، عجلی نے موصوف کے متعلق کہا ہے ثقۃ یتشیع۔ ثقہ ہیں ان میں شیعیت تھی۔ اور ابو حاتم کا قول ہے۔ حافظ عابد مجتهد له اوهام۔ حافظ، عابد، مجتہد ہیں لیکن موصوف کے اوہام ہیں، اہواز میں ۲۰۳ھ میں انتقال کیا۔

(الذہبی، تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۵۷ (لہ) میزان الاعتدال ۴/۵۹۵)

٥٧ ابو الولید ہشام بن عبدالملک بصری (۱۳۳ - ۲۲۷ھ) نامور محدث، حافظ حدیث، عاقل و ثقہ اور شعبہ کے شاگرد تھے، عمر لمبی پائی تھی، امام بخاری و مسلم وغیرہ کے شیخ ہیں۔ احمد عجلی کا قول ہے

بصری ثقة ثبت فی الحدیث کانت الرحلة بعد ابی داؤد الیه (العجلی ۱/۳۳۰) بصری ہیں حدیث میں ثقہ اور ثبت ہیں، ابو داؤد طیالسی کے بعد تحصیل علم کے لئے ان کی طرف سفر کیا جاتا تھا۔

یحیی بن معین کے مذکورہ بالا الفاظ عام ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابوداؤد طیالسی کو عبدالرحمن بن مہدی پر ترجیح دے رہے ہیں اور انہیں ابن مہدی سے بڑا عالم مانتے ہیں یہ ایک امام فن کی رائے ہے۔ لیکن شیخ الاسلام حافظ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی رح المتوفی ۴۷۴ھ کو اس سے اتفاق نہیں چنانچہ علامہ باجی نے اعلم (زیادہ بڑا عالم) بمعنی احفظ (زیادہ بڑا حافظ) قرار دے کر اس کے عموم کو خاص کر دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابوداؤد طیالسی کو عبدالرحمن بن مہدی سے زیادہ بڑا حافظ مانتے ہیں لیکن زیادہ بڑا عالم تسلیم نہیں کرتے۔

حالانکہ ابوداؤد طیالسی کے ناقدین میں سے حافظ ابن عدی کو اس امر کا اعتراف ہے کہ موصوف کو دو امور (۱) حفظ اور (۲) معرفت حدیث میں معاصرین پر برتری حاصل تھی۔ (الکامل فی الضعفاء ۳/۱۱۲۹)

یہ ایک امام فن کی اجتہادی رائے ہے جس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ سائل اور مسئول عنہ دونوں فن رجال کے اور باجی اندلسی سے بڑے عالم اور ماہر تھے۔ ان کی رائے بھی اپنی جگہ اہم اور قابل ذکر ہے۔

علامہ باجی نے اپنی رائے کی تائید میں جو دلائل پیش کئے ہیں وہ ہدیہ ناظرین ہیں۔

ھذا الکلام فیہ نظر لان عبد الرحمان بن مھدی امام مقدم فی طبقتہ لا یوازیہ الا یحیی بن سعید القطان ولیس ابوداؤد من ھذا النمط ولا قریب، وان کان اکثر روایۃ عن شعبۃ و ھو الذی اراد یحیی بن معین فان عبد الرحمن بن مھدی اعلم وابصر بصحیح الحدیث و سقیمہ وامام فی الجرح والتعدیل، واما ابو داؤد

موصوف کا یہ بیان محل نظر ہے اس لئے کہ (۱) عبدالرحمن بن مہدی امام ہیں (۲) طبقہ میں ابوداؤد سے مقدم ہیں۔ (۳) یحیی بن سعید القطان کے سوا ان کا کوئی ہمسر و مد مقابل نہیں، ابوداؤد اس طرز و روش پر نہیں اور نہ اس کے قریب ہیں اگرچہ وہ شعبہ سے زیادہ روایت کرتے ہیں اور یحیی بن معین کی اعلم بہ سے بھی مراد یہی ہے اس لئے کہ (۴) عبدالرحمن بن مہدی صحیح و سقیم حدیث پر زیادہ گہری

(بقیہ از صفحہ گذشتہ)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوداؤد رح کی حیات میں موصوف کو قبولیت حاصل نہ تھی، ابو داؤد نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی امام بخاری رح نے علوم کی تحصیل اس کے بعد کی اس لئے انہیں ابو داؤد طیالسی رح سے استفادہ کا موقع ہی نہیں مل سکا۔ ارباب صحاح ستہ نے موصوف سے روایت کی ہے (ملاحظہ ہو الذھبی، تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۸۲، میزان الاعتدال ۴/۳۰۱)

۸ عفان بن مسلم الصفار [۱۳۰ھ - ۲۲۰ھ (۲۱۹)] نامور حافظ حدیث، ثقہ، متقن اور رجال کے عالم و مستند، اور شعبہ کے تلمیذ تھے، یحیی القطان فرماتے تھے عفان اگر میری موافقت کرتے ہیں تو مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہوتی۔

(الذھبی تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۷۹ - ۳۸۰ (وله) میزان الاعتدال ۳/۸۱ و ۸۲)

۹ ابن ابی حاتم - ج ۲ ق ۱ / ۱۱۳

فكثير الرواية وليس له ذلك الميز ولذلك يخطئ كثيرًا وحسبك ان اباحاتم قال ابو الوليد وعفان احب الى منه

نظر رکھتے ہیں اور زیادہ جانتے ہیں۔ جرح وتعدیل میں امام ہیں اور ابوداؤد کثیر الروایات ہیں اور اسے یہ تمیز ومقام حاصل نہیں اس وجہ سے وہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے اور تمہارے لئے یہی بات کافی ہے کہ ابوحاتم رازی نے کہا ہے کہ ابوالولید طیالسی اور عفان بن مسلم مجھے ابوداؤد سے زیادہ پسند ہیں۔

ولعمری لقد رفعه الى ان فاضل بينه وبين ارفع من طبقته، لان ابا الوليد و عفان متقدمان فى الحفظ والاتقان وقد ترك الاخراج عنه

میری جان کی قسم یہ مسئلہ اس لئے اٹھا کہ عثمان دارمی نے ابوداؤد اور جو اس طبقہ میں زیادہ بلند تھا موازنہ کرایا اور اس لئے کہ ابوالولید اور عفان دونوں حفظ واتقان میں ابوداؤد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور (غالبًا انہی وجوہ سے) امام بخاری نے ابوداؤد سے صحیح بخاری میں حدیث کی تخریج نہیں کی۔

وقول ابي حاتم هو احفظ من ابى احمد الزبيري يريد سعة الرواية واستظهاره بما يرويه وابواحمد انقى حديثا منه وكذلك حرمى بن عمارة والله اعلم [1]

اور ابوحاتم رازی کا یہ قول کہ ابوداؤد، ابواحمد زبیری سے زیادہ بڑا حافظ ہے اس کی وسعت روایت کو بیان کرتا اور اس کے اس تعاون کو ظاہر کرتا ہے جو اس نے روایت میں روا رکھا ہے ابواحمد زبیری، ابوداؤد کی نسبت زیادہ ستھری حدیث بیان کرتا ہے اور یہی حال حرمی بن عمارہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔

بظاہر محدث باجی کا پس منظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابوداؤد سے امام بخاری نے راست صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں کی اس لئے انہوں نے پہلے سید الحفاظ یحیی بن معین کی رائے میں جو عموم تھا اسے خاص کیا اور اس کا ایک مصداق یہ بہ قرار دیا کہ اعلم سے احفظ مراد ہے پھر بعض ایسے رواۃ کو جو اوہام کا شکار ہیں یا ان پر تشیع کا الزام ہے امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان سے تخریج کی ہے، ابوداؤد طیالسی پر ان کو ترجیح دی، یہ امور ایسے ہیں جو ہر انصاف پسند کو کھٹکیں گے۔

---

[1] سلیمان بن خلف الباجی، التعدیل والتجریح لمن خرج له البخاری فی الجامع الصحیح، الریاض، دار اللواء للنشر والتوزیع ۱۴۰۶ھ ۳/۱۱۱۳

امام بخاری کی صحیح بخاری میں ابوداؤد طیالسی سے روایت نہ کرنے کی دو وجوہ ہیں۔
اوّلاً موصوف نے ابوداؤد طیالسی کے معاصرین سے روایت کی اب ان سے روایت کرنے کی احتیاج نہیں رہی
ثانیاً۔ ابوداؤد طیالسی رح کی حیات میں امام بخاری بہت چھوٹے تھے۔ ان کے سفر کا آغاز ہی ۲۰۵ھ کے بعد ہوا
اور ابوداؤد ۲۰۴ھ میں قضا کر گئے اس لئے روایت کیسے کرتے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امام بخاری و امام مسلم کا کسی ثقہ حافظ حدیث و محدث سے روایت نہ کرنا اس کے غیر ثقہ، ضعیف و مجروح ہونے کی دلیل نہیں اور تخریج کرنا اس کے غیر متکلم فیہ ہونے کا معیار نہیں۔ بہت سے ایسے ثقہ راوی ملیں گے جن سے بخاری و مسلم نے روایت نہیں کی لیکن ان کی ثقاہت مسلم ہے۔ چنانچہ حافظ اشعث بن عبدالملک الحمرانی کے متعلق حافظ ذہبی، میزان الاعتدال میں رقمطراز ہیں

قلت انما اوردته لذكر ابن عدى له فى كامله ثم انه ما ذكر فى حقه شيئا يدل على تليينه بوجه وما ذكره احد فى كتاب الضعفاء ابدًا نعم ما اخرجا له فى الصحيحين فكان ماذا [1]

میں کہتا ہوں میں نے موصوف کا ذکر میزان الاعتدال میں محض اس لئے کیا ہے کہ ابن عدی نے اس کا ذکر کتاب الکامل میں کیا ہے پھر اس نے کوئی ایسی بات اس کے حق میں نہیں کہی جو کسی طرح سے ضعف و کمزوری پہ دلالت کرتی ہو اور نہ کسی نے اس کا کتاب الضعفاء میں کبھی ذکر کیا
ہاں امام بخاری و مسلم نے اس سے صحیحین میں تخریج نہیں کی تو اس سے کیا ہوا۔

اور موصوف سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں

قلت ما علمت احدا لينه بوجه، نعم ما اخرجا له فى الصحيحين كما لم يخرجا لجماعة من الاثبات [2]

میں کہتا ہوں کہ میرے علم میں نہیں کہ کسی نے اشعث کی تضعیف کی ہو۔
ہاں بخاری و مسلم نے موصوف سے صحیحین میں تخریج نہیں کی جس طرح بخاری و مسلم نے ثقات و اثبات کی ایک جماعت سے تخریج نہیں کی۔

ابوداؤد طیالسی رح سے غلطی اور بھول چوک ہوئی ہے یہ بڑے بڑوں سے ہوئی ہے۔ حافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

فليس من شرط الثقة ان لا يغلط ابدًا فقد غلط شعبة ومالك وناهيك هما ثقة

ثقہ کی شرط سے یہ نہیں ہے کہ اس سے کبھی غلطی نہ ہوئی ہو غلطی اور بھول چوک شعبہ و مالک رح سے بھی ہوئی ہے اور

---

[1] الذہبی، میزان الاعتدال ۱/۲۶۷
[2] " ۵/۲۷۸

وَنبلاً [1] — تمہارے لئے ان دونوں کی ثقاہت وفضیلت کے لئے یہی بات کافی ہے۔

اور ایک موقعہ پر لکھتے ہیں۔

اذا ثبت امامة الرجل وفضله لم یضرہ ماقیل فیہ وانما الکلام فی العلماء یفتقر الی وزن بالعدل والورع [2] — جب کسی شخص کی امامت وفضیلت ثابت ہو جائے تو جو بھی اس کے متعلق کہا گیا وہ اسے نقصان نہیں پہنچاتا علماء میں کلام عدل و ورع کی میزان میں رکھے جانے کا محتاج ہوتا ہے۔

ارباب کمال کا خراج تحسین

اس دور کے ائمہ فن ونامور حفاظ حدیث نے ابوداؤد طیالسی کو نہایت شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا جو ان کی علوم حدیث میں مہارتِ فن گہری بصیرت، حفظ وصدق اور معاصرین میں ان کے منفرد مقام کا شاہد عدل ہے

اتقان علم اور زبردست حافظ کی وجہ سے حافظ وکیع بن الجراح المتوفی ۱۹۶/۱۹۸ھ نے کہا تھا۔

کان ابوداؤد جبل العلم [3] ابوداؤد علم کا پہاڑ تھے۔

ائمہ فن نے ابوداؤد طیالسی کو ثقہ وکثیر الحفظ تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ حافظ احمد بن عبداللہ العجلی معرفۃ الثقات میں رقمطراز ہیں۔

ابوداؤد ثقة کثیر الحفظ [4] ابوداؤد ثقہ، کثیر الحفظ تھے۔

نعمان بن عبدالسلام المتوفی ۱۸۳ھ کہتے تھے، ثقۃ، مامون، وہ ثقہ اور مامون ہیں۔ [5]

مورخ حافظ ابوعبداللہ محمد بن ابن سعد کاتب الواقدی المتوفی ۲۳۰ھ نے لکھا ہے۔

کان ثقة کثیر الحدیث وربما غلط - موصوف ثقہ، کثیر الحدیث تھے اور کبھی ان سے چوک ہو جاتی تھی

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی المتوفی ۳۰۳ھ نے اس باب میں ائمہ فن جرح وتعدیل کی ہمنوائی حسب ذیل الفاظ میں کی ہے۔

---

[1] الذھبی ۳۴۶/۵

[2] ایضاً ۴۸/۸

[3] ایضاً ۳۸۲/۹ ، المزی ۵۲۵/۱

[4] ابن رجب ۷۶۴/۲

[5] الخطیب ۲۸/۹ ، الذھبی ۳۸۳/۹

[6] ابن سعد ۲۹۸/۷

ثقة من اصدق الناس لهجة ؎۱ — ابوداؤد ثقہ لوگوں میں سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے

حافظ ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی المتوفی ۳۶۵ھ نے ابوداؤد طیالسی کی ثقاہت وصداقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے ۔

وما هو عندی وعند غیری الا متیقظ و ثبت ؎۲ — وہ میری اور میرے علاوہ دیگر ائمہ فن کی رائے میں غایت درجہ ثقہ و بیدار مغز ہیں ۔

امام فن جرح وتعدیل عبدالرحمن بن مہدی المتوفی ۱۹۸ھ کا قول ہے ۔

ابوداؤد هو اصدق الناس ؎۳ — ابوداؤد طیالسی محدثین ومعاصرین میں سب سے زیادہ سچے تھے

مؤرخ خطیب بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ نے موصوف کے متعلق لکھا ہے

کان حافظا مکثرا ثقة ثبتا ؎۴ — وہ حافظ حدیث کثرت سے روایت کرنے والے، ثقہ وثبت تھے

امام فن رجال وحدیث حافظ علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ نے انہیں اپنے زمانے کا سب سے بڑا حافظ حدیث قرار دیا ان کے الفاظ ہیں ۔

ما رأیت احفظ من ابو داؤد الطیالسی ؎۵ — میں نے ابوداؤد طیالسی سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ابوداؤد طیالسی کے شیوخ واساتذہ ان کے فضل وکمال کے معترف تھے

عبیداللہ بن عمران کا بیان ہے کہ مجھ سے سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) نے محدثین کے متعلق معلومات کیں پھر خود فرمایا، تمہارے یہاں ابوداؤد طیالسی موجود ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں، ہمیں ان کی طرف احتیاج رہتی ہے۔ ابن عیینہ نے فرمایا اهل الحرمین الیه احوج ، اہل حرمین ان کے علم کے زیادہ محتاج ہیں ؎۶

ابوداود طیالسی اور فن جرح وتعدیل

ابوداود طیالسی نے حدیث امام مالک، شعبہ، سفیان ثوری، ابن الماجشون، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، عبداللہ بن عون عبداللہ بن المبارک اور ہیثم وغیرہ سے حاصل کی تھی ۔ جو فن حدیث ورجال کے امام تھے ۔ بعد کا طبقہ معاصرین کا طبقہ

؎۱ الذهبی، ۹/۳۸۴

؎۲ ابن عدی ۳/۱۱۲۹، الذهبی، ۹/۳۸۴

؎۳ الخطیب ۹/۲۸، الذهبی، ۹/۳۸۱

؎۴ ایضاً

؎۵ الذهبی ۹/۳۸۱

؎۶ ابوالشیخ ۱/۱۸۴

تھا ان میں دو امام فن یحییٰ بن سعید القطان اور عبدالرحمٰن بن مہدی ان کے ہمنشین اور مؤخر الذکر ہمدرس و رفیق سفر و حضر تھے، تیسرے علی بن المدینی ان کے ساتھ رفاقت تھی، سلہ اور وہ ان کے شاگرد بھی تھے، یہ سب اساطین علم تھے اس فن میں حرفِ آخر و سند تھے۔ ابوداؤد طیالسیؒ کو علم رجال میں درک حاصل تھا چنانچہ یحییٰ بن سعید القطان اور عبدالرحمان بن مہدیؒ کے بعد جس طبقہ کے اقوال کو سند سمجھا جاتا اور وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا ان ائمہ فن میں ابوداؤد طیالسیؒ کا شمار ہے، چنانچہ طاہر الجزائری، توجیہ النظر میں لکھتے ہیں

ثم ظهرت بعد هم طبقة اخرىٰ يرجع اليهم فى ذلك منهم يزيد بن هارون، و ابوداود الطيالسى وعبد الرزاق و ابو عاصم النبيل سے

پھران ائمہ فن کے بعد دوسرا طبقہ نمودار ہوا۔ جن کے اقوال کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ ان میں یزید بن ہارون سے، ابوداؤد طیالسی عبدالرزاق، اور ابوعاصم النبیل کا شمار ہے۔

....

راویانِ حدیث کے متعلق ابوداؤد طیالسی کی آراء

ابوداؤد طیالسی کی حدیث میں بصیرت، مہارت و امامت فن کا سب کو اعتراف ہے وہ اپنے استاد شعبہؒ کی طرح راویان حدیث پر تنقید و تبصرہ کرتے۔ کسی کی توثیق، کسی کی تضعیف، کسی کی تکذیب کرتے اور اس باب میں دوران درس رواۃ حدیث کے متعلق اپنی رائے پیش کرتے تھے۔ چنانچہ "مسند الطیالسی" اس قسم کی آراء کی آئینہ دار ہے۔ ائمہ فن نے ان کی آراء کو نہایت وقیع سمجھا۔ اور فن جرح و تعدیل کی کتابوں میں بطور سند ان کو پیش کیا جس سے یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ ابوداؤد طیالسی کو فن جرح و تعدیل میں بھی بلند مقام حاصل تھا مشتے نمونہ از خروارے چند اقوال ہدیۂ ناظرین ہیں۔

۱۔ ابوحبیب (رق)

قال ابوداؤد مالقينا من اصحاب انس اوثق منه، روى عنه حماد بن زيد، وحماد بن سلمة وكان شعبة يأتيه سے

ابوداؤد نے فرمایا ہم نے انس کے شاگردوں میں ابوحبیب سے زیادہ قابل وثوق نہیں دیکھا۔ اس سے حماد بن زید، حماد بن سلمہ نے روایت کی اور شعبہ ان کی خدمت میں آتے تھے

سلہ۔ الذہبی ۷/ ۳۸۱/۹

سلہ شیخ الاسلام حافظ یزید بن ہارون واسطی (۱۱۸ - ۲۰۶ ھ) ابوحاتم رازی موصوف کے متعلق کہتے ہیں۔ ثقة امام لا يسئل عن مثلہ (تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۱۸) ثقہ اور ایسے امام تھے کہ اس جیسے امام کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا۔ یحییٰ بن یحییٰ کا قول ہے كان بالعراق اربعة من الحفاظ شيخان يزيد بن زريع وهشيم وكهلان وكيع ويزيد (۳۱۹/۱) عراق میں چار حفاظ حدیث تھے، دو یزید بن زریع اور ہشیم بوڑھے تھے اور دو، وکیع اور یزید بن ہارون ادھیڑ عمر تھے،

(باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

۲ـ داؤد الواسطی

قال ابوداؤد حدثنا داود الواسطی وکان ثقۃ [۱]

ابوداؤد طیالسی کا بیان ہے کہ ابوداؤد واسطی نے ہم سے بیان کیا اور وہ ثقہ تھا۔

ابوداؤد

۳ـ زائدہ بن قدامہ

قال ابوداؤد وکان لا یحدث قدریا ولا صاحب بدعۃ یعرفہ [۲]

ابوداؤد کا بیان ہے کہ زائدہ بن قدامہ کسی قدری اور بدعتی کو جسے وہ جانتے تھے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔

۴ـ زرارۃ بن اوفی العامری الحرشی ابوحاجب البصری القاضی

کے متعلق ابوداؤد طیالسی نے تصریح کی ہے۔

لم یسمع من ابن مسعود [۳]

موصوف نے عبداللہ بن مسعودؓ سے احادیث کا سماع نہیں کیا

۵ـ السری بن یحیی البصری

حدثنا السری بن یحیی بن ایاس الشیبانی وکان ثقۃ صدوقا [۴]

ابوداؤد کا بیان ہے کہ ہم سے سری بن یحیی بن ایاس شیبانی (ابوالہیثم البصری) نے بیان کیا اور وہ ثقہ تھا۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

[۳] حافظ کبیر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (۱۲۶ - ۲۱۱ھ) صاحب المصنف مشہور محدث و مصنف ہیں

[۴] شیخ الاسلام ابوعاصم ضحاک ابن مخلد شیبانی بصری (۱۲۲-۲۱۲ھ) ثقہ، حافظ حدیث و فقیہ تھے، الذہبی، ۳۶۶/۱

[۵] طاہر الجزائری ص۱۱۴

[۶] سلیمان بن داؤد الطیالسی، مسند ابی داؤد الطیالسی، حیدرآباد دکن مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۲۱ھ ۳۴ (۲۱۳۷)

حاشیہ صفحہ ہذا

[۱] ایضاً ۵۸ (۴۳۸) ابن ابی حاتم ج ۱ ق ۲ ص ۴۰۷ (۱۸۶۵)

[۲] الطیالسی، ۱۲۹ (۹۶۲) المزی، ۴۲۲/۱

[۳] المزی، ۴۲۸/۱، ابن حجر ۴۲۸/۱

[۴] الطیالسی ص۹، ۴۶۷/ المزی ۴۶۱/۳

٦ - سلیمان بن المغیرہ القیسی

وکان خیاراً من الرجال [١]

سلیمان بن مغیرہ القیسی، اور وہ بہترین انسانوں میں سے تھا۔

٧ - صالح بن رستم المزنی مولاھما ابوعامر الخزار

کان ثقة [٢]

صالح بن رستم مزنی مولاہم ابوعامر خزار ثقہ تھا

٨ - عبدالرحمن بن بدیل

وکان ثقة صدوقا [٣]

عبدالرحمن بن بدیل ثقہ اور صدوق تھا

٩ - علی بن مسعدہ الباہلی، ابوحبیب البصری

قال ابوداؤد حدثنا علی بن مسعدة وکان ثقة [٤]

ابوداؤد نے کہا کہ ہم سے علی بن مسعدہ نے بیان کیا اور وہ ثقہ تھا۔

١٠ - محمد بن ذکوان

کان کخیر الرجال [٥]

محمد بن ذکوانؒ اور وہ بھی بہترین لوگوں کی طرح تھا۔

١١ - المستمر بن الریان ابوعبداللہ البصری

کان صدوقا وثقة [٦]

مستمر بن الریان، ابوعبداللہ البصری صدوق وثقہ تھا۔

---

[١] الطیالسی ص٦١ (٤٥٦) المزی ١/٥٤٦

[٢] المزی ٢/٥٩٧، ابن حجر ٤/٣٩١، ابن ابی حاتم ج ٢ ق ١ ص٤٠٣ (١٧٦٤)

[٣] الطیالسی ص٢١٧ (١٥٤٧) ابن ابی حاتم ج ٢ ق ٢ ص٢١٦ (١٠٢١)

[٤] المزی ٢/٩٩١، نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، بیروت، دارالکتاب العربی، ١٩٦٧ء، ١/٥٢

[٥] ابن ابی حاتم، ج ٣ ق ٢ (١٣٧٨)

[٦] المزی ٣/١٣١٩، ابن ابی حاتم ج ٤ ق ١ ص٤٣٠ (١٩٥) ابن حجر ١/١٠٤-١٠٥

۱۳۔ مسعود بن واصل (ت ق)

ضعفہ ابو داؤد الطیالسی [۱]

مسعود بن واصل کی ابو داؤد نے تضعیف کی ہے۔

۱۴۔ المغیرۃ بن مسلم السراج القسملی ابو سلمۃ الخراسانی

،کان صدوقا مسلمًا [۲]

مغیرہ بن مسلم السراج قسملی ابو سلمہ خراسانی، صدوق مسلم تھا

۱۵۔ موسیٰ بن تلید

من آل ابی بکر [۳]

موسیٰ بن تلید آل ابی بکر سے تھے

۱۶۔ ہشام بن ابی عبداللہ الربعی الدستوائی

کان امیرالمؤمنین فی الحدیث [۴]

ہشام بن ابی عبداللہ ربعی دستوائی حدیث میں امیرالمؤمنین تھے۔

۱۷۔ (واصل بن عبدالرحمٰن) ابو حرہ البصری

اخو سعید قال ابو داؤد وکان ابو حرۃ یختم لیلتین [۵]

(واصل بن عبدالرحمٰن) ابو حرہ بصری برادر سعید کے متعلق ابو داؤد نے کہا وہ دو راتوں میں قرآن ختم کرتے تھے

۱۸۔ وہیب بن خالد

وکان ثقۃ [۶]

وہیب بن خالد ثقہ تھا۔

---

[۱] الذہبی، میزان الاعتدال، ۳/۱۰۰ (۸۴۷۸)

[۲] الطیالسی ص ۳۰۱ (۲۲۸۲) ابن ابی حاتم ج ۴ ق ۱ ص ۲۲۹ (۱۰۳۱) المزی ۳/۱۳۶۳، ابن حجر ۱۰/۲۶۹

[۳] الطیالسی ص ۲۱۲ (۱۴۲۷ و ۱۴۲۸)

[۴] ابن ابی حاتم ج ۴، ق ۲/۶۰ (۲۴۰) المزی ۳/۱۴۴۱۔ الذہبی، میزان الاعتدال ۴/۳۰۰ (۹۲۲۹) ابن حجر ۱۱/۴۴

[۵] ایضاً، ج ۴ ق ۲/۳۱ (۱۴۱) المزی، ۳/۱۴۵۸، الذہبی میزان الاعتدال، ۴/۳۲۹ ابن حجر ۱۱/۱۰۴ (۱۸۰)

[۶] الطیالسی، ۳۷ و ۲۸۱ (۲۴۴) ابن ابی حاتم ج ۴ ق ۲/۳۵، المزی ۳/۱۴۸۳۔

عاصم بن سلیمان ابوشعیب التمیمی الکوزی البصری کے متعلق ابوداود طیالسی نے تصریح کی ہے کہ یہ کذاب ہے۔[۱]

معرفت انساب والقاب

انساب والقاب اور کنیٰ وغیرہ کی معرفت میں موصوف کو کامل دستگاہ حاصل تھی چنانچہ موصوف نے مسند الطیالسی میں رواۃ کا جو سلسلۂ نسب بیان کیا ہے بعض راویوں کے سلسلۂ نسب کا علم مسند میں بیان کردہ نسب سے ہوا۔ اول جملہ موسیٰ بن مطیر کے نسب کا علم مسند کی روایت سے ہوا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ نے لسان المیزان میں تصریح کی ہے۔

وقد استفدنا من هذه الرواية نسبه[۲] — ہمیں اس کے سلسلۂ نسب کا علم ابوداؤد طیالسی کی مسند میں بیان کردہ نسب سے ہوا ہے۔

حافظ ابن ماکولا نے اکمال الاکمال میں ابوبکر بن عیاش کی نسبت الحناط کی بحث میں ابوداؤد طیالسی کا قول بطور سند نقل کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

ابوبکر بن عیاش الحناط۔ کذا یقول فیه ابوداؤد الطیالسی[۳] — ابوبکر بن عیاش الحناط۔ اس کی نسبت میں ابوداؤد طیالسی نے ایسا ہی کہا ہے

سال وفات

مؤرخ ابوعبداللہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ نے الطبقات الکبیر میں سال وفات ۲۰۳ھ ۸۱۸ء اور عمر ۷۲ سال قرار دی ہے، ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ نے کتاب المعارف میں یہی قول نقل کیا۔ دونوں مؤرخوں نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ عمر کا بہترواں سال پورا نہیں کیا تھا[۴]

ابوداؤد طیالسی کے تلمیذ ابوموسیٰ محمد بن المثنیٰ کا مختار بھی یہی ہے لیکن محمد بن عبداللہ حضرمی، حافظ ابوحفص عمرو بن علی الصیرفی الفلاس المتوفی ۲۴۹ھ نے کہا ہے کہ موصوف نے ۷۲ سال کی عمر میں ۲۰۴ھ میں انتقال کیا۔ یہی مؤرخ خلیفہ خیاط کا مختار ہے اس نے کہا کہ ربیع الاول ۲۰۴ھ میں قضا کی[۵] مورخ اسلام علامہ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے ابوداؤد طیالسی کا ذکر ۲۰۴ھ ۸۱۹ء کی وفیات کے ذیل میں کیا ہے۔ اور تذکرۃ الحفاظ میں تصریح کی ہے کہ موصوف نے اسی سال کی عمر میں وفات پائی[۶] یہی حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کا مختار ہے۔

---

[۱] ابن حجر، لسان المیزان، حیدرآباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۲۹ھ، ۳/۲۱۹

[۲] ایضاً ۶/۱۳۱

[۳] علی بن ہبۃ اللہ ابن ماکولا۔ اکمال الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف من الاسماء والکنیٰ والالقاب حیدرآباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ ۱۳۸۲ھ ج ۳/۲۷۶

[۴] ابن سعد ۷/۲۹۸، عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ۔ المعارف، کراچی، نور محمد اصح المطابع، ۱۳۹۶ھ ص ۲۲۷، الخطیب ۹/۲۹، المزی ۱/۵۳۵، الذہبی ۹/۳۸۴، ابن حجر ۴/۱۸۵،

[۵] خلیفہ بن الخیاط، تاریخ خلیفہ، تحقیق اکرم ضیاء العمری، النجف، مطبعۃ الآداب ۱۹۶۷ء، ۲/۴۷۲، الخطیب ۹/۲۹،

۲۰۴ھ میں متعدد ائمہ مجتہدین وحفاظ حدیث نے وفات پائی۔ ان میں موصوف بھی تھے، چنانچہ علامہ ذہبی "دول الاسلام" میں رقمطراز ہیں۔

رجب ۲۰۴ھ میں فقیہ وقت امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی مطلبی نے جو نامور علماء میں سے تھے ۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ فقیہ اسحاق بن الفرات تجیبی نے قضا کی، جن کے متعلق امام شافعی فرماتے تھے، میں نے اختلاف علماء کا موصوف سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔ شعبان میں مصر کے عالم امام مالک کے نامور تلمیذ اشہب بن عبدالعزیز عامری نے آخرت کا سفر اختیار کیا، قاضی کوفہ شاگرد امام ابوحنیفہ فقیہ ابو علی حسن بن زیاد لولوئی نے انتقال کیا۔ حافظ وقت ابوداؤد سلیمان بن داؤد طیالسی بصری اور محدث کوفہ ابوبدر شجاع بن ولید سکونی کا وصال ہوا[۱]

مؤرخ ذہبی نے فقیہ وقت کا جو لفظ امام شافعی کے لئے استعمال کیا وہی لفظ "حافظ وقت" ابوداؤد طیالسی کے لئے استعمال کیا ہے اس سے فن حدیث میں ان کے مقام کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ھھنا نقط (رض)

نماز جنازہ

جنازہ کی نماز حسن بن سہل کے بھتیجے حاکم بصرہ یحییٰ بن عبداللہ نے پڑھائی تھی[۲]

وفات پر ارباب کمال کا گریہ

دوسری صدی ہجری کے نصف اخیر میں جن ارباب کمال کی وجہ سے بصرہ اہل علم کا قبلہ بنا ہوا تھا ان میں ابوداؤد طیالسی کا نام سرفہرست آتا ہے ایسی عظیم علمی شخصیت سے بصرہ کے محروم ہونے سے اہل بصرہ کو عموماً اور علماء و محدثین کو خصوصاً بہت صدمہ ہوا۔ ان کی خبر وفات سے ارباب صحاح ستہ کے شیخ حافظ کبیر امام ابوبکر بندار محمد بن بشار بصری المتوفی ۲۵۲ھ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ چنانچہ ابراہیم اصفہانی بندار کا بیان نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔

"میں محدثین میں کسی کی وفات پر اتنا نہیں رویا جتنا ابوداؤد طیالسیؒ کی وفات پر رویا"۔ میں نے ان سے پوچھا کیوں؟

فرمایا ان کے حافظہ، خوبصورت مذاکرۂ حدیث اور ان کی فنی بصیرت کی وجہ سے بصرہ واہل بصرہ کو شہرت حاصل تھی)[۳]

خاندان

ابوداؤد طیالسی کے خاندان میں علم و فضل کا چرچا انہی کی ذات سے شروع ہوا اور غالباً انہی پر ختم ہو گیا اس لئے کہ اس خاندان کے کسی اور فرد کا تذکرہ مؤرخین کے یہاں ہمیں نہیں ملتا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) المزی ۵۳۵/۱، ابن حجر ۱۸۵/۴

[۳] الذہبی تذکرۃ الحفاظ ۳۵۲/۱، ذ ط، میزان الاعتدال ۲۰۴/۲، ابن حجر، تقریب التہذیب تحقیق محمد عوامہ، حلب، دارالرشید ۱۴۰۶ھ ص۲۵ (۲۵۵۰) المزی ۵۳۵/۱ -

حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] الذہبی کتاب دول الاسلام، حیدرآباد الدکن۔ مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۳۷ھ ۹۸/۱ [۲] ابن سعد ۷/

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

مسند

سَنَدَ یَسْنُدُ کے معنی اعتماد کرنا ہیں اور اسند الحدیث الی قائلہ کے معنی ناقل کے نام کے ساتھ حدیث کی نسبت قائل کی طرف کرنا ہیں [1] اس سے مسند کا لفظ بنا ہے۔

مسند کے اصطلاحی معنی مندرجہ ذیل ہیں۔

المسند، الکتاب الذی جمع فیہ ما اسندہ الصحابۃ ای رووہ [2]

مسند وہ کتاب ہے جس میں ان روایات کو جمع کیا جائے جنہیں صحابہ رض نے روایت کیا ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی رح المتوفی ۹۱۱ھ اتمام الدرایہ لقراء النقایہ (بہامش مفتاح العلوم للسکاکی، ۱۳۱۷، ص ۲۶) میں مسند کی تعریف و ترتیب کے متعلق لکھتے ہیں۔

المسانید بان یجمع مسند کل صحابی علی حدۃ مرتبا علی السوابق او علی حروف المعجمۃ او العلل بان یذکر المتن وطرقہ ویبین اختلاف نقلتہ

مسانید وہ ہیں جن میں ہر صحابی کی مسند علیحدہ ترتیب دی جائے، یہ ترتیب سوابق پر ہو یا حروف ہجا پر یا علل پر بایں طور کہ متن کو ذکر کیا جائے یا طرق متن کو بیان کیا جائے، یا ناقلین کے اختلاف کو ذکر کیا جائے۔

اقسام ترتیب مسند

محدثین کی اصطلاح میں مسند وہ کتاب ہے جس میں حدیثیں صحابہ کے ناموں پر مرتب ہوں۔ اس ترتیب کے حسب ذیل اقسام ہیں۔

۱۔ اسماء صحابہ میں حروف تہجی کا اعتبار کیا جائے تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر رض سے مروی احادیث کو نقل کیا جائے [3] پھر حضرت اُسامہ رض کی اور اس کے بعد حضرت انس رض کی احادیث نقل کی جائیں۔

۲۔ اسلام لانے میں سبقت کے اعتبار سے احادیث کو ترتیب دیا جائے تو عشرہ مبشرہ کی احادیث کو تمام صحابہ کی احادیث سے پہلے نقل کیا جائے گا۔ اور خلفاء راشدین کی حدیثیں خلافت کی ترتیب پر سب سے پہلے لکھی جائیں گی پھر بدری صحابہ کی پھر اہل حدیبیہ کی پھر فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے صحابہ کی حدیثیں لکھی جائیں گی۔

۳۔ شرافت نسب کا لحاظ بھی ترتیب میں ملحوظ رکھا جا سکتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ [3] الخطیب، ۲۷/۹، المزی، ۱/۵۳۵، الذہبی، ۳۸۳/۹، ابن حجر، ۱۸۳/۴

حاشیہ صفحہ ھذا۔

[1] احمد بن محمد الفیومی، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی، مصر، مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۶۹ھ، ج ۱ ص ۳۱۱ (مادہ سند)

[2] محمد جمال الدین القاسمی، قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث تحقیق محمد بہجۃ البیطار، القاہرہ، عیسی البابی الحلبی، ۱۳۸۰ھ ط ۲، ص ۲۰۲

[3] یہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح سے عجالہ نافعہ (مطبع نیر اعظم لاہور ص ۱۹) میں تسامح ہوا ہے اس لئے کہ حضرت ابوبکر رض کی احادیث کا اندراج ان کے نام عبداللہ کے تحت کیا جائے گا البتہ کنیت کے اندراج میں انہیں مقدم رکھا جائے گا

۴۔ صحابیات کی ترتیب ملحوظ رکھی جائے تو ان میں ازواج مطہرات کی حدیثیں پہلے لکھی جائیں گی۔

۵۔ قبائل والنساب کی ترتیب پر مسند کو مرتب کریں تو پہلے بنی ہاشم کی مسانید میں امیرالمؤمنین حضرت علیؓ کی پھر حضرات حسنینؓ کی حدیثوں کو مقدم رکھا جائے گا۔ اس کے بعد ہر اس قبیلے کی حدیثوں کو پہلے ذکر کریں گے جس کو نسب کے اعتبار سے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرب ہوگا۔ لہذا حضرت عثمان کی روایات حضرت ابوبکرؓ کی روایات سے پہلے نقل کی جائیں گی اور حضرت ابوبکرؓ کی حضرت عمرؓ کی احادیث سے پہلے ذکر کی جائیں گی۔ [1]

مسند کی طرح محدثین کی اصطلاح میں معجم بھی حدیث کی کتاب ہے۔ اس کی جمع معاجم آتی ہے۔

معجم معجم میں محدث حدیثیں اپنے شیوخ کے ناموں کے تحت نقل کرتا ہے اس میں کبھی شیوخ کی موفات کے تقدم کا اعتبار کیا جاتا ہے اس کی ترتیب کئی طرح سے کی جاتی ہے۔

۱۔ کبھی اسماءِ شیوخ میں حروف تہجی کا لحاظ رکھا جاتا ہے

۲۔ کبھی فضیلت اور علم وتقوی میں تقدم کا اعتبار کیا جاتا ہے [2]

۳۔ کبھی مسند ایک ہی صحابی کی جملہ مرویات کی جامع ہوتی ہے اور کبھی متعدد صحابہ کی مرویات کو اس میں اسماء صحابہ کے اعتبار سے جمع کیا جاتا ہے۔

تدوین حدیث کے دو طریقے ابتدا میں جب تدوینِ احادیث کا آغاز ہوا تو حفاظ حدیث نے جمع وتدوین احادیث میں دو طریقے اختیار کئے۔

پہلا یہ کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے صحابیوں کی جملہ روایات کو ہر روایت کرنے والے صحابی کے نام کو موضوع قرار دے کر اس کی تمام روایات کو جو محدث کے علم میں تھیں یکجا کتاب میں جمع کر دیا اسے مسند کہا جاتا ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ہر صحابی کی جتنی روایات اسے مل سکیں انہیں اس نے اپنی کتاب میں جمع کر دیا۔

دوسرا طریقہ محدثین نے یہ اختیار کیا کہ اپنے شیوخ کی سند سے جتنی حدیثیں انہیں پہنچیں اپنے شیوخ میں سے ہر شیخ کے نام کو موضوع اور عنوان بنا کر اس کی سند سے مروی روایات کو کتاب میں جمع کر دیا اسے ان کی اصطلاح میں معجم اور مشیخہ کہا جاتا ہے۔

حدیثی دائرۃ المعارف مذکورہ بالا بحث سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اسلام میں دائرۃ المعارف نویسی کا آغاز جمع وتدوین حدیث سے ہوا اس طرح مسانید ومعاجم کو حدیثی دائرۃ المعارف کی حیثیت حاصل ہو گئی۔

مسانید ومعاجم کی افادیت اس ترتیب سے محدثین کو یہ سہولت وآسانی رہی کہ جس صحابی کی کسی روایت کو دیکھنا ہوا سے صحابی کے نام میں یا شیخ کے نام میں دیکھ لیا یا کسی صحابی

---

[1] بحوالہ نافعہ ص ۱۹، ۲۰، الخطیب البغدادی الجامع، ص ۹۲
[2] ایضاً

یا شیخ کی جملہ روایات کی جستجو ہوئی وہ انہیں صحابی یا شیخ کے نام میں مل جاتی تھیں اور انہیں بیک نظر اپنا مقصد حاصل ہو جاتا اس طرح احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ مسانید و معاجم کی صورت میں مدون و محفوظ ہو گیا۔

محدثین نے نہایت کثرت سے مسانید و معاجم مرتب کی ہیں جن میں سے مشہور تر کتابوں کا تعارف محمد بن جعفر کتانی المتوفی ۱۳۴۵ھ نے الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفۃ میں کرایا ہے،

مسانید میں مسند احمد بن حنبل رح کو بہت شہرت حاصل ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رح اور جلال الدین سیوطی رح نے اس کے متعلق بجا لکھا ہے کہ

تلقتہ الامۃ بالقبول [1] امت میں اس کی احادیث کو قبولیت حاصل ہے

معاجم میں حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی (۲۶۰-۳۶۰ھ) کی معاجم کو شہرت حاصل ہے۔

۱- المعجم الکبیر، جو صحابہ کے اسماء پر مرتب ہے زیور طبع سے آراستہ کی جا رہی ہے لیکن ابھی تک پوری طبع نہیں کی گئی

۲- المعجم الاوسط۔ یہ معجم طبرانی نے اپنے شیوخ کے ناموں پر ترتیب دی ہے، ہر شیخ سے ان کی روایات کو جن کی تعداد بعض اوقات پچاس سے بڑھ جاتی جمع کیا ہے۔ اس سے غرض اپنے شیخ کی کم و زیادہ مرویات اور ان کے تفرد کی نشاندہی کرنا ہے۔ اس لئے المعجم الاوسط کو حافظ دارقطنی کی کتاب الافراد کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔

المعجم الاوسط۔ بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) احادیث پر مشتمل ہے اس کی تین جلدیں ڈاکٹر محمود الطحان کی تحقیق سے ۱۴۰۵ھ ۱۴۰۷ھ کے مابین مکتبۃ المعارف ریاض سے شائع کی گئی ہیں۔ ہر جلد تقریباً ایک ہزار احادیث کی جامع ہے

المعجم الصغیر۔ شیوخ کے ناموں پر مرتب ہے اور اس میں اپنے شیوخ کے فوائد کو جمع کیا ہے پہلے ۱۳۱۱ھ میں مطبع انصاری دہلی سے شائع کی گئی تھی پھر ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء میں کمال یوسف الحوت کی تحقیق سے بیروت سے طبع کی گئی۔

مسانید و معاجم ایک محدث مزاج عالم کے لئے بہت سود مند تھیں اور ہیں۔ لیکن فقیہ کو ان کا مطالعہ چنداں مفید نہیں۔ اس لئے کہ اس ترتیب کا بڑا نقص یہ ہے کہ اس میں ہر درجہ و ہر موضوع کی روایت، احادیث کے موضوعات سے قطع نظر صحابی یا شیخ کے نام کے تحت درج کی جاتی ہیں۔ فقیہ کو خاص موضوع پر ایک ایک صحابی یا مختلف صحابہ سے مروی احادیث کو دیکھنے کے لئے پوری کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہوتا ہے، اس لئے محدثین و حفاظ نے فقہاء کی ضرورت کے پیش نظر ابواب فقہ کی ترتیب پر احادیث کو جمع کیا انہیں اصطلاح محدثین میں مصنف و سنن کہا جاتا ہے۔

---

[1] السیوطی ۱/۱۷۲، ابن حجر، القول المسدد فی الذب عن مسند الامام احمد، حیدر آباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۸۹ھ ص ۲

احادیث کی سب سے پہلے ترتیب فقہی ابواب کے تحت عمل میں آئی اس کی نہایت روشن مثال حضرت امام ابو حنیفہؒ کی کتاب الآثار اور امام مالکؒ کی الموطا ہے ۔ یہ ترتیب سب سے زیادہ بہتر و مفید ترتیب ہے تمام مصنفات وسنن کی یہی ترتیب ہے ۔

حافظ ابو بکر خطیب بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ نے الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع (۲/۲۸۴) میں مسند اور مصنف وسنن کی وضاحت اس طرح کی ہے ۔

علماء میں سے بعض وہ ہیں جو سنن کی تبویب و ترتیب کرتے اور ان کی تخریج احکام فقہ کے طریقہ پر کرتے ہیں ۔ بعض وہ ہیں جو احادیث کی ترتیب و تخریج مسند پر کرتے اور صحابہ میں سے ہر صحابی کی مرویات اس صحابی کے نام کے تحت درج کرتے ہیں ۔ جو پہلا طریقہ اختیار کرے اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ سنن کی ہر نوع کی احادیث کو منفرداً جمع کرے اس طرح کہ کتاب الجہاد کی حدیثیں کتاب الصیام کی حدیثوں سے ممتاز رہیں ۔ اسی طرح حج ، صلوٰۃ ، طہارت ، زکوٰۃ ، اور تمام عبادات و معاملات میں ہر نوع کی کتاب کا عنوان منفرد و یکتا ہے اس باب کے تحت مزید ابواب دو چند و سہ چند آجائیں ، ہر باب میں پہلے مسند حدیثیں ذکر کی جائیں پھر مراسیل و موقوفات نقل کی جائیں ، مشہور متقدمین فقہاء کے مذاہب کو بیان کیا جائے اور صرف انہی مسند روایتوں کو بیان کیا جائے جن کی سند کے راویوں کی عدالت ثابت ہو اور جن کے اقوال درست ہوں پھر اگر کسی باب میں صحیح مسند حدیث نہ مل سکے تو موقوف و مرسل حدیث کے ذکر پر اکتفاء کیا جائے ہر دو نوع کی روایات قدماء کی کتابوں میں زیادہ تر مذکور ہیں اس لئے کہ انہیں بہت سی مسند حدیثیں عمدہ سند سے نہیں مل سکی تھیں ، اس نوع کی ترتیب و تبویب کو اصطلاح میں مصنف وسنن کہا جاتا ہے اور کتب احادیث میں یہ ترتیب سب سے بہتر سمجھی جاتی ہے ۔

اس لئے کہ اس میں اصح ما فی الباب (جو اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث ہوتی ہے اسے زینت کتاب بنایا جاتا ہے تاکہ احتجاج درست رہے [۱] جیسا کہ صحاح ستہ وغیرہ میں کیا گیا اور اس میں ہر باب میں وہ حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جو کسی حکم کے ثابت کرنے یا نفی کرنے پر دلالت کرتی ہے ۔ اس میں بہتر یہ ہے کہ صحیح یا حسن حدیث کے بیان کرنے پر اکتفاء کیا جائے اور اگر موضوع و عنوان سے متعلق تمام روایتیں نقل کی جائیں تو ضعف کی علت کو بتا دیا جائے ۔ جمع و ترتیب احادیث میں یہ سب سے بہتر طریقہ ہے [۱]

سنن و مسانید کو امت مسلمہ میں قبولیت حاصل رہی ہے ، محدثین انہیں پڑھانے اور طالبان حدیث ان کی سماعت و قراءت کرتے اس طرح ہر دور میں ان سے علماء و محققین کا اعتناء رہا ، فقہی ابواب پر انہیں ترتیب دیا گیا ۔ کتب اثبات و اسانید میں ان کا سلسلہ سند مصنف تک بیان کیا گیا ۔ چنانچہ حافظ ابن نقطہ کتاب التقیید میں لکھتے ہیں ۔

ومن المعلوم انہ لا سبیل لاحد من الناس الی یہ بات ہر پڑھا لکھا جانتا ہے کہ کتب سنن کے تمام راویوں کے

---

[۱] السیوطی ۲/۱۵۴

استيعاب رواة كتب السنن بأسرهم الا انا نذكر ان شاء الله منهم الاشهر والاعم والاكثر وقل ان ينصل لاحد فيما نعلم رواية كتاب من هذه الكتب التى اشرنا اليها الا من رواية الرجال الذين ذكرناهم او بعضهم الا القليل الشاذ الذى يعز وجوده ماخلا روايات اهل الغرب - فان اهل المشرق لا يشتغلون بها لنزولها عندهم ولان اهل الغرب يرحلون من بلادهم فيستمعون السنن والمسانيد من هذه الطرق رغبة منهم فى عالى الاسناد فلهذا السبب لا يوجد فى بلادنا طرق اسانيدهم نسئل الله ان يوفقنا للصواب انه سميع الدعاء [1]

جاننے کا اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ ہم ان میں سے نہایت مشہور و معروف راویوں اور نہایت کثرت سے روایت کرنے والے راویوں کا ذکر کریں - ہمارے علم کے مطابق کسی عالم کے لئے ان کتابوں میں سے کسی کتاب کی روایت کا سلسلہ متصل نہیں مگر انہی علماء و محدثین کی روایت سے یا ان میں سے بعض سے جن کا ہم نے ذکر کیا، اس کے خلاف کہیں ہو وہ شاذ ہے جس کا وقوع مشکل ہے سوائے اہل مغرب کی روایات کے اس لئے کہ اہل مشرق ان کی کتابوں کی روایت میں اس لئے مشغول نہیں ہوئے کہ ان کے واسطہ سے ان کی سند عالی نہیں رہتیں اور اس لئے کہ دیار مغرب (افریقہ اور یورپ) اندلس و قرطبہ کے محدثین اپنے دیار سے ان سنن و مسانید کا سماع حاصل کرنے کے لئے شوق و رغبت سے دیار مشرق کا سفر کرتے تاکہ انہیں عالی سندیں حاصل ہوں اس وجہ سے ہمارے ممالک میں ان کی اسانید کے طرق نہیں پائے جاتے - ہم اللہ تعالی سے راہ صواب کی توفیق کے خواستگار ہیں بیشک وہ دعا کا سننے والا ہے -

حافظ ابن نقطہ المتوفی ۶۲۹ھ کتب سنن کا تذکرہ کرنے کے بعد مسانید کے متعلق رقمطراز ہیں -

واما المسانيد فمسند احمد بن حنبل، ومسند الشافعى ومسند ابى حنيفة، جمعه غير واحد من الحفاظ، و مسند اسحاق بن راهويه، ومسند مسدد ومسند عبد الله بن الزبير الحميدى ومسند عبد الله بن وهب ومسند عبد الله بن عبد الرحمان الدارمى ومسند محمد بن هارون الرويانى ومسند ابو يعلى الموصلى ومسند محمد بن يحيى بن ابى عمر العدنى ومسند احمد بن منيع ومسند ابى داؤد الطيالسى ومسند الحارث بن ابى اسامة التميمى ومسند الهيثم بن كليب الشاشى وغير هذا مما يأتى ذكره فى اثناء الكتاب [2]

اور لیکن مسانید تو مسند احمد بن حنبل، مسند شافعی، اور مسند ابی حنیفہ جسے بہت سے حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے، مسند اسحاق بن راہویہ، مسند مسدد، مسند عبداللہ بن زبیر حمیدی مسند عبداللہ بن وہب، مسند عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی، مسند محمد بن ہارون رویانی، مسند ابو یعلی موصلی، مسند محمد بن یحیی بن ابی عمر عدنی، مسند احمد بن منیع، مسند ابی داؤد طیالسی، مسند حارث بن ابی اسامہ تمیمی اور مسند ہیثم بن کلیب شاشی، اور ان کے علاوہ اور مسانید ہیں جن کا ذکر اثناء کتاب میں آئے گا -

---

[1] ابن نقطہ ص ۲۶

[2] ایضاً

حافظ ابن نقطہ کے مذکورہ بالا بیان سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ مسند ابی حنیفہؒ کو بہت سے حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے یہ ایسا امتیاز ہے جو حدیث میں امام ابوحنیفہؒ کی امامت و جلالت شان کا مظہر ہے نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حفاظ حدیث کو امام موصوف کی احادیث سے خصوصی اعتناء رہا ہے۔

شیخ تقی الدین ابوعمرو ابن صلاح شافعی المتوفی ۶۴۳ھ نے کتب مسانید اور کتب مصنفات سے احتجاج و استدلال میں فرق ملحوظ رکھا ہے وہ اپنی مشہور تصنیف "مقدمہ ابن الصلاح" میں رقمطراز ہیں۔

كتب المسانيد غير ملتحقة بالكتب الخمسة التي هي الصحيحان وسنن ابي داؤد وسنن النسائي وجامع الترمذي وما جرى مجراها الاحتجاج بها والركون الى ما يورد فيها مطلقا كمسند ابي داؤد الطيالسي ومسند عبيد الله بن موسى ومسند احمد بن حنبل ومسند اسحاق بن راهويه ومسند عبد بن حميد ومسند الدارمي ومسند ابي يعلى الموصلي ومسند الحسن بن سفيان ومسند البزار ابي بكر واشباههما فهذه عادتهم فيها ان يخرجوا في مسند كل صحابي ما رووه من حديثه غير متقيدين بان يكون حديثا محتجا به فلهذا تاخرت مرتبتها وان جلت لجلالة مؤلفيها عن مرتبة الكتب الخمسة وما التحق بها من الكتب المصنفة على الابواب والله اعلم [1]

کتب مسانید، کتب خمسہ (۱و۲) صحیحان، (۳) سنن ابی داؤد (۴) سنن نسائی (۵) جامع ترمذی کے ہم پایہ نہیں، اور ان کتابوں کے جو احتجاج میں ان کے قائم مقام ہیں اور جن کی بیان کردہ روایات کی طرف بھی علماء کا ویسا ہی میلان ہے جیسا کہ ان کی روایات کی طرف ہے، کتب مسانید جیسے مسند ابی داؤد طیالسیؒ، مسند عبید اللہ بن موسیٰؒ، مسند احمد بن حنبلؒ، مسند اسحاق بن راہویہ، مسند عبد بن حمید، مسند دارمی، مسند ابی یعلی موصلی، مسند حسن بن سفیان، مسندِ بزار ابوبکر اور انہی جیسی مسند ہیں۔

اہل مسانید کی یہ عادت ہے کہ وہ ہر صحابی کی مسند میں اس کی جتنی حدیثیں ملتی ہیں ان کی تخریج کرتے ہیں اس امر کا لحاظ کئے بغیر کہ وہ روایت قابل احتجاج ہو یا نہ ہو۔ اس وجہ سے ان مسانید کا مرتبہ اگرچہ ان کے مصنفین کی جلالت قدر کی بناء پر بلند ہے، کتب خمسہ اور ان کتابوں سے جو کتب خمسہ کی طرح ابواب فقہ پر مرتب ہیں فروتر ہو گیا، واللہ اعلم۔

شیخ ابن الصلاح کے مذکورہ بالا بیان سے یہ حقیقت عیاں ہوجاتی ہے کہ احادیث و آثار کے وسیع تر ذخائر میں ایسی کتابیں موجود ہیں جو ان کتب خمسہ کے ہم پایہ اور ان کے قائم مقام ہیں اور ان کی احادیث سے احتجاج و استخراج اور استدلال کا وہی حکم ہے جو کتب خمسہ کی احادیث سے احتجاج کا حکم ہے،

امام طحاویؒ کی شرح معانی الآثار، امام اعظم ابوحنیفہ کی کتاب الآثار، اور امام مالکؒ کی مؤطا وغیرہ ابواب پر مرتب ہیں وہ اسی زمرے میں داخل ہوجاتی ہیں۔ کتب خمسہ سے مسانید کا مرتبہ محض اس لئے کمتر قرار دینا کہ ان میں اس امر کا التزام نہیں کیا گیا کہ صرف

---

[1] مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح، حلب، المطبعۃ العلمیۃ ۱۹۳۱ء ص ۴۱ و ۴۲

انہی احادیث کو کتاب میں پیش کیا جائے جو قابل احتجاج وقابل عمل ہوں، قرین قیاس نہیں اس لئے کہ کتب خمسہ میں ایسی حدیثیں موجود ہیں جو معمول بہا اور مقبول ہیں رواۃ کے اعتبار سے بھی بڑھی ہوئی ہیں لیکن بعض ایسی حدیثیں بھی پائی جاتی ہیں جو کسی امام کی حجت و دلیل نہیں۔ جیسے جامع ترمذی ہے۔

اس امر کا مقتضاء یہ ہے کہ اس کا مرتبہ وہی ہونا چاہئیے جو مسانید کا ہے حالانکہ شیخ ابن الصلاح خود اس امر کے قائل نہیں

پھر یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئیے کہ ابواب فقہ پر مرتب کتابوں میں ہر کتاب کا مقام و مرتبہ مساوی و یکساں نہیں ان میں بھی فرق مراتب ہے اسی طرح مسانید میں بھی ہر مسند ایک درجہ کی نہیں ان میں فرق مراتب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے چنانچہ مسند احمد بن حنبل رح کا مرتبہ وہی ہے جو سنن ابی داؤد کا مرتبہ و مقام ہے اس میں صحیح و حسن دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں مسند اسحاق بن راہویہ کا مرتبہ بھی کم نہیں ہے۔

نیز مسانید میں ایسی مسانید بھی موجود ہیں جو ابواب فقہ پر مرتب ہیں اور ان میں وہی احادیث جمع کی گئی ہیں جو کسی امام مقتدا کی حجت و دلیل ہیں جیسے مسند امام ابوحنیفہ رح اور مسند امام شافعی وغیرہ ہیں [1] ان وجوہ سے تمام مسانید کے متعلق شیخ ابن الصلاح کا مذکورہ بالا دعویٰ درست نہیں ہے اور نہ تمام ابواب فقہ پر مرتب کتابوں کے متعلق یہ دعویٰ صحیح ہے۔ جن ارباب مسانید نے اس امر کا اہتمام کیا ہے ان کا مرتبہ بلند ہوگا اور جن کے یہاں یہ التزام نہیں ہے ان کا مرتبہ فروتر ہوگا یہی حکم ابواب فقہ پر مرتب کتابوں کا ہونا چاہئیے۔

---

[1] ان وجوہ سے مسند امام اعظم ابوحنیفہ رح مسند امام شافعی رح اور مسند امام احمد وغیرہ اعلیٰ مسانید میں شمار کرنے کے لائق ہیں۔ چنانچہ حافظ ابوالمحاسن محمد بن علی حسینی دمشقی شافعی نے التذکرہ فی رجال المسانید العشرہ میں جس کا مخطوطہ مکتبہ کوپرلی آستانہ میں محفوظ ہے تصریح کی ہے کہ میں نے ائمہ اربعہ (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد) جن کی اقتداء کی جاتی ہے کے راویان مسانید کو جمع کیا اس لئے کہ ان کے مذہب و مسلک کے اکثر و بیشتر دلائل ان حدیثوں پر مبنی ہیں جو ان کی مسانید میں ان کی سندوں سے مذکور ہیں۔ پھر مؤطا امام مالک کا ذکر کیا پھر کہا اور اسی طرح مسند شافعی کا حال ہے اس لئے کہ وہ بھی انہی کے دلائل بیان کرنے کے لئے ترتیب دی گئی ہے جو ان کی مرویات کی رو سے ان کے نزدیک صحیح ہیں پھر مسند ابی حنیفہ رح اور مسند امام احمد رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا۔

حسینی کا کلام اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان ائمہ کے پاس جو دلائل ان مسانید میں پیش کئے گئے ہیں ان کے علاوہ دوسرے دلائل بھی موجود ہیں جو اس کے قول "فی الغالب" کی قید سے عیاں ہے اگرچہ ابن حجر جانتے بوجھتے اس قید سے انجان بن گئے اور تعجیل المنفعۃ میں حافظ حسینی کی بات کی تردید کرنے لگے [2] یہ ایک ایسی بات ہے جس سے اس کی تردید نہیں ہوتی۔

[2] یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ حسینی ان لوگوں میں سے نہیں جو مسند شافعی کے جامع سے واقف نہ ہو اور مسند ابی حنیفہ کو مرتب کرنے والے کو جانتا نہ ہو یا ائمہ اربعہ کی ان کتابوں کے علاوہ احادیث ہی نہ ہوں یہ وہ باتیں ہیں کہ طلبہ کے مابین بھی بہت کم ایسے طالب علم ہوں گے جو اس حقیقت سے واقف نہ ہوں۔ چہ جائیکہ حسینی جیسا حافظ حدیث و باخبر عالم، لیکن ابن حجر کو اپنے پیشروؤں پر اعتراض کرنے میں مزہ آتا ہے چاہے کسی طرح کا اعتراض ہو

(باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

سنن و مصنفات سے مسانید کا مرتبہ فروتر قرار دینا

مسانید کا رتبہ سنن سے کمتر قرار دینا حقائق سے صرف نظر کرنا ہے، چنانچہ محقق علامہ محمد بن اسماعیل صنعانی ۱۱۸۲ھ توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار میں لکھتے ہیں ۔

مسند میں ایک صحابی سے جتنی روایات و احادیث منقول ہوتی ہیں وہ یکجا کر دی جاتی ہیں جس میں صحیح حسن ضعیف سب ہی آجاتی ہیں لیکن حدیث کی جو کتابیں ابواب فقہ پر مرتب کی جاتی ہیں ان میں مؤلف کتاب عنوان باب کے ذیل میں اپنے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے مقبول حدیثیں ذکر کرتا ہے اس لئے مسانید کا مرتبہ صحت میں سنن سے کمتر قرار دیا گیا ہے لیکن مطلقاً ایسا دعوی کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ یہ حقیقت بھی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں کہ مسانید میں حسن احادیث ہیں بلکہ صحیح بھی ہیں اور اس کی بعض حسن حدیثیں سنن کی احادیث کے مقابلہ میں قابل ترجیح ہیں اس لحاظ سے تمام کتب سنن کو تمام مسانید پر ترجیح دینا درست نہیں چنانچہ مسند امام احمد کی احادیث سنن ابو داؤد کے مقابلہ میں قابل ترجیح ہیں تاہم کتب سنن کی بعض احادیث مسانید کی بعض احادیث سے قابل ترجیح ہو سکتی ہیں ۔

محدثین کا یہ دعوی کہ مسانید کتب سنن سے صحت میں کمتر ہیں اگر غلبہ کے اعتبار سے ہے تو مانا جا سکتا ہے لیکن اس میں یہ بات ہے کہ عمل کے وقت ترجیح کا فائدہ جاتا رہیگا۔ چنانچہ مسند احمد کی کسی حدیث کا سنن ابن ماجہ کی حدیث سے تعارض ہو جاتا ہے اور ہمیں اس حقیقت کا علم ہے کہ سنن ابن ماجہ میں ضعیف حدیثیں زیادہ ہیں اور مسند احمد میں احادیث حسن ہیں تو ابن ماجہ کی حدیث کو ترجیح نہ ہو سکے گی کیونکہ اس امر کا امکان ہے کہ سنن ابن ماجہ کی یہ حدیث، احادیث ضعیفہ میں سے ہو اور مسند کی حدیث حسن حدیثوں میں سے ہو، ایسی صورت میں عمل بحث پر موقوف رہا اور معلوم ہوا کہ اس ترجیح کا کوئی ثمرہ نہیں نکلا۔

علامہ محمد بن اسماعیل الامیر حسنی صنعانی ۱۱۸۲ھ کا بیان ہے کہ میں نے اس مقام پر جو بحث پیش کی چند سال بعد میرے مطالعہ میں یہ بات آئی کہ بقاعی کو اس امر پر تنبہ ہوا اور انہوں نے زین الدین عراقی کے سنن و مسانید کے فرق مراتب پر ان الفاظ میں تنقید کی ۔

یہ قاعدہ کلیہ اور حکم عام نہیں ہے، کیونکہ مؤلف مسند کبھی انتخاب کرتا اور مقبول حدیث ہی ذکر کرتا ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے کیا ہے، امام موصوف نے تصریح کی ہے کہ میں نے ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے مسند کا انتخاب کیا ہے ۔ لہذا یہ مناسب نہیں کہ اس کا مرتبہ سنن سے کمتر قرار دیا جائے' بلاشبہ حافظ زین الدین عراقی نے یہ دعوی کیا ہے کہ مسند احمد میں موضوع حدیث ہے لیکن ہمارے شیخ نے اس دعوے کے بودے پن کو بتا دیا اور اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ۔ اسی طرح بزار نے اپنی مسند میں انتخاب سے کام لیا ۔ اگر کوئی ضعیف حدیث ذکر کی تو بعض اوقات اس کی حالت

حاشیہ از صفحہ گذشتہ[۲] ترتیب المسند الامام المعظم والمجتہد المقدم ابی عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی تحقیق یوسف علی الحنی ، السید عزت العطار الحسینی ، بیروت ، دار الکتب العلمیہ ، ۱۳۷۰ھ ص۵ ۔

ضعف کو بتا دیا۔ اور بعض اوقات کتاب میں ذکر کرنے کا یہ عذر بیان کیا کہ اس باب میں اس کے سوا کوئی حدیث نہیں پائی گئی، اسی طرح اسحاق بن راہویہ (اپنی مسند میں) وہ حدیث ذکر کرتے ہیں جو اس صحابی سے سب سے بہتر روایت ہوتی ہے۔

تم نے جب یہ بات سمجھ لی تو تم نے یہ بھی سمجھ لیا کہ ان کے کلام کی تاویل کی تعیین اسی طریقہ سے ہونی چاہیئے جو ہم نے بیان کی ہے [۱]

حافظ عراقی فرماتے ہیں۔

مسانید کا مرتبہ صحت میں سنن سے کمتر ہے اس لئے کہ جو محدث صحابی کی مسند ترتیب دیتا ہے وہ اس مسند میں اس صحابی کی ہر روایت نقل کرتا ہے خواہ وہ قابل حجت ہو یا نہ ہو (توضیح الافکار ۱/۱۰۶)

شیخ الاسلام زکریا انصاری کا تبصرہ

شیخ الاسلام زکریا انصاری المتوفی سنہ ۹۲۵ھ نے حافظ زین الدین عراقی المتوفی سنہ ۸۰۶ھ کے مذکورہ بالا بیان پر جو بصیرت افروز تبصرہ کیا ہے وہ ہدیہ ناظرین ہے۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ "مسانید" اسماء صحابہ پر اور "سنن و مصنفات" ابواب فقہ پر مرتب ہوتی ہیں اور مسانید کا مرتبہ سنن سے کمتر ہے اب جو کوئی سنن یا مسانید کی کسی حدیث سے احتجاج و دلیل پیش کرنے کا ارادہ کرے اس میں اس امر کی اہلیت ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے مستدل اور غیر مستدل کو سمجھتا ہو، وہ جب تک سند کے اتصال اور راویوں کے حالات میں غور نہیں کرے گا اس حدیث کو دلیل میں پیش نہیں کرے گا۔ اور اگر اس نے ائمہ فن میں سے کسی امام کو اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیتے پایا تو اسے اس کی تقلید کرنا چاہیئے ورنہ اس سے احتجاج نہیں کرنا چاہیئے۔ نیز اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ کسی اسناد کی صحت اور اس کی تحسین سے متن کی صحت لازم نہیں آتی۔ اس میں شذوذ یا کوئی علت ہو سکتی ہے [۲]

حافظ ابن حجر عسقلانی کا تبصرہ

علامہ بقاعی سے پہلے حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی سنہ ۸۵۲ھ نے مذکورہ امور پر زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، موصوف النکت علی ابن الصلاح میں رقمطراز ہیں۔

کتب المسانید غیر ملتحقة بالکتب الخمسة الخ

---

[۱] الامیر الصنعانی، ۱/۲۲۸، نیز ملاحظہ ہو توجیہ النظر للجزائری ص ۱۵۵ - ۱۵۷

[۲] زکریا بن محمد الانصاری، فتح الباقی علی الفیة العراقی، مکة المکرمہ دار الباز للنشر والتوزیع ب، ت، ۱/۱۰۶، ۱۰۷ یہ شرح، شرح الفیة العراقی المسماة بالتبصرہ والتذکرہ کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث کی ان دونوں قسم کی کتابوں کی تدوین وتالیف کی اصل وبنیاد ہے اس لئے کہ یہ ایک آشکارا حقیقت ہے کہ جس محدث نے کتاب کو ابواب پر مرتب کیا اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس مسئلہ میں حکم وہ ہے جس پر باب وعنوان قائم کیا گیا ہے اسے اپنے دعوے کی صحت کے لئے دلیل پیش کرنے کی احتیاج ہوتی ہے، استدلال وحجت کے لئے مناسب یہ ہے کہ جس روایت کو بطور دلیل پیش کیا جائے وہ دلیل بننے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

نیز جو مصنف مسانید پر کتاب مرتب کرتا ہے اس کا مقصد بظاہر ہر صحابی کی مطلقاً حدیثیں جمع کرنا ہوتا ہے خواہ وہ قابل حجت ہوں یا نہ ہوں، یہ بات اس نوع کی ہر تالیف سے عیاں ہے۔

دونوں قسم کی کتابیں مرتب کرنے والوں کی ایک جماعت نے اپنے اصل موضوع کے خلاف کیا چنانچہ اس کا رتبہ یا فروتر ہو گیا یا بالاتر ہو گیا۔ اس لئے کہ بعض مصنف وہ ہیں جنہوں نے کتاب کو ابواب پر ترتیب دیا لیکن اس میں ضعیف حدیثیں جمع کر دیں بلکہ باطل وناکارہ حدیثیں لے آئے یا ان احادیث کا ضعف ہی ذہن سے جاتا رہا یا تنقید کا علم ہی نہیں رہا

مسند اسحاق بن راہویہ

بعض وہ مصنف ہیں کہ جنہوں نے کتابیں مسانید پر تدوین وتالیف کیں انہوں نے ہر صحابی کی انہی احادیث کا انتخاب کیا جو سب سے بہتر تھیں۔ چنانچہ ہم نے بسند متصل اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا کہ انہوں نے اپنی مسند میں اس روایت کا انتخاب کیا جو انہیں ہر صحابی سے سب سے زیادہ صحیح حدیث ملی الّا یہ کہ وہ متن حدیث ایک ہی سند سے ملے تو اس کی تخریج اسی سند سے کی ہے۔

مسند بقی بن مخلد وبزار

بقی بن مخلد بھی اپنی مسند میں اسی روش پر گامزن رہے اور تقریباً ابو بکر بزار نے اپنی مسند میں اسی طریقہ کو اختیار کیا، موصوف نے اپنی مسند میں کئی جگہ اس امر کی صراحت کی ہے، چنانچہ جس سند میں کلام ہوتا ہے اسے ذکر کرتے اس کی علت وخرابی کی نشاندہی کرتے اس کی تخریج کا عذر بتاتے ہیں کہ یہ حدیث اسی سند سے معروف ومشہور ہے۔

مسند امام احمد رحمہ

لیکن مسند امام احمد کی موضوع احادیث پر ابو موسیٰ مدینی نے ایک بڑا جزء تالیف کیا اس میں بہت سی دلیلیں بیان کی ہیں اور اس کی وضاحت کی کہ امام احمد نے اپنی مسند کا انتخاب کیا اس کی تمام روایتیں ان کی نظر میں صحیح ہیں نیز اس مسند میں جو روایتیں ضعفاء سے نقل کی گئی ہیں وہ متابعات میں نقل کی گئی ہیں گو ابو موسیٰ ان بعض روایات میں بحث کرتے ہیں لیکن اس امر میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ مسند امام احمد سب سے زیادہ صاف ستھری احادیث کی جامع ہے اس کی سندوں کے راوی دوسری سندوں کے راویوں سے زیادہ ثقہ ومتقن ہیں۔

یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ امام احمد نے اپنی مسند میں انتخاب سے کام لیا ہے [1] اس امر کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جسے موصوف کے فرزند بیان کرتے ہیں۔

---

[1] ابن حجر النکت علی کتاب ابن الصلاح تحقیق ربیع بن ہادی عمیر ط: ۲، الریاض دار الرایہ للنشر والتوزیع ۱۴۰۸ھ ۱/۲۷۳

امام احمدؒ نے بعض ایسی حدیثوں کو جنہیں وہ منکر سمجھتے تھے قلمزد کیا۔

ابو موسیٰ نے اس کتاب میں بسند حنبل بن اسحاق نقل کیا ہے کہ امام احمد اور ان کے ہر دو فرزند عبد اللہ و صالح کی موجودگی میں موصوف نے فرمایا کہ میں نے اس مسند کا ساڑھے سات لاکھ حدیثوں (یہ تعداد باعتبار طرق و اسانید) سے انتخاب کیا ہے، مسلمانوں میں کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اختلاف ہو تو اس کتاب سے رجوع کرو اگر تم اسے اس کتاب میں پاؤ تو وہ قابل حجت ہے ورنہ نہیں۔ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ اس باب میں صریح ہے کہ موصوف نے اس مسند میں انتخاب کیا ہے اور اگر اس میں ضعیف و منکر حدیثیں پائی جائیں تو وہ اس دعوے کی صحت میں مانع نہیں کیونکہ یہ امور نسبیہ ہیں بلکہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس میں یہ بیان کافی ہے کہ امام موصوف نے ہر صحابی کی مطلق حدیثیں جمع کرنے پر اکتفاء نہیں کیا۔

مصنف کا ظاہر کلام کہ وہ احادیث جو کتب خمسہ وغیرہ میں مذکور ہیں وہ تمام قابل حجت ہیں حقیقت کے سراسر خلاف ہے اس لئے کہ ان میں بہت سی حدیثیں حجت و دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتیں بلکہ متروکین کی روایتیں استشہاد میں پیش کرنے کے لائق بھی نہیں، مسند احمد میں احادیث زائدہ بر صحیحین، سنن ابی داؤد و جامع ترمذی کی احادیث زائدہ بر صحیحین سے زیادہ ضعیف نہیں ہیں [1]

---

[1] النکت علی ابن الصلاح ۱/۴۴۸۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

امام تقی الدین ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ نے تصریح کی ہے کہ

مسند احمد میں قصداً جھوٹ بولنے والوں سے کوئی روایت نہیں لی گئی بلکہ اس میں بدعت کی طرف بلانے والوں سے بھی کوئی روایت موجود نہیں، موضوع سے وہ روایت مراد لی گئی ہے جس کا راوی عمداً جھوٹ بولتا ہے تو امام احمد اپنی مسند میں ایسے کسی راوی کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے اور ان میں سے اگر کسی سے کوئی روایت غفلت سے مسند میں آگئی تو دوران قراءت اسے قلمزد کرا دیا۔

اور اگر موضوع سے مراد وہ روایت ہے جس کے بطلان پر کسی جداگانہ دلیل سے استدلال کیا جاتا ہے تو جائز ہے۔

مذکورہ بالا امور سے یہ ثابت ہوگیا کہ مسند مختلف انواع کی احادیث پر مشتمل ہے لیکن موصوف نے انتخاب احادیث میں بہت زیادہ اہتمام کیا ہے ان حدیث کی کتابوں کی بنسبت جن میں صحت کا التزام و اہتمام نہیں کیا گیا **النکت** ۱/۴۴۶ — ۴۴۷

امام ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ نے منہاج السنۃ النبویہ میں تصریح کی ہے کہ مسند احمد میں وہ شرط ملحوظ رکھی گئی ہے جو سنن ابی داؤد میں ابو داؤد سجستانی نے ملحوظ رکھی ہے موصوف کے الفاظ ہیں۔

شرطه في المسند مثل شرط ابي داود في سننه (ابن تیمیہ، [redacted])

امام احمد کی مسند میں وہی شرط ہے جو شرط ابو داؤد نے سنن ابی داؤد میں رکھی ہے۔

حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ مسند احمد کے متعلق لکھتے ہیں۔

لا یوازی مسند احمد کتاب مسند فی کثرته وحسن سیاقته ۱؎ — کثرت روایات اور حسن سیاق میں کوئی مسند، مسند احمد کے ہم پایہ نہیں۔

اور حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ نے زوائد المسند میں لکھا ہے

مسند احمد اصح صحیحا من غیرہ ۲؎ — مسند احمد دوسری مسانید سے زیادہ صحیح مسند ہے۔

حافظ حسینی نے التذکرہ فی رجال العشرہ میں تصریح کی ہے کہ مسند احمد مکررات کے ساتھ چالیس ہزار احادیث کی جامع ہے ۳؎

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ المتوفی ۸۵۲ھ نے القول المسدد فی الذب عن المسند میں اور علامہ سیوطیؒ نے الحاوی للفتاوی میں مسند احمد کی روایات کے متعلق لکھا ہے۔

مسند احمد تلقته الامة بالقبول ۴؎ — مسند احمد کو امت میں قبول عام حاصل ہے یعنی اس کی روایات قابل قبول ولائق احتجاج واستدلال ہیں

شیخ ابن الصلاح کی ہفتگانہ اقسام میں حدیث کی تقسیم

شیخ ابوعمرو بن الصلاح المتوفی ۶۴۳ھ نے سب سے پہلے حدیث کو مندرجہ ذیل ہفتگانہ اقسام میں تقسیم کیا چنانچہ مقدمہ فی علوم الحدیث میں رقمطراز ہیں۔

اولها صحیح اخرجه البخاری ومسلم جمیعا — اول وہ صحیح حدیث ہے جس کی تخریج بخاری ومسلم دونوں نے کی ہو۔

الثانی صحیح انفرد به البخاری ای عن مسلم — دوسری وہ ہے جس کی تخریج صرف بخاری نے کی ہو۔

الثالث صحیح انفرد به مسلم ای عن البخاری — تیسری وہ ہے جس کی تخریج صرف مسلم نے کی ہو۔

۱؎ عماد الدین اسماعیل ابن عمر بن کثیر، الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث، دمشق، دار الفکر، د۔ت، ص۱

۲؎ السیوطی، ۱/۱۷۳

۳؎ ابن حجر، القول المسدد، ص۲

۴؎ السیوطی ۱/۱۷۲

الرابع صحیح علی شرطهما و لم یخرجاه ۔ چوتھی وہ ہے جو بخاری ومسلم کی شرط پر ہو اور انہوں نے اس کی تخریج نہ کی ہو۔

الخامس صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجه پانچویں وہ ہے جو بخاری کی شرط پر ہو اور بخاری نے اس کی تخریج نہ کی ہو۔

السادس صحیح علی شرط مسلم و لم یخرجه چھٹی وہ ہے جو مسلم کی شرط پر ہو اور مسلم نے اس کی تخریج نہ کی ہو۔

السابع صحیح عند غیرهما ولیس علی شرط واحد منهما[1] ساتویں وہ ہے کہ وہ بخاری ومسلم میں سے کسی ایک کی شرط پر نہ ہو اور بخاری ومسلم کے علاوہ اوروں کے نزدیک صحیح ہو

شیخ ابن الصلاح کی مذکورہ بالا تقسیم کی افادیت اس وقت مسلم ہوتی جب امام بخاری ومسلم رح نے تمام صحیح حدیثوں کا احاطہ کیا ہوتا لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ شیخ ابن الصلاح مقدمہ فی علوم الحدیث میں لکھتے ہیں :

لم یستوعبا الصحیح فی صحیحهما ولا التزما ذلك بخاری ومسلم دونوں نے صحیح بخاری وصحیح مسلم میں صحیح حدیثوں کا احاطہ نہیں کیا اور نہ انہوں نے تمام صحیح حدیثوں کے ذکر کرنے کا التزام کیا ہے ۔

(وقال البخاری) ما ادخلت فی کتاب الجامع الا ما صح وترکت من الصحاح لملال الطول امام بخاری رح نے فرمایا :
میں نے کتاب الجامع میں صرف صحیح حدیثوں کا اندراج کیا ہے ۔ اور کتاب کے لمبا ہو جانے کی وجہ سے صحیح حدیثوں کو چھوڑ دیا ہے ۔

(وقال مسلم رح) لیس کل شئ عندی صحیح وضعته ههنا یعنی فی کتابه الصحیح[2] ایسا ہی امام مسلم نے فرمایا ۔
میں نے ہر حدیث کو جو میری نظر میں صحیح تھی کتاب میں نقل نہیں کیا۔ یعنی صحیح مسلم میں درج نہیں کی

امام بخاری اور امام مسلم کی مذکورہ بالا تصریحات سے ثابت ہوا کہ صحیح حدیثوں کا بیشتر ذخیرہ صحیحین کے علاوہ دوسری حدیث کی کتابوں میں بھی موجود ہے، لہذا معارضہ کی صورت میں صحیحین کی حدیثوں کو قابل ترجیح قرار دینا درست نہیں ہے ۔

---

[1] ابن الصلاح، مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، ملتان مکتبہ فاروقی، ب، ت ص۱۴
[2] ابن الصلاح ص۱۰، یاد رہے کہ شیخ ابو عمرو بن الصلاح کو متون احادیث اور ان کے کثرت طرق اور راویان حدیث کے حالات

ائمہ فن کی آراء

حافظ عماد الدین ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ نے ایک بحث کے ضمن میں شیخ ابو عمرو بن الصلاح المتوفی ۶۴۳ھ کے اس اصول کو کہ دو حدیثوں میں معارضہ کی صورت میں مدار ترجیح صحیحین (بخاری و مسلم) کی حدیث ہوں گی، نہایت حکیمانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے جس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث میں قوت وصحت رجال سند سے آتی ہے۔

یہ ایک مسلمہ اصول ہے جس سے کسی کو انکار نہیں یہی اصول ہمیشہ سے مدار ترجیح رہا ہے اس امر میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تخصیص درست نہیں اس لئے کہ صحیحین کی طرح کی حدیثیں دوسری حدیث کی کتابوں میں بھی موجود ہیں انہیں نظر انداز کرنا، صحیح حدیثوں کے عظیم تر ذخیرہ سے دستبردار ہونا، اصول انصاف کے تقاضوں کے منافی اور حقیقت سے صرف نظر کرنا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے مقدمہ ابن الصلاح کی تلخیص وخلاصہ الباعث الحثیث فی اختصار علوم الحدیث میں کیا اس میں جو لکھا ہے۔ اس کا نواب صدیق حسن خان نے منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول میں ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

کتب بسیار بر صحیحین مخرج شده اند و در انها زیادات مفیده و اسانید صحیحه یافته می شود مثل صحیح ابو عوانه و ابی بکر اسمعیلی و برقانی و ابو نعیم اصفهانی وغیرهم، و کتابهائے دیگر است که اصحابش التزام صحتش کرده اند مثل ابن خزیمه و ابن حبان و این هر دو بهتر از مستدرک و الطف در اسانید و متون اند و همچنین در مسند امام احمد شئی کثیر از اسانید و متون موازی بسیا

بہت کتابیں صحیحین پر تخریج کی گئی ہیں اور ان میں مفید اضافے اور جید اسانید پائی جاتی ہیں جیسے صحیح ابو عوانہ ابوبکر اسماعیلی، برقانی اور ابو نعیم وغیرہ ہیں اور دوسری کتابیں ہیں جن کے مؤلفین نے اس کی صحت کا التزام کیا ہے جیسے ابن خزیمہ، اور ابن حبان ہیں اور یہ دونوں کتابیں مستدرک علی الصحیحین سے بدرجہا بہتر ہیں اور متون،

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) وصفات کا علم بہت کم تھا اس باب میں ان کی علمی کم مائیگی کا اعتراف حافظ ابن حجر کو بھی ہے وہ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی توضیح نخبۃ الفکر بتحشیۃ الشیخ محمد عبداللہ التونکی، کراچی، الرحیم اکیڈمی، ۱۴۰۷ھ ص۲۱ میں لکھتے ہیں

فائدة - ذکر ابن الصلاح ان مثال المتواتر علی التفسیر المتقدم یعز وجوده الا ان یدعی ذلك فی حدیث من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار وما ادعاه من العزة ممنوع وکذا ما ادعاه غیره من العدم لان ذلك نشأ من قلة الاطلاع علی کثرة الطرق واحوال الرجال وصفاتهم۔

فائدہ۔ شیخ ابن الصلاح نے بیان کیا ہے کہ سابقہ تفسیر کی بناء پر حدیث متواتر نہایت قلیل الوجود ہے صرف حدیث من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے، کی نسبت تواتر کا دعوی کیا جا سکتا ہے اور بعض علماء کا یہ کہنا کہ حدیث متواتر عدیم الوجود ہے یہ دونوں قول قلت معلومات اور عدم اطلاع پر مبنی ہیں، اگر کثرت اسانید اور راویان حدیث کے حالات اور صفات پر کامل اطلاع ہوتی تو یہ ایسا نہ کہتے۔

از احادیث مسلم بلکه بخاری یافته می شود که نزد شیخین یا احدهما نیست، و احدے از اصحاب کتب اربعہ تخریج آں نکردہ وہم ابو داؤد و ترمذی ونسائی وابن ماجه وهمچنیں در معجم کبیر و اوسط طبرانی ومسند ابی یعلی و بزار در حال رجال وسلامت آں از تعلیل مفسد می تواند کرد واقدام برآں جائز است اگرچه حافظے قبل ازیں متبحر نصے برصحتش موافقةً للنووی وخلافاً للشیخ ابن عمرو نکردہ لہ

واسانید کی حیثیت سے زیادہ لطیف و نظیف ہیں اور اسی طرح مسند امام احمد میں بہت زیادہ متون و اسانید پائی جاتی ہیں۔ جو صحیح مسلم کی احادیث کے مقابلہ کی ہیں بلکہ بخاری کی ٹکر کی پائی جاتی ہیں جو شیخین کے یہاں یا ان میں سے کسی ایک کے یہاں بھی موجود نہیں ہیں۔

اور ارباب سنن اربعہ نے بھی ان کی تخریج نہیں کی اور وہ ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ ہیں اور اسی طرح معجم کبیر و معجم اوسط طبرانی، مسند ابی یعلی و بزار وغیرہ مسانید و معاجم، فوائد اور اجزاء میں احادیث پائی جاتی ہیں جو اس فن میں متبحر عالم کو رجالِ سند کی حالت پر غور کرنے اور متن و سند کی تعلیل مفسد سے سلامتی کی صورت میں بہت سی حدیثوں کی صحت پر حکم لگانے کی قدرت بخشتا ہے اور اس پر اقدام عمل کو جائز کرتا ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے کسی حافظ نے شیخ ابوزکریا یحییٰ نووی کی موافقت اور شیخ ابوعمرو بن صلاح کی مخالفت میں اس کی صحت کا حکم نہ لگایا ہو۔

لہ واضح ہے کہ اس مقام پر اباعث الحثیث کے متن کے ایک اہم ٹکڑے کا ترجمہ ساقط ہو گیا یا قصداً چھوڑ دیا گیا ہے نیز بعد کی عبارت کا ترجمہ بھی صحیح نہیں ہے اہل علم کی معلومات کے لئے اصل عبارت نقل کی جاتی ہے جس سے صورت حال واضح ہو جائے گی وہ یہ ہے

وکذلک یوجد فی معجمی الطبرانی .... وغیر ذلک من المسانید والمعاجم والفوائد والاجزاء ما یتمکن المتبحر فی ہذا الشان من الحکم بصحة کثیر منہ، بعد النظر فی حال رجالہ، وسلامته من التعلیل المفسد ویجوز له الاقدام علی ذلک وان لم ینص علی صحته حافظ قبله، موافقة للشیخ ابی زکریا یحیی النووی، وخلافاً للشیخ ابی عمرو، (ابن کثیر، ص۱۱)

صدیق حسن خان: منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول۔ بھوپال، مطبع شاہجہانی ۱۲۹۲ھ ص۳۸)

واضح ہے کہ حافظ ابن کثیر کی نظر متون احادیث اور رجال حدیث دونوں پر نہایت گہری اور وسیع ہے موصوف نے کتاب الہدی والسنن فی احادیث المسانید والسنن تالیف کی جس میں صحاح ستہ کے ساتھ ۷۔ مسند احمد ۸۔ مسند بزار ۹۔ مسند ابی یعلی ۱۰۔ مسند ابی بکر بن ابی شیبہ کی احادیث کو ابواب فقہ پر مرتب کیا یہ نہایت مفید کتاب ہے جامع المسانید کے نام سے بھی یاد کی جاتی ہے، مسند الشیخین بھی لکھی تھی (السیوطی طبقات الحفاظ ص۵۳۴) اسی طرح موصوف نے کتاب التکمیل فی معرفة الثقات والضعفاء والمجاہیل ترتیب دی جس میں تہذیب الکمال اور میزان الاعتدال کے رجال کو جمع کیا ہے (ذیل تذکرة الحفاظ تالیف محمد بن علی الحسینی، دمشق، مطبعة التوفیق ۱۳۴۷ھ ص۵۸

علامہ حافظ شمس الدین ذہبی رح نے المعجم المختص (بالمحدثین) میں موصوف کے تذکرہ کا آغاز ان الفاظ میں کیا ہے۔

اسماعیل بن عمر بن کثیر، الامام الفقیہ، المحدث الاوحد البارع عماد الدین البصروی، الشافعی ..... یحفظ جملۃ صالحۃ من المتون، والتفسیر والرجال واحوالھم، سمع منی ولہ حفظ و معرفۃ (المعجم المختص تحقیق محمد الحبیب الھیلۃ الطائف مکتبۃ الصدیق ۱۴۰۸ھ ص ۷۴ و ۷۵)

اسماعیل بن عمر بن کثیر، امام، فقیہ، محدث، عماد الدین بصروی شافعی، .... موصوف کو متونِ حدیث کا عمدہ مجموعہ یاد ہے، تفسیر اور راویوں کے حالات انہیں یاد ہیں۔ مجھ سے حدیثوں کا سماع کیا ہے انہیں حفظ و معرفت حاصل ہے یعنی یہ حدیث کے حافظ و عالم ہیں انہیں حدیث کی معرفت حاصل ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں۔

کان کثیر الاستحضار وسارت تصانیفہ فی البلاد فی حیاتہ وانتفع بہ الناس بعد وفاتہ ولم یکن علی طریق المحدثین فی تحصیل العوالی وتمییز العالی من النازل ونحو ذلک من فنونھم وانما ھو من محدثی الفقہاء۔

موصوف کو احادیث و مسائل وغیرہ کا بہت زیادہ استحضار تھا۔ اس کی حیات میں اس کی تصانیف اسلامی شہروں میں پہنچ گئی تھیں ان سے لوگوں نے اس کی وفات کے بعد بھی فائدہ اٹھایا۔ عالی اسانید کی اور عالی کی نازل سے تمیز میں اور اسی قسم کے محدثین کے فنون وغیرہ کی تحصیل میں محدثین کی روش و طریقہ پر نہ تھے وہ صرف محدثین فقہاء میں سے تھے۔

حافظ علامہ جلال الدین سیوطی نے حافظ ابن حجر کے اس اعتراض کا یہ جواب دیا

قلت: العمدۃ فی علم الحدیث معرفۃ صحیح الحدیث وسقیمہ وعللہ واختلاف طرقہ ورجالہ جرحا و تعدیلا واما العالی والنازل ونحو ذلک فھو من الفضلات لا من الاصول المھمۃ (طبقات الحفاظ ص ۳۴۳)

میں کہتا ہوں، علم حدیث میں اصل چیز صحیح و سقیم حدیث کی شناخت ہے ۲۔ علل حدیث، ۳۔ اختلاف طرق کی معرفت ۴۔ اور رجال حدیث کی جرح و تعدیل کا علم ہے اور عالی و نازل جیسے امور کا علم زوائد کے قبیل سے ہے۔ اصول مہمہ میں سے نہیں ہے۔

ان وجوہ سے حافظ ابن کثیر کی رائے اس باب میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

۲۔ شیخ الاسلام حافظ سراج الدین بلقینی المتوفی ۸۰۵ھ کو بھی شیخ ابن الصلاح کے نقطہ نظر سے اتفاق نہیں وہ اس امر میں حافظ ابن کثیر دمشقی رح کے ہمنوا ہیں۔ چنانچہ موصوف محاسن الاصطلاح میں رقمطراز ہیں۔

ویوجد فی (مسند الامام احمد) من الاسانید والمتون شئ کثیر لیس فی الصحیحین ولا فی السنن ایضا وھی اربعۃ: سنن ابی داؤد، والترمذی والنسائی وابن ماجہ وکذلک یوجد فی مسند البزار

اور مسند امام احمد میں بہت زیادہ اسانید و متون پائے جاتے ہیں جو صحیحین میں نہیں ہیں اور نہ وہ سنن اربعہ میں ہیں اور وہ سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی اور ابن ماجہ ہیں اور اسی طرح مسند البزار، مسند ابن منیع معاجم طبرانی وغیرہ

وابن منیع والمعاجم للطبرانی وغیرہ ومسند ابی یعلی مما یتمکن العارف بھذا الشان من الحکم بصحۃ کثیر منہ بعد النظر السدید ویجوز لہ ان یحکم کما تقدم[۱]

اور مسند ابی یعلی میں پائی جاتی ہیں اس فن کا ماہر صحیح نظر سے دیکھنے کے بعد بہت سی حدیثوں کی صحت کا حکم لگانے پر قادر ہو جائے گا۔ اور اس کے لئے حکم لگانا درست اور جائز ہوگا۔ جیسا کہ گزر چکا۔

حافظ ابن کثیرؒ اور حافظ سراج الدین بلقینی رح کے مذکورہ بالا بیان سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ صحیح حدیثیں، صحیحین اور سنن اربعہ میں منحصر نہیں۔

۱۔ مسانید ۲۔ معاجم، ۳۔ فوائد، ۴۔ اجزاء میں منتشر ہیں لہٰذا شیخ ابو عمرو بن الصلاح کا صحیح احادیث کو ہفتگانہ اقسام میں منحصر کرنا درست نہیں اور معارضہ کی صورت میں ہفتگانہ[۲] اقسام کی احادیث میں منحصر ماننا اور انہیں قابل ترجیح قرار دینا قرین صحت نہیں۔

~~حافظ ابن حجر کی اتباع میں~~ حافظ ابن حجر عسقلانی رح المتوفی ۸۵۲ھ نے شرح نخبۃ الفکر میں اس امر کا اعادہ کیا تو علامہ حافظ قاسم بن قطلوبغا نے ~~حاشیہ~~ شرح نخبۃ الفکر میں اس پر گرفت کی اور لکھا

الذی یقتضیہ النظر ان ما کان علی شرطھما ولیس لہ علۃ یقدم علی ما اخرجہ مسلم وحدہ لان قوۃ الحدیث انما ھی بالنظر الی رجالہ لا بالنظر الی کونہ فی کتاب کذا وما ذکرہ المصنف شان المقلد فی الصناعۃ لا شان العالم بھا[۳]

دقت نظر کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جو حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہو اور اس میں کوئی علت نہ ہو، اسے اس حدیث پر جس کی تنہا مسلم نے تخریج کی ہو ترجیح دی جائے گی۔ اس لئے کہ صحت و قوت حدیث اس کے رجال کے اعتبار سے ہے نہ کہ اس اعتبار سے کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں مذکور ہے۔ اور ابن حجر رح نے جو بات کہی ہے (کہ صحیحین بخاری و مسلم کی حدیث مدار ترجیح ہے) یہ فن حدیث میں مقلد کی سی بات ہے فن کے عالم کی شان نہیں۔

---

[۱] سراج الدین البلقینی، محاسن الاصطلاح تحقیق عائشہ عبدالرحمن (بنت الشاطی) القاہرہ مطبعہ دار الکتب ۱۹۷۴ء ص ۹۴ و ۹۵ مقدمہ ابن الصلاح کے ساتھ شائع کیا گیا ہے

[۲] ایضاً ۱/ ۹۹، ۱۰۰

[۳] ابوالحسن الصغیر السندی، بہجۃ النظر شرح علی شرح نخبۃ الفکر علی الھامش تعلیقات العلامہ الحافظ قاسم بن قطلوبغا تحقیق غلام مصطفیٰ القاسمی السندی، حیدرآباد السندھ، اکادمیۃ الشاہ ولی اللہ، ۱۴۱۱ھ ص ۷۹ و قواعد التحدیث للقاسمی ص ۸۲

شیخ ابن الہمام کا ابن الصلاح کی ہفتگانہ تقسیمِ حدیث پر اعتراض

محقق شیخ کمال الدین ابن ہمام (۷۹۰ھ - ۸۶۱ھ) فتح القدیر میں رقمطراز ہیں :-

قوله: وقول من قال "اصح الاحادیث ما فی الصحیحین ثم ما انفرد به البخاری ثم ما انفرد به مسلم ثم ما اشتمل علی شرطهما من غیرهما ثم ما اشتمل علی شرط احدهما تحکم لا یجوز التقلید فیه اذ الاصحیة لیست الا لاشتمال رواتهما علی الشروط التی اعتبراها فاذا فرض وجود تلك الشروط فی رواة حدیث فی غیر الکتابین، افلا یکون الحکم باصحیة ما فی الکتابین الا التحکم ثم حکمهما او احدهما بان الراوی المعین مجتمع تلك الشروط لیس مما یقطع فیه بمطابقة الواقع فیجوز کون الواقع خلافه وقد اخرج مسلم عن کثیر فی کتابه ممن لم یسلم عن غوائل الجرح وکذا فی البخاری جماعة تکلم فیهم [1]

فدار الامر فی الرواة علی اجتهاد العلماء فیهم وکذا فی الشروط حتی ان من اعتبر شرطا والغاه آخر یکون ما رواه الآخر مما لیس فیه ذلك الشرط عنده مکافئا لمعارضة المشتمل علی ذلك الشرط وکذا فیمن ضعف راویا ووثقه الآخر. نعم تسکن نفس غیر المجتهد ومن لم یخبر امر الراوی بنفسه الی ما اجتمع علیه الاکثر، اما المجتهد فی اعتبار الشرط وعدمه والذی خبر الراوی فلا یرجع الا الی رأی نفسه [2]

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اور جس نے یہ دعویٰ کیا ہے (وہ شیخ ابو عمرو بن الصلاح ہے) کہ
۱- سب سے زیادہ صحیح احادیث وہ ہیں جن کی تخریج امام بخاری و امام مسلم نے کی۔
۲- پھر وہ ہیں جن کی تخریج صرف امام بخاری نے کی۔
۳- پھر وہ ہیں جن کی تخریج صرف امام مسلم نے کی۔
۴- پھر وہ ہیں جو بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق ~~ہو~~ اور دوسری کتابوں میں ~~جو ان کی شرط پر~~ ہوں
۵- پھر وہ ہیں جو بخاری و مسلم میں سے کسی ایک کی شرط کے مطابق ہو۔

یہ دعویٰ صحت زبردستی کی بات ہے اس میں تقلید جائز نہیں اس لئے کہ صحیح تر ہونے کا دارومدار راویوں کا ان شرائط پر پورا اترنا ہے جن کا بخاری و مسلم نے اعتبار کیا ہے پھر اگر یہی شرائط ان دونوں کتابوں کے علاوہ کسی اور حدیث کے راویوں میں پائی جائیں پھر بھی ان دونوں کتابوں کی حدیثوں کو صحیح تر کہنا زبردستی اور ناقابل قبول بات کو منوانا نہیں تو اور کیا ہے پھر بخاری و مسلم دونوں کے یا ان میں سے کسی ایک کے مخصوص راوی میں ان شرائط کے پائے جانے کا حکم کرنے سے اس پر جزم و یقین نہیں کیا جا سکتا کہ یہ حکم واقع اور حقیقت کے مطابق ہی ہے کیونکہ امر واقعہ اس کے خلاف ہے۔

مسلم نے اپنی کتاب میں بہت سے ایسے راویوں سے روایت کی ہے جو جرح و قدح سے بچ نہیں سکے اور اسی طرح بخاری میں راویوں کی ایک جماعت ایسی ہے جس میں کلام کیا گیا ہے۔

لہٰذا راویوں کے معاملہ میں مدار کار علماء کے اجتہاد و صوابدید

پر ہے، اسی طرح شروط صحت حسن و ضعف کا حال ہے یہاں تک کہ کسی نے کسی شرط کا اعتبار کیا اور کسی نے اس شرط کو لغو قرار دیا اب وہ جس کو دوسرے نے روایت کیا وہ ان شروط سے خالی ہے (جس کا پہلے نے اعتبار کیا) تو اس روایت کا معارضہ اس حدیث کے ساتھ جو ان شروط پر مشتمل ہے کافی ہوگا اسی طرح اس راوی میں ہے کہ جس کی کسی نے تضعیف کی اور دوسرے نے اس کی توثیق کی۔ ہاں جو مجتہد نہیں اور جس نے بذات خود راوی کے معاملہ کو جانچا نہیں اس کا دل ان اصولوں کی تقلید کر کے جو محدثین نے مقرر کئے ہیں اور جن پر اکثر محدثین کا اتفاق ہے مطمئن ہو جاتا ہے۔ لیکن مجتہد کا معاملہ اور اس صاحب علم کا معاملہ جو خود راوی کی جانچ پرکھ کر سکتا ہے وہ اس کی رائے واجتہاد پر موقوف ہے۔

(لہٰذا یہ جائز ہے کہ ان کے نزدیک غیر صحیحین کی ایک حدیث ایسی صحیح ہو جو صحیحین کی حدیث کا مقابلہ کر سکے یا ان پر قابل ترجیح قرار پائے)[1]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا شیخ ابن الہمام کے بیان پر تبصرہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ نے شیخ ابن الہمام کے مذکورہ بالا بیان پر یہ تبصرہ کیا ہے۔

حاصل این سخن آں است کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید ائمہ مجتہدین و اکابر سلف است، و چوں ایشاں حدیثے را تلقی بقبول کردہ و عمل بداں نمودہ انکار و اعتراض بر ایشاں بتقلید علماء محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد و التزام ایشاں بحکم این جماعۃ تحکم و مکابرہ است و ایں کلام در مقام معارضہ

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین و اکابر سلف کی تصحیح و تنقید پر دارومدار ہے جب انہوں نے کسی حدیث کو قبول کیا اور قابل عمل قرار دیا تو مشہور علماء محدثین کی تقلید کر کے ان پر اعتراض کرنا اور ان کی بات کو تسلیم نہ کرنا درست نہ ہوگا۔ اور اس جماعت فقہاء کے حکم لگانے کے باوجود محدثین کی بات

(حاشیہ از صفحہ گذشتہ) [1] واضح ہے کہ شیخ ابن الصلاح نے اصحیت کے دعوی کی نسبت امام بخاری و مسلم کی طرف کی ہے یہ بھی درست نہیں انہوں نے صحیح ہونے کا دعوی کیا ہے اصح ہونے کا نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو ما تمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ از مولانا عبدالرشید نعمانی، کراچی، نور محمد اصح المطابع ص ۲۳

[1] کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی ثم السکندری المعروف بابن الہمام، شرح فتح القدیر للعاجز الفقیر، مصر، المطبعۃ الامیریۃ الکبریٰ، ۱۳۱۵ھ ۱/۳۱۷–۳۱۸۔

فقہاء است یا محدثین قرار داد و محدثین ہمانست کہ اولاً مذکور شد ولیکن فقہاء را دراں مجال مقال وسیع است بایں وجہ کہ مذکور شد وایں سخن نافع و مفید .... احادیث صحاح منحصر نیست در صحیح بخاری و مسلم وایشاں استیعاب نکردہ اند جمیع صحاح را کہ نزد ایشاں بود و بر شرط ایشاں چہ جائے مطلق صحیح، و خود تصریح کردہ ہر یکے از ایشاں بعدم احاطہ و استیعاب [1]

کو لازمی سمجھنا اور یقینی کہنا زبردستی کی بات ہے اور یہ بحث فقہاء محدثین کے ساتھ معارضہ سے تعلق رکھتی ہے محدثین وہ ہیں جن کا تذکرہ پہلے کیا گیا ہے لیکن فقہاء کے یہاں اس بحث میں کلام کی بہت گنجائش ہے اس دلیل سے جس کو اوپر بیان کیا گیا یہ بہت فائدہ اور کام کی بات ہے صحیح حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم میں منحصر نہیں ہیں اس لئے کہ بخاری و مسلم نے ان ساری صحیح حدیثوں کی جو ان کے پاس ان کے شرائط کے مطابق موجود تھیں احاطہ نہیں کیا دوسری صحیح حدیثوں کا تو ذکر ہی کیا ہے ان میں سے ہر ایک نے تمام صحاح کے احاطہ و استیعاب نہ کرنے کا برملا اعتراف کیا ہے۔

قاضی محمد اکرم نصرپوری کی دادِ تحقیق

اور محدث فقیہ قاضی محمد اکرم نصرپوری سندی ؒ نے امعان النظر شرح شرح نخبۃ الفکر میں محقق ابن الہمام کا کلام نقل کرنے کے بعد دادِ تحقیق ان الفاظ میں دی ہے۔

ولا یخفی ان ما ذکرہ حق الا انہ لا بد من التنبیہ علی انہ اذا تساوی شروط حدیث غیر الکتابین انما یکون تحکما اذا کان المخرج مثلہا فی الضبط او اقوی کمالک رحمہ اللہ تعالی [2]

یہ بات نظر سے اوجھل نہیں رہنی چاہئے کہ جو شیخ ابن الہمام نے بیان کیا ہے وہ حق اور درست ہے مگر اس امر پر تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ جب غیر صحیحین کی حدیث شروط میں برابر ہو تو یہ زبردستی کی بات اسی صورت میں تحکم ہوتی کہ حدیث کی تخریج کرنے والا ضبط میں ان کے ہم پایہ ہو یا ان سے زیادہ قوی ہو جیسے کہ امام مالک ؒ ہیں

اسی زمرہ میں امام ابو حنیفہ ؒ کی کتاب الآثار اور مسانید، امام محمد و امام ابو یوسف اور امام طحاوی کی روایات داخل ہیں۔

---

[1] عبد الحق محدث دہلوی، المنہج القویم فی شرح الصراط المستقیم، افضل المطابع کلکتہ، ۱۲۵۲ھ ص ۱۸، ۱۹

[2] محمد اکرم نصرپوری السندی، امعان النظر شرح شرح نخبۃ الفکر تحقیق غلام مصطفی القاسمی، حیدرآباد السندھ، اکادمیہ الشاہ ولی اللہ ۱۴۰۹ھ ص ۶۲

بحر العلوم کا شیخ ابن الہمام سے اتفاق

ملا عبدالعلی بحر العلوم المتوفی ۱۲۲۵ھ فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت میں رقمطراز ہیں ۔

و لنعم ما قال الشیخ ابن الھمام ان قولھم بتقدیم مرویاتھما علی مرویات الائمۃ الاٰخرین قول لا یعتد بہ ولا یقتدی بہ بل ھو من تحکماتھم الصرف کیف لا وان الاصحیۃ من تلقاء عدالۃ الرواۃ وقوۃ ضبطھم واذا کان رواۃ غیرھم عادلین ضابطین فھما وغیرھما علی السواء ولا سبیل للحکم بمزیتھما علی غیرھما الا تحکما والتحکم لا یلتفت الیہ [۱]

اور شیخ ابن ہمام نے بہت ہی اچھی بات کہی کہ ان محدثین کا یہ کہنا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات کو دوسرے ائمہ حدیث کی روایات پر تقدم و برتری حاصل ہے یہ بات ناقابل اعتبار ہے اور ایسی نہیں جسے مانا جائے بلکہ یہ محض ان کی ڈھٹائی ہے اور کیوں نہیں جب کہ حدیث کا صحیح تر ہونا راویوں کی عدالت اور ان کی قوت ضبط سے وابستہ ہے اور جب صحیح بخاری و مسلم کے علاوہ راوی عادل و ضابط ہوں تو صحیحین اور غیر صحیحین کے راوی برابر ہیں اور دونوں ایک درجے کے ہیں ۔

اب رواۃ صحیحین کی غیر صحیحین کے راویوں پر ترجیح و برتری زبردستی کی بات ہے اور زبردستی کی بات قابل التفات نہیں ۔

محقق ابن الہمام کی رائے سے شیخ محمد عبداللہ ٹونکی نے حواشی نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر میں اتفاق کیا ہے [۲]

مذکورہ بالا بحث سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حفاظ حدیث میں سے تین حافظ حدیث (۱) علامہ عماد الدین ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ (۲) شیخ الاسلام حافظ سراج الدین بلقینی المتوفی ۸۰۵ھ (۳) حافظ قاسم بن قطلوبغا المتوفی ۸۷۹ھ کو شیخ ابن الصلاح کی ہفتگانہ تقسیم حدیث سے جس میں معارضہ کی صورت میں صحیحین اور دوسری کتابوں میں جو ان کی شرط پر ہوں قابل ترجیح قرار دیا گیا، اتفاق نہیں ۔

فقہاء اسلام اور اصولیین میں سے شیخ ابن ہمام المتوفی ۸۶۱ھ ، ملا عبدالعلی بحر العلوم المتوفی ۱۲۲۵ھ اور فقہاء محدثین میں سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح المتوفی ۱۰۵۲ھ اور قاضی محدث محمد اکرم نصرپوری سندی اور مفتی عبداللہ ٹونکی کو شیخ ابن الصلاح سے اس لئے اختلاف ہے کہ یہ تقسیم اولاً انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی ۔

ثانیاً اس کے تسلیم کرنے سے احادیث کے صحیح و قابل عمل ذخیرہ حدیث سے دستبردار ہونا پڑتا ہے، یہ انداز فکر و نظر تحقیق کے سراسر خلاف ہے ۔

---

۱ عبدالعلی ، فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ، ط:۲ - بیروت ، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ - ۲/ ۱۲۳

۲ ابن حجر، نزہتہ النظر ، ص ۳۱ ۔

مصنف مسند الطیالسی؟

مسند ابوداؤد طیالسی، ابوداؤد کی تصنیف ہے یا نہیں۔ اس امر میں اختلاف ہے۔ حافظ ابونعیم اصفہانی اسے ابوداؤد طیالسی کی تصنیف تسلیم نہیں کرتے اور حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری اسے ابوداؤد طیالسی کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔

محدث یونس بن حبیب اصفہانی المتوفی ۲۶۷ھ نے ابوداؤد طیالسی سے متعدد مجالس میں جو حدیثیں سنی تھیں ان احادیث کا مجموعہ "مسند الطیالسی" کے نام سے مشہور ہے۔ حافظ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ سیر اعلام النبلاء میں رقمطراز ہیں۔

قلت سمع یونس بن حبیب عدۃ مجالس مفرقۃ فھی المسند الذی وقع لنا ؂۱

میں کہتا ہوں یونس بن حبیب نے متعدد متفرق مجالس میں جو حدیثیں ابوداؤد سے سنی تھیں وہ "مسند الطیالسی" ہے جس کی ہمیں روایتِ اجازت حاصل ہے۔

حافظ ذہبی کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ "مسند الطیالسی" ابوداود کی روایات پر مشتمل ہے لیکن اس کی تصنیف نہیں۔ چنانچہ یونس بن حبیب اصفہانی کے بیک واسطہ شاگرد حافظ ابونعیم اصفہانی المتوفی ۴۳۰ھ نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ حافظ ابومسعود رازی ۲۵۸ھ نے یونس کی فرمائش پر ان کی مسموعات سے یہ مسند مرتب کی ہے۔

چنانچہ علامہ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں۔

قال لنا ابوبکر الخطیب: قال لنا ابونعیم صنف ابو مسعود الرازی لیونس بن حبیب مسند ابی داؤد الطیالسی ؂۲

ابوبکر خطیب بغدادی نے کہا کہ ہم سے (ہمارے شیخ) ابونعیم اصفہانی نے بیان کیا کہ ابومسعود رازی نے یونس بن حبیب کی فرمائش پر ان کے لئے مسند ابوداؤد طیالسی تصنیف کی تھی۔

اس واقعہ کو حافظ ابوبکر محمد بن عبدالغنی المعروف بابن نقطہ حنبلی المتوفی ۶۲۹ھ نے التقیید لمعرفۃ السنن و المسانید میں حسب ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے۔

ویقال ان ھذا المسند جمع له مما وجد سماعه من ابی داؤد وجمعه له بعض حفاظ الاصبھانیین ؂۳

اور کہا جاتا ہے کہ یہ مسند یونس بن حبیب کی درخواست پر ان روایات سے جن کا سماع موصوف کو ابوداود سے حاصل تھا۔ ترتیب دی گئی۔ یہ مسند اصفہان کے بعض حفاظِ حدیث نے یونس کے لئے جمع کی تھی۔

علامہ برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی المتوفی ۸۸۵ھ نے اس امر کی تائید وحاکم نیشاپوری المتوفی ۴۰۵ھ کے

؂۱ الذہبی ۹/۳۸۴

؂۲ ایضاً ۹/۳۸۲

؂۳ ابن نقطہ۔ ۴۸۹ ۔

قول "اسلام میں سب سے پہلے عبیداللہ بن موسیٰ اور ابوداؤد طیالسی نے مسند مدون کی تھی" کی تردید حسب ذیل الفاظ میں کی ہے

قال البقاعی: الذی حمل قائل هذا القول علیه تقدم عصر ابی داؤد علی اعصار من صنف المسانید وظنّ انه الذی صنفه ولیس کذلك فانه لیس من تصنیف ابوداؤد انما جمعه بعض الحفاظ الخراسانیین جمع فیه مارواه یونس بن حبیب خاصة عن ابی داؤد، قال: ویشبه هذا مسند الشافعی فانه من تصنیفه وانما لقطه بعض الحفاظ النیسابوریین من مسموع الاصم من الام وسمع علیه انتهی [1]

بقاعی کہتا ہے کہ جس نے یہ کہا کہ سب سے پہلے جس نے مسند تالیف کی وہ ابوداؤد طیالسی ہے اس نے اس وجہ سے ایسا کہا ہے کہ طیالسی کو مؤلفین مسانید میں تقدم زمانی حاصل ہے اس کا یہ گمان ہے کہ یہ اس کی تصنیف ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اسے بعض خراسانی حفاظ نے جمع کیا ہے اور اس میں خاص طور سے انہی روایات کو جمع کیا ہے جنہیں یونس بن حبیب نے ابوداؤد طیالسی سے روایت کیا ہے۔ پھر بقاعی نے کہا کہ یہ مسند الشافعی کے مشابہ ہے۔ کیونکہ مسند الشافعی بھی امام شافعی کی تصنیف سے نہیں اسے بھی بعض نیشاپوری حفاظ نے کتاب الام سے جو اصم کی شنیدہ ہے اور انہیں اس کا سماع امام شافعی سے حاصل ہے اس کا انتخاب ہے۔

حاجی خلیفہ مصطفیٰ چلپی المتوفی ۱۰۶۷ھ نے علامہ بقاعی کے مذکورہ بالا الفاظ من وعن کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں نقل کئے ہیں [2]

حافظ ابونعیم کے معاصر ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری المتوفی ۴۰۵ھ نے مسند الطیالسی کو ابوداؤد طیالسی کی تصنیف ہی قرار نہیں دیا۔ بلکہ اسے اسلام میں سب سے پہلی مسند تسلیم کیا ہے چنانچہ موصوف المدخل میں تحریر فرماتے ہیں۔

قال الحاکم رحمه الله وهذه المسانید التی صنفت فی الاسلام روایات الصحابة رضوان الله علیهم اجمعین مشتملة علی روایة المعدلین من الرواة وغیرهم من المجروحین کمسند عبید الله بن موسیٰ وابی داؤد وسلیمان بن داؤد الطیالسی وهما اول من صنف المسند علی تراجم الرجال فی الاسلام [3]

حاکم اللہ کی رحمت اس پر نازل ہو کہتا ہے کہ یہ مسانید جو اسلام میں تصنیف کی گئی ہیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات ہیں عادل اور ثقہ رواۃ اور مجروح راویوں کی روایتوں پر مشتمل ہے جیسے عبیداللہ بن موسیٰ ابوداؤد سلیمان بن داود طیالسی کی مسند ہیں اور یہ دونوں وہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے اسلام میں تراجم رجال پر مسند تصنیف کی ہیں۔

حافظ ابن رجب حنبلی المتوفی ۷۹۵ھ نے شرح علل الترمذی میں حاکم نیساپوری کے مذکورہ بالا قول کو نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مختار بھی یہی ہے [4]

---

[1] الامیر الصنعانی ۱/۲۲۹ والسیوطی ۱/۱۰۲

[2] حاجی خلیفہ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، استنبول، مطبعة الحکومة الترکیة ۱۹۴۳ء ۲/ک ۱ ص ۱۶۷۹

[3] الحاکم النیسابوری، المدخل، حلب، مطبعة العلمیة، ۱۳۵۱ھ ص ۴

[4] ابن رجب ۱/۳۴۴

ترتیب مسند الطیالسی حافظ ابن حجر نے ۸۰۳ھ میں غالباً سب سے پہلے مسند طیالسی کو پھر مسند عبد بن حمید کو ابواب فقہ پر مرتب کیا۔ لیکن ۸۰۶ھ میں یہ دونوں کتابیں ان کے بحری سفر میں ڈوب گئیں اس طرح یہ ذخیرہ برباد ہو گیا[۱] پھر موصوف کے نامور تلمیذ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ نے فقہی ابواب پر نہیں بلکہ صحابہ کے راویوں کے نام پر مسند الطیالسی کو مرتب کیا[۲] جس کے بعض حصے کا فوٹو میرے برادر زادہ مولانا محمد عبدالشہید نعمانی کے پاس موجود ہے حافظ سخاوی کے مکمل نسخہ کا ہمیں علم نہیں، مرتب نسخہ کی نشاندہی اردو دائرۃ معارف اسلامیہ دانشگاہ پنجاب لاہور کے فاضل مقالہ نگار نے کی۔

"فقہی ابواب کی ترتیب سے اس کی تبویب بھی ہو چکی ہے ازامۃ الرحمٰن عمر مخطوط در کتب خانہ نور" (ابوداؤد الطیالسی) یہ نسخہ زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔

عصر حاضر کے محدث شیخ احمد عبدالرحمٰن البنا الساعاتی نے مسند الطیالسی کو فقہی ابواب پر مرتب کیا اس کا نام منحۃ المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی ابو داؤد ہے پھر موصوف نے تصحیح و تعلیقات لکھیں جس کا نام التعلیق المحمود علی منحۃ المعبود ہے۔ یہ دو جلدوں میں مطبعہ منیریہ مصر سے ۱۳۷۲ھ میں شائع کی گئی ہیں۔ موصوف ضرورت ترتیب کے متعلق کتاب مذکور ص۱۵ میں لکھتے ہیں۔

پہلے زمانہ میں اس ترتیب سے مقصد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں منتشر حدیثوں کو جمع کرنا تھا تاکہ وہ ضائع نہ ہو سکیں اور سلف کے زمانہ میں یہ ترتیب مفید بھی تھی۔ کیونکہ انہیں اپنے حافظہ اور بیان پر بھروسہ تھا چنانچہ وہ کتاب کے مقام اور متشابہ حدیثوں کے موقعوں سے واقف تھے۔ اور اب لوگوں کا اعتماد ضبط کتاب پر رہ گیا۔ اس وجہ سے یہ ترتیب ان کے لئے مفید نہیں لہٰذا اب تمہاری استطاعت سے باہر ہے کہ تم حدیث مقصود کی طرف رہنمائی پاؤ اور نہ تمہیں یہ قدرت ہے کہ اگر کوئی حدیث بہت سے صحابہ سے مروی ہو تو تم اس کو پا سکو۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ تم ان کی تمام مسندوں کو پڑھو اس وقت یہ ممکن ہے کہ تمہیں اس حدیث کے راوی کا نام معلوم ہو۔ لیکن تمہیں اگر اس کے راوی کا نام معلوم نہیں تو ہمارے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ تم پوری کتاب پڑھو اور اس کا اب کوئی متحمل نہیں۔ لہٰذا اس دور میں ان کتابوں سے جو مسانید پر مرتب ہیں انتفاع جاتا رہا اور لوگوں میں ان کا رواج بھی کم ہو گیا ہے۔ اس امر نے مجھے اس کتاب کی خدمت پر آمادہ کیا۔ اور یہی بات اس کتاب کو نئے لباس میں جلوہ گر کرنے کا باعث ہوئی۔

محدث ساعاتی نے نہ متون احادیث کی تخریج کی اور نہ سند کے رجال سے بحث کی۔ یہ بحثیں اگر کی جاتیں تو معلوم ہوتا کہ مسند ابی داؤد طیالسی میں کتنی حدیثیں صحیح کے درجہ کی اور کتنی حسن اور ضعیف ہیں حاشیہ میں کہیں کہیں ایسا کیا ہے لیکن وہ قابل ذکر کارنامہ نہیں۔ چوتھی فقہی ترتیب ابو عمران عنایت اللہ اثری وزیر آبادی نے النور الطرابلسی فی تبویب المسند لابی داؤد الطیالسی کے نام سے کی ہے جس کا اردو ترجمہ ابو احمد محمد دلپذیر صاحب نے کیا ہے۔

اس زمانے میں منحۃ المعبود عالم اسلامی میں زیادہ متداول ہے ۱۴۰۰ھ میں دوسری بار فوٹو سے شائع ہوئی شیخ ساعاتی کو مسند طیالسی کا کوئی قدیم نسخہ نہیں مل سکا اس لئے حیدر آباد کے مطبوعہ نسخہ میں جو خرابیاں پائی جاتی ہیں منحۃ المعبود بھی ان خامیوں سے محفوظ نہیں۔

---

[۱] شاکر محمود عبدالمنعم: ابن حجر العسقلانی و دراسۃ مصنفاتہ و منہجہ و موارده فی کتابہ بالاصابۃ۔ بغداد، دار الرسالۃ للطباعۃ ۱۹۷۶ء ص۴۲۹

[۲] السخاوی الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، القاہرۃ، مکتبۃ القدسی ۱۳۵۴ھ ۸/۱۹

ترتیب اطراف احادیث مسند الطیالسی

یہ شیخ ابو عبداللہ اسعد المرعشلی کی تالیف ہے موصوف نے اس میں مسند طیالسی کی احادیث کے اطراف کو حروف ہجاء کی ترتیب پر جمع کیا ہے۔ یہ متوسط تقطیع کے ۱۵۵ صفحات پر مشتمل ہے کویت میں مکتبہ دار الاقصیٰ سے ۱۴۰۷ھ - ۱۹۸۶ء میں شائع کی گئی ہے۔

دار المعرفۃ بیروت سے مسند ابی داؤد طیالسی ۱۹۰۰ء میں شائع کی گئی تو اس کے آخر میں ڈاکٹر یوسف المرعشلی نے فہرس الاحادیث والآثار کے نام سے مسند ابی داؤد الطیالسی کے اطراف کا اضافہ کیا ہے، مسند ابی داؤد طیالسی کے اس نسخہ کا فوٹو مکتبہ حسینیہ گوجرانوالہ سے ۱۹۹۱ء میں شائع کیا گیا

مسند ابی داؤد طیالسی کی جملہ احادیث کا تحقیقی جائزہ ایک جداگانہ موضوع ہے تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جن ائمہ فن نے موصوف کی مرویات سے اعتناء کیا اور اپنی کتابوں کو ان سے زینت بخشی ان میں ارباب صحاح میں سے امام مسلم، ابوداؤد ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کا نام سرفہرست ہے ان کے علاوہ (۱) امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ نے ابوداؤد طیالسی کی روایات اپنی مسند میں نقل کی ہیں جن میں بیشتر روایات ایسی ہیں جو مسند ابوداؤد طیالسی میں نہیں پائی جاتیں

۲- حافظ عبد بن حمید کسی المتوفی ۲۴۹ھ نے موصوف کی روایتیں اپنی مسند میں نقل کی ہیں اس کا قلمی نسخہ پیر جھنڈو کے کتب خانہ میں نظر سے گزرا تھا۔ یہ مسند اسلامی دنیا میں اب تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی، اس کے متعلق کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی، لیکن جو تین روایتیں حافظ ذہبی نے اس کے حوالہ سے میزان الاعتدال میں نقل کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بعض روایتیں مسند ابی داؤد طیالسی میں نہیں پائی جاتیں۔

۳- حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ المتوفی ۲۳۵ھ نے کتاب المصنف میں موصوف سے روایتیں نقل کی ہیں ان میں سے بھی بیشتر کا سراغ مسند ابی داؤد طیالسی میں نہیں ملتا، مسند ابی بکر بن ابی شیبہ میں بھی ابوداؤد طیالسی کی روایات کا ذخیرہ مل سکتا ہے لیکن وہ ہماری دسترس سے باہر ہے۔

۴- امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی المتوفی ۳۲۱ھ، ابوداؤد طیالسی کے بیک واسطہ شاگرد ہیں وہ اپنے شیخ قاضی ابوبکرہ بکار بن قتیبہ بصری المتوفی ۲۷۰ھ کے واسطہ سے شرح معانی الآثار میں بکثرت روایتیں نقل کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر روایتیں مسند ابوداؤد طیالسی کے مطبوعہ نسخہ میں نہیں پائی جاتیں۔

۵- امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی المتوفی ۴۵۸ھ ابوداؤد طیالسی سے تین واسطوں سے روایت کرتے ہیں۔ یہ شیخ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک شافعی المتوفی ۴۰۶ھ سے اور وہ محدث اصفہان شیخ عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس اصفہانی المتوفی ۳۴۶ھ سے اور یہ شیخ یونس بن حبیب اصفہانی المتوفی ۲۶۷ھ سے اور وہ ابوداؤد سے، مسند ابوداؤد طیالسی کے تنہا راوی ہیں۔ اس لئے امام بیہقی کی اکثر و بیشتر روایتیں مسند طیالسی میں مل جاتی ہیں۔ لیکن ابوداؤد کے مذکورہ بالا دیگر تلامذہ کی اکثر و بیشتر روایتیں مسند طیالسی میں نہیں ملتیں، امام بیہقی کی سنن الکبریٰ کی جو روایتیں مسند ابی داؤد طیالسی میں نہیں ملتی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مطبوعہ نسخہ کا نقص ہے۔

مسند ابوداؤد طیالسی، طیالسی کی تصنیف ہے یا حافظ ابومسعود احمد بن الفرات کی تالیف ہے یہ ایک بحث ہے جو اب تک جاری ہے اس میں دونوں طرف دلائل موجود ہیں اس نوع کے تقابلی مطالعہ کے بعد اختلاف کی گنجائش نہیں اس لئے

کہ اب حقیقت واضح ہو گئی کہ حافظ ابو مسعود احمد بن الفرات نے جو خود ابو داؤد طیالسی کے شاگرد تھے موصوف کے تلمیذ یونس بن حبیب کی فرمائش پر مسند ابو داؤد طیالسی کو مرتب کیا تھا

چنانچہ محدثین یونس بن حبیب اصفہانی کے واسطے سے ابو داؤد سے روایت کرتے ہیں ان کی روایتیں مسند طیالسی کے مطبوعہ نسخہ میں مل جاتی ہیں لیکن دوسرے تلامذہ کی روایتیں نہیں ملتی ہیں ۔

یہ امر اس حقیقت کا نہایت بین ثبوت ہے کہ یہ ابو داؤد طیالسی کی تصنیف نہیں ہے ۔

شیخ احمد البناء المعروف بالساعاتی نے منحۃ المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی، ابو داؤد کی اور ابو عمران عنایت اللہ اثری وزیر آبادی نے النور الطرابلسی (فی تبویب المسند) لابی داؤد الطیالسی کی ترتیب فقہی کے موقعہ پر ان کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھایا ۔

صرف امام بیہقی کی السنن الکبریٰ سے مراجعت کی جائے تو حسب ذیل فوائد حاصل ہو سکتے ہیں

۱۔ متن و سند حدیث کی صحت میں مدد مل سکتی ہے، یعنی مسند ابی داؤد اور سنن کبریٰ بیہقی ہر دو کی روایتوں کی تصحیح کی جا سکتی ہے ۔

۲۔ مسند ابو داؤد طیالسی کے مطبوعہ نسخہ میں جو کمی رہ گئی وہ بآسانی پوری کی جا سکتی ہے ۔

۳۔ عنوانات کی تعیین میں مدد مل سکتی ہے ۔

۴۔ مسانید صحابہ میں جو مسانید مطبوعہ نسخہ سے ساقط ہیں ان مسانید کا خلا بھی اس کی مدد سے پر کیا جا سکتا ہے

امام طحاوی کی شرح معانی الآثار، امام بیہقی کی السنن الکبریٰ، اور ابو بکر بن ابی شیبہ کی کتاب المصنف میں روایتوں کی فقہی ترتیب عمل میں لائی گئی ہے

مذکورہ بالا ایسی خامیاں ہیں جو اب تک مطبوعہ نسخہ میں پائی جاتی ہیں ۔ ان خرابیوں کو بآسانی دور کیا جا سکتا ہے

ہمارے یہاں اہل علم صحاح ستہ کی خدمت کرتے رہتے ہیں جس پر کام ہوتا رہا ہے اب محققین کو حدیث کی ایسی کتابوں پر کام کرنا چاہئے جن پر تحقیقی کام نہیں کیا گیا ۔ اس طرح ذوقِ تحقیق پختہ ہوتا اور محقق میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے

ابو داؤد طیالسی کی جو روایتیں کتب صحاح ستہ، اور مسند احمد، شرح معانی الآثار، کتاب المصنف لابی بکر بن ابی شیبہ اور بیہقی کی السنن الکبریٰ میں آئی ہیں راویانِ سند کو دیکھ کر ان کی حیثیت متعین کی جا سکتی ہے تاہم مذکورہ بالا کتب میں اندراج ایسے قرائن ہیں جن کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ موصوف کی مرویات صحیح اور بیشتر روایتیں حسن کے درجہ کو پہنچتی ہیں مزید تحقیق حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ سے کی جا سکتی ہے اس میں موصوف نے آٹھ مسندوں کی ان روایتوں کو جو صحاح ستہ کے علاوہ ہیں ابواب فقہ پر مرتب کیا ہے، رجال سند میں کہیں کوئی ضعیف راوی آیا ہے اس کی نشاندہی کی ہے اس سے روایت کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے

گذشتہ اوراق میں مسند ابو داؤد طیالسی کی جداگانہ ترتیب کا بیان تھا دوسری مسندوں کے ساتھ بھی اس کی

فقہی ابواب پر ترتیب دی گئی ہے، یہ خدمت بھی حافظ ابن حجر عسقلانی نے کی وہ المطالب العالیہ میں رقمطراز ہیں۔
مشہورات سے میری مراد صحاح ستہ اور مسند احمد ہیں اور مسندات سے وہ کتابیں مراد ہیں جو مسانید صحابہ پر مرتب ہیں ان میں آٹھ مسند "کاملات" ہیں اور وہ
۱۔ مسند ابی داؤد طیالسی۔ ۲۔ مسند حمیدی۔ ۳۔ مسند ابن ابی عمر، ۴۔ مسند مسدد ۵۔ مسند احمد بن منیع
۶۔ مسند ابی بکر بن ابی شیبہ، ۷۔ مسند عبد بن حمید۔ ۸۔ مسند حارث بن ابی اسامہ۔
میں نے ان کی احادیث کو فقہی ابواب پر ترتیب دیا۔ پھر ۱۔ بدء الخلق، ۲۔ ایمان۔ ۳۔ علم (اتباع سنت) (۴) تفسیر، (۵) قصص انبیاء (۶) مناقب (۷) سیرت نبویہ، (۸) مغازی خلفاء۔ (۹) آداب (۱۰) ادعیہ (۱۱) زہد ورقاق (۱۲) فتن۔ (۱۳) تعبیر رؤیا۔ (۱۴) بعث بعد الموت، حشر ونشر کے عنوانات کے تحت احادیث کو جمع کیا ہے[1]

روایات مسند ابی داود کا ابوداؤد کی ان مرویات سے جو مسانید و سنن میں منقول ہیں مختصر جائزہ

مسند الامام احمد

(۱) حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة وحجاج وابوداؤد قال حدثني شعبة عن قتادة قال سمعت ابا عثمان النهدی قال جاءنا كتاب عمر۔ مسند احمد ۱/۵۰۔ مسند ابوداؤد میں ابو عثمان النہدی کا عنوان ہے لیکن یہ روایت نہیں ہے

۲۔ حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا سليمان بن داؤد انبأنا شعبة عن ابی اسحاق سمع عاصم بن ضمرة عن علی رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى من الضحى۔ مسند احمد ۱/۸۹۔ مسند ابی داؤد ۱۹ (۱۲۷)

۳۔ حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا سليمان بن داؤد ثنا عبد الرحمان يعني ابن ابي الزناد عن موسى بن عقبة عن عبد الله بن الفضل بن عبد الرحمان بن قلات بن ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب الهاشمی عن عبد الرحمان الاعرج عن عبيد الله بن ابي رافع عن على بن ابي طالب رضی الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان اذا قام الى الصلوة المكتوبة كبر ورفع يديه حذو منكبيه ويصنع مثل ذلك اذا قضى قراءته واراد ان يركع ويصنعه اذا رفع رأسه من الركوع ولا يرفع يديه فی شئ من صلاته وهو قاعد واذا قام من السجدتين رفع يديه كذلك وكبر۔ مسند احمد ۱/۹۳، مسند ابوداؤد میں مسند علی کا عنوان ہے یہ روایت نہیں ہے۔

---

[1] ابن حجر المطالب العالیہ، بزوائد المسانید الثمانیہ، تحقیق شیخ حبیب الرحمن اعظمی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ب، ت ص۴

۴ ـ حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا سليمان بن داؤد انبأنا عبد الرحمان يعني ابن ابي الزناد عن موسى بن عقبة عن ابي عبد الله القراظ عن سعد بن ابي وقاص انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول صلاة في مسجدي هذا خير من الف صلاة فيما سواه الا المسجد الحرام ـ مسند احمد ۱/۱۸۴ ـ مسند ابی داؤد میں سعد کا عنوان ہے لیکن یہ روایت نہیں ہے ـ

۵ ـ حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا ابوداؤد سليمان ثنا ابراهيم بن سعد عن صالح بن كيسان ثنا ابن شهاب عن عبد الحميد بن عبد الرحمان عن محمد بن سعد عن ابيه قال استاذن عمر رضي الله عنه على النبي صلى الله عليه وسلم وعنده جوار قد علت اصواتهن على صوته فاذن له فبادرن فذهبن فدخل عمر رضي الله عنه ورسول الله صلى الله عليه وسلم يضحك فقال عمر رضي الله عنه اضحك الله سنك يا رسول الله بابي وانت قال قد عجبت لجوار كن عندي فلما سمعن حسك بادرن فذهبن فاقبل عليهن فقال اي عدوات انفسهن والله لرسول الله صلى الله عليه وسلم كنتن احق ان تهبن مني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعهن عنك يا عمر فوالله ان لقيك الشيطان بفج قط الا اخذ فجا غير فجك ، مسند احمد ۱/۱۸۷

مسند ابی داؤد میں عمر کا عنوان ہے لیکن یہ روایت نہیں

۶ ـ حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا سليمان بن داؤد ، يعني ابا داؤد الطيالسي ثنا ابوعامر الخزار عن الحسن عن سعد مولى ابي بكر قال قدمت بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم تمرا فجعلوا يقرنون فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقرنوا ـ ۱/۱۹۹ ـ مسند ابی داؤد میں یہ عنوان ہے یہ روایت نہیں ہے ـ

۷ ـ حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا سليمان بن داؤد ثنا ابوعامر عن الحسن عن سعد مولى ابي بكر وكان يخدم النبي صلى الله عليه وسلم وكان النبي صلى الله عليه وسلم يعجبه حديثه فقال يا ابا بكر اعتق سعدا فقال يا رسول الله ما لنا ماهن غيره ـ قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعتق سعدا اتتك الرجال ـ قال ابوداؤد يعني السبي ـ مسند احمد ۱/۱۹۹[۱]

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عنوان ہے لیکن یہ روایت نہیں ہے

۸ ـ حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا سليمان بن داؤد ثنا هشام يعني الدستوائي عن ايوب عن عكرمة عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تفتخروا بآبائكم الذين ماتوا في الجاهلية فوالذي نفس محمد بيده لما يدهده الجعل بمنخريه خير من آبائكم الذين ماتوا في الجاهلية ـ مسند احمد ۱/۲۸۷ ، مسند ابی داؤد ص ۳۴۹ (۲۶۸۲)

---

[۱] في المطبوعة لما

۹۔ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا سلیمان بن داود قال ثنا ابو بکر النهشلی عن حبیب بن ابی ثابت عن یحیی ابن الجزار عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث
مسند احمد ۳۰۱/۱، مسند ابی داوٗد میں عنوان ہے، یہ روایت نہیں ہے۔

۱۰۔ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا سلیمان بن داود ثنا عباد بن منصور عن عکرمة عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف بجمع فلما اضاء کل شئ قبل ان تطلع الشمس افاض۔ مسند احمد ۳۲۷/۱، مسند ابی داوٗد میں مسند عبد اللہ بن عباس کا عنوان ہے لیکن یہ روایت نہیں ہے۔

۱۱۔ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنی سلیمان بن داود انا عبد الرحمان بن ابی الزناد عن ابیہ عن عبید اللہ عن ابن عباس انہ قال مانصر اللہ تبارک وتعالی فی موطن کما نصر یوم احد قال فانکرنا ذلک فقال ابن عباس بینی وبین من انکر ذلک کتاب اللہ تبارک وتعالی ان اللہ عز وجل یقول فی یوم احد ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونہم باذنہ یقول ابن عباس والحس القتل حتی اذا فشلتم الی قولہ ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین وانما عنی بہذا الرماة وذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقامہم فی موضع ثم قال احموا ظہورنا فان رأیتمونا نقتل فلا تنصرونا وان رأیتمونا قد غنمنا فلا تشرکونا فلما غنم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واباحوا عسکر المشرکین اکب الرماة جمیعا فدخلوا فی العسکر ینہبون وقد التقت صفوف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہم کذا وشبک بین اصابع یدیہ والتبسوا فلما اخل الرماة تلک الخلة التی کانوا فیہا دخلت الخیل من ذلک الموضع علی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضرب بعضہم بعضا والتبسوا وقتل من المسلمین ناس کثیر وقد کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ اول النہار حتی قتل من اصحاب لواء المشرکین سبعة او تسعة وجال المسلمون جولة نحو الجبل ولم یبلغوا حیث الناس الغار انما کانوا تحت المہراس وصاح الشیطان قتل محمد فلم یشک فیہ انہ حق فما زلنا کذلک ما نشک انہ قد قتل حتی طلع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین السعدین نعرفہ بتکفئہ اذا مشی قال ففرحنا کانہ لم یصبنا ما اصابنا قال فرقا نحونا وہو یقول اشتد غضب اللہ علی قوم دموا وجہ رسولہ ویقول مرة اخری اللہم انہ لیس لہم ان یعلونا حتی انتہی الینا فمکث ساعة فاذا ابو سفیان یصیح فی اسفل الجبل اعل ہبل مرتین یعنی الہتہ۔ این ابن کبشة، این ابن ابی قحافة، این ابن الخطاب فقال عمر یارسول اللہ الا اجیبہ قال بلی قال فلما قال اعل ہبل۔ قال عمر اللہ اعلی واجل قال فقال ابو سفیان یا ابن الخطاب انہ قد انعمت عینہا فعاد عنہا اوفعال عنہا فقال این ابن ابی کبشة، این ابن ابی قحافة

این ابن الخطاب فقال عمر هذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا ابو بکر وھا انا ذا عمر قال فقال ابو سفیان یوم بیوم بدر، الایام دول والحرب سجال قال فقال عمر لا سواء قتلانا فی الجنۃ وقتلاکم فی النار قال انکم لتزعمون ذلک لقد خبنا اذا وخسرنا ثم قال ابو سفیان اما انکم سوف تجدون فی قتلاکم مثلی ولم یکن ذاک عن رأی سراتنا قال ادرکتہ حمیۃ الجاھلیۃ قال فقال اما انہ قد کان ذاک لم یکرھہ، مسند احمد ۱/۱۸۷-۱۸۸

مسند ابوداؤد میں عنوان ہے لیکن یہ روایت نہیں ہے۔

مسند عبد بن حمید حافظ ابو محمد عبد بن حمید بن نصر الکسی المتوفی ۲۴۹ھ ابو داؤد طیالسی کے تلمیذ تھے[۱]، موصوف نے اپنی مسند میں ابوداؤد سے روایتیں نقل کی ہیں چنانچہ حافظ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے صدقہ بن موسی الدقیقی البصری، ابو المغیرہ (دت) کے تذکرہ میں مسند ابو داؤد طیالسی کی تین روایتیں نقل کی ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل روایت مسند ابی داؤد طیالسی میں نہیں ہے۔

حدثنا سلیمان بن داؤد حدثنا صدقۃ بن موسی، حدثنا محمد بن واسع عن بشیر بن نھار العبدی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جددوا ایمانکم واکثروا من قول لا الٰہ الا اللہ[۲]

شرح معانی الآثار للطحاوی

۱- حدثنا ابو بکرۃ قال ثنا ابوداؤد قال ثنا شعبۃ قال اخبرنی مسعود بن علی عن عکرمۃ ان سعدًا کان یصلی الصلوات کلھا بوضوء واحد مالم یحدث، شرح معانی الآثار ۱/۲۷

مسند ابوداؤد میں سعد کا عنوان ہے لیکن یہ روایت نہیں ہے

۲- حدثنا ابو بکرۃ قال ثنا ابوداؤد قال ثنا شعبۃ عن عمرو بن عامر قال سمعت انسا یقول کنا نصلی الصلوات کلھا بوضوء واحد مالم نحدث - ۱/۲۷

مسند ابو داؤد میں عنوان حضرت انس کا ہے لیکن یہ روایت نہیں ہے۔

۳- حدثنا ابو بکرۃ قال حدثنا ابوداؤد قال ثنا حرب بن شداد عن یحیی بن ابی کثیر قال حدثنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن بن عوف ان سعید بن ابا سفیان بن المغیرۃ اخبرہ انہ دخل علی ام حبیبۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعت لہ سویق فشرب

---

[۱] الذہبی ۱۲/۲۳۵

[۲] الذہبی، میزان الاعتدال ۲/۳۱۲ و ۳۱۳

ثم قالت یا ابن اخی توضأ فقال انی لم احدث شیئا فقالت ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال توضأ وامما مست النار۔ ۱/۳۸

مسند ابی داؤد میں ام حبیبہ کا عنوان ہے لیکن یہ روایت نہیں ہے

۴۔ حدثنا ابوبکرۃ قال ثنا ابوداؤد قالوا ثنا شعبۃ قال سمعت اباعون محمد بن عبید الله الثقفی یقول سمعت عبد الله بن شداد بن الهاد یحدث عن ام سلمۃ ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم خرج الی الصلوۃ فنشلت له کتفا فاکل منها ثم خرج فصلی ولم یتوضأ ۱/۳۹

۵۔ حدثنا ابوبکرۃ قال ثنا ابوداؤد قال ثنا رباح بن معروف عن عطاء عن جابر ح

وحدثنا ابوبکرۃ قال ثنا ابوداؤد قال ثنا هشام عن ابی الزبیر عن جابر ح

وحدثنا ابوبکرۃ قال ثنا ابوداؤد قال ثنا ابوعوانۃ عن ابی بشر عن سلیمان بن قیس عن جابر ح

وحدثنا ابوبکرۃ قال ثنا ابوداؤد قال ثنا زائدۃ قال ثنا عبد الله بن محمد بن عقیل عن جابر قال اکلنا مع ابی بکر الصدیق رضی الله عنه خبزا ولحما ثم صلی ولم یتوضأ ۱/۴۰ و ۴۱

اخبرنا: مسند ابوداؤد میں جابر کا عنوان ہے لیکن یہ روایت نہیں ہے

السنن الکبری للبیهقی

(اخبرنا) ابوبکر محمد بن الحسن بن فورک: انا، عبد الله بن جعفر، انا یونس بن حبیب ثنا ابوداؤد ثنا یزید بن طهمان الرقاشی ثنا محمد بن سیرین قال: قال معاویۃ سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول لا ترکبوا الخز ولا النمار قال محمد وکان معاویۃ اذا حدث مثل هذا عن رسول الله صلی الله علیہ وسلم لم یتهم۔

۱/۲۲ ۔ مسند طیالسی میں عنوان ہے اور یہ روایت نہیں ہے۔

۲۔ (اخبرنا) ابوبکر بن فورک رحمہ الله تعالی انا عبد الله بن جعفر ثنا یونس بن حبیب نا ابوداؤد ونا هشام عن یحیی بن ابی کثیر عن عبد الله بن ابی قتادۃ عن ابیہ ان النبی صلی الله علیہ وسلم قال اذا اتی احدکم الخلاء فلا یستنجین بیمینه ولا یمس ذکرہ بیمینه،، مخرج فی الصحیحین من حدیث هشام الدستوائی ۔ ۱/۱۱۲

یہ روایت مسند ابی داود طیالسی میں نہیں ہے۔

(اخبرنا ابوعبد الله انبأنا ابوبکر احمد بن اسحاق الفقیہ انبأ عبد الله بن محمد ثنا محمد بن بشار ثنا ابوداؤد ثنا شعبۃ عن الاعمش عن ابراهیم عن الاسود عن عائشۃ رضی الله عنها قالت من الناس من یقول کان ابوبکر رضی الله عنه المقدم بین یدی رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی الصف ومنهم من یقول کان النبی صلی الله علیہ وسلم المقدم ۔ هکذا رواہ الطیالسی عن شعبۃ عن الاعمش، ۳/۸۲ ۔ مسند عائشہؓ کا مسند ابوداؤد میں عنوان ہے لیکن روایت نہیں ہے۔

ابوداؤد طیالسیؒ نے اپنے زمانے کے ایک ہزار محدثین سے اکتساب فیض کیا ان میں سے تہتر[۷۳] شیوخ کی نشاندہی حافظ ابوالحجاج مزی نے تہذیب الکمال میں کی ہے۔

اساتذہ وشیوخ

ہمیں مسند ابوداؤد طیالسی میں جن شیوخ سے روایتیں مل سکی ہیں وہ کم وبیش دوسو بیس[۲۲۰] ہیں ان میں بیشتر صحاح ستہ کے رواۃ ہیں جن کی مہارتِ فن وجلالتِ قدر اظہر من الشمس ہے، مسند ابوداؤد میں بعض ایسے شیوخ سے بھی روایتیں لی گئی ہیں جن کا تعلق طبقۂ ثالثہ یا طبقہ خامسہ سے ہے ظاہر ہے اصل سند میں ایک دو راوی ساقط ہوگئے ہیں یا پھر تدلیس ہوئی ہے۔ شیوخ ابوداؤد کے نام ہدیہ ناظرین ہیں۔

(صح، ع]- ابن سعد (ابراہیم بن سعد الزہری) [۱۰۸-۱۸۳ھ]

ع - ابن عون (عبداللہ بن عون بن ارطاۃ المزنی ابوعون الخزار البصری - [۱۵۰-۱۵۱ھ]

خت، د، ت، ق - ابن فضالہ (مبارک بن فضالہ) البصری [۱۶۴-۱۶۶ھ]

ع - ابن عیینہ (سفیان بن عیینہ) [۱۲۷-۱۹۸ھ]

ع - ابن المغیرۃ القیسی (سلیمان بن المغیرۃ، ابوسعید البصری [۰۰-۱۶۵ھ]

ق - ابن نافع (عبداللہ بن نافع مولیٰ ابن عمر المدنی - [۱۵۴ھ]

ع - ابن ابی ذئب (محمد بن عبدالرحمٰن بن المغیرۃ بن الحارث القرشی العامری ابوالحارث المدنی [۱۵۸/۱۵۹ھ]

خت من ۴ ابن ابی الزناد (عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عبداللہ بن ذکوان القرشی مولاھم ابومحمد المدنی [۱۰۰-۱۷۴ھ]

ت ق - ابن ابی الزید (عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم العدوی مولاہم (۰۰ [۱۸۲ھ]

ابوابراہیم کذا فی المطبوعۃ ابوموسیٰ محمد بن المثنیٰ

ع - ابوالاحوص (سلام بن سلیم الحنفی الکوفی، [۰۰-۱۷۹ھ]

ف، ق ابواسرائیل بن ابی اسحاق الملائی الکوفی (اسماعیل بن خلیفہ العبسی ۱۶۹ھ)

ع ابوالاشہب (جعفر بن حیان السعدی العطاردی البصری الخزار الاعمیٰ)

خ - م س - ابوبشر سلم بن زریر البصری

خ - م ق ع - ابوبکر بن عیاش ابن سالم الاسدی الحناط المقری [۹۶-۱۹۴ھ]

ق - ابوبکر الہذلی (سلمی بن عبداللہ بن سلمی البصری - [۱۶۷ھ]

ق - ابوحبیب (بن یعلی بن منیہ التمیمی)

م ق س - ابوحرۃ (واصل بن عبدالرحمٰن البصری (۱۵۲ھ)

ت، ق ابوحمید (کذا فی المطبوعۃ، الصحیح محمد بن ابی حمید ابراہیم الانصاری الزرقی المدنی)

ابوسعد (عن الزہری)

خت، م، س، ق - ابوسفیان (محمد بن حمید الیشکری المعمری البصری - [۱۸۱-۱۸۲ھ]

بخ، ت، س ق ـ ابوسلمة الخراسانی (المغیرة بن مسلم السراج القستملی)

ابوالصباح الشامی ـ

م ع د ابوعامر الخزاز صالح بن رستم

ابوعبیده (عبدالواحد بن زید البصری) وعبدالواحد بن واصل السدوسی مولاہم ابوعبید الحداد عبدالوارث بن سعید التنوری، ابوعبیده ـ

بخ ع ابوعتیبه (اسماعیل بن عیاش الحمصی) ۱۸۱ـ۱۸۲ھ

م ق د ابوعقیل (یحیی بن المتوکل العمری المدنی) یقال الکوفی الحذاء الضریر) ۱۶۸ھ

ابوعمر الازدی اوالعبدی

خت ع ابوعمران (والصحیح عمران بن داور ابن العوام القطان البصری)

ع ابوعوانہ (الوضاح بن عبداللہ الیشکری الواسطی البزاز (۱۷۵ـ۱۷۶ھ)

ت ابوعیینه (لعلہ ابن عیینه، سفیان بن عیینه)

ابوکعب وعبدربه بن عبید الازدی الجرموزی مولاہم ابوکعب البصری صاحب الحریر

ابومحمد الملیکی

ابومعشر

بخ م دت ق ابووکیع (الجراح بن ملیح بن عدی الرواسی الکوفی ۱۷۵ـ۱۷۶ھ)

خ م د ت س ابان بن یزید ابویزید العطار البصری (...... فی حدود ۱۶۰ھ)

ع ابراہیم بن سعد بن ابراہیم الزہری ـ ابواسحاق المدنی (...... ۱۸۵ھ)

د س ابراہیم بن عامر بن مسعود الجمحی

خ م د ق اسحاق بن سعید ابن عمرو القرشی الاموی، السعیدی الکوفی ـ ۱۷۰ھ

ع اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی الہمدانی ابویوسف الکوفی (۱۶۰ـ۱۶۲ھ)

ع اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر الزرقی مولاہم ابواسحاق المدنی (۱۸۰ھ)

ی ۴ اسماعیل بن عیاش ابن سلیم العنسی ابوعتبه الحمصی (۱۸۱ھ)

بخ م د س ق اسود بن شیبان السدوسی مولاہم البصری (۱۶۰ھ)

ت ق اشعث بن سعید السمان ابوالربیع البصری

انس بن مالک الکوفی

د ایاس بن دغفل الحرثی ابودغفل البصری

خ س ت ق ایمن بن نابل الحبشی ابوعمران المکی نزیل عسقلان

بخ ايوب بن ثابت المكى

د ت ايوب بن جابر بن سيار السحيمى ابوسليمان اليمامى ثم الكوفى

ق ايوب ابن عتبة اليمامى ابويحيى القاضى

ب

ع براء بن عبدالله بن يزيد الغنوى البصرى القاضى

بخ ل بسطام بن مسلم بن نمير العوذى البصرى ۔

بكار الليثى

س بكر بن بكار القيسى ابوعمرو البصرى ۔

ث

ع ثابت بن يزيد بن الاحول ، ابو زيد البصرى [١٦٩ھ]

ت ق ثواب بن عتبة المهرى البصرى

ج

س جابر بن يزيد بن رفاعة العجلى الكوفى الموصلى

جريج بن معاوية

ع جرير بن حازم بن عبدالله الازدى ۔ ثم العتكى ابوالنضر البصرى { .... ١٧٠ھ }

ع جرير بن عبدالحميد ابن قرط الضبى الكوفى ثم الرازى ابوعبدالله القاضى { ١٨٨ھ }

جسر بن فرقد ابوجعفر

جعفر بن بريد او ابن برد

جعفر بن الزبير الحنفى

م ع د جعفر بن سليمان الضبعى ابوسليمان البصرى مولى بنى الحريش { ... ١٧٨ھ }

جعفر بن عثمان القرشى

جهير بن يزيد العبدى ابوحفص البصرى

خ م د س ق جويرية بن اسماء بن عبيد الضبعى البصرى { ١٧٣ھ }

ح

خت م د ت الحارث بن عبيد ابوقدامه الايادى البصرى المؤذن

عخ م س ق حبيب بن ابى حبيب يزيد الجرمى البصرى الانماطى { ٠٠ - ١٦٢ھ }

س — حديج بن معاوية بن حديج اخو زهير [٠٠٠-١٧١ھ]

خ، م، د، ت، س — حرب بن شداد اليشكري ابو الخطاب البصري العطار [٠٠٠-١٦١ھ]

بخ، مد، ت — حريث بن السائب التميمي الاسدي البصري

حريش بن سليم الكوفي اليامي ابو سعيد۔

ت ق — حسن بن ابي جعفر عجلان الجعفري ابو سعيد الازدي البصري۔ [٠٠٠-١٦٧ھ]

د س — حسن بن علي ابو جعفر المدني

ت، ق — حسن بن عمارة البجلي مولاهم ابو محمد الكوفي واصل الاحدب۔ [٠٠٠-١٥٣ھ]

حسن بن وقاص الانصاري

ت — حشرج بن نباتة الاشجعي ابو مكرم الكوفي ثم الواسطي

الحكم ابن عيينه] ع الحكم بن عيينة ابو محمد الكندي الكوفي (١١٣ھ) طبقة خامسه سے ہے مدلس ہے یا کوئی راوی چھوٹ گیا ہے

ت — الحكم ابو عثمان بن عطية العيشي

ع — حماد بن زيد بن درهم الازدي الجهضمي ابو اسماعيل البصري۔ [٩٨-١٧٩ھ]

خت م ع — حماد بن سلمة بن دينار البصري ابو سلمة [٠٠٠-١٦٧ھ]

خت س ق — حماد بن نجيح ابو عبد الله الاسكاف السدوسي

قد ت — حماد بن يحيى الابح السلمي ابو بكر البصري

حماد بن يزيد مسلمة المنقري ابو يزيد البصري

حمزة بن ثابت

ت س — حميد بن مهران ابي حميد الخياط الكندي

خ

ت ق — خارجة بن مصعب ابو الحجاج السرخسي [٠٠٠-١٦٨ھ]

خ د ت س — خالد بن دينار التميمي السعدي ابو خلدة البصري الخياط۔

خالد بن رباح ابو الفضل الهذلي البصري

ع — خالد بن عبد الله الواسطي

خالد بن ابي عثمان القرشي البصري

خليفة الخياط ابو هبيرة [٠٠٠-١٦٠ھ]

عخ — خليفة بن غالب الليثي البصري۔

د

خ ت س ق — داؤد بن ابی الفرات عمرو بن الفرات الکندی ابو عمرو المروزی

خت م ع — داؤد بن قیس الفراء الدباغ ابو سلیمان القرشی مولاہم البصری

داود الواسطی ﴿داؤد بن ابراہیم الواسطی [illegible]﴾

د ق — درست ابن زیاد القزاز ابو الحسن العنبری القشیری البصری

بخ م ت س — رباح بن ابی معروف بن ابی سارۃ المکی

الربیع بن حبیب الحنفی ابو سلمہ البصری

خت ت م — الربیع بن صبیح ابو بکر البصری [۰۰۰ – ۱۶۰ ھ]

بخ — الربیع بن عبد اللہ بن خُطّاف الاحدب ابو محمد البصری۔

بخ م د ت س — الربیع بن مسلم الجمحی ابو بکر البصری

بخ د — ربعی بن عبد اللہ بن الجارود الہذلی [illegible]

ز

ع — زائدہ بن قدامہ الثقفی ابو الصلت الکوفی [۰۰۰ – ۱۶۰ ھ]

م مد ت س ق — زمعۃ بن صالح الجندی الیمانی

ع — زہیر بن محمد التمیمی العنبری ابو المنذر الخراسانی المروزی الخرقی [۰۰ – ۱۶۲ ھ]

ع — زہیر بن معاویہ بن حدیج بن الرحیل بن زہیر الجعفی ابو خیثمہ الکوفی [۱۰۰ – ۱۷۲ ھ]

زید بن ابی لیلیٰ ابو المعلی العدوی

س

د — سالم بن دینار البصری مولی الحارث بن سلیم

سالم بن سلیم

بخ س — السری بن یحییٰ بن ایاس بن حرملۃ الشیبانی ابو الہیثم البصری [۰۰ – ۱۶۷ ھ]

م ت س ق — سعید بن حسان المکی المخزومی، اخو الحسن البصری من الثالثۃ۔ یہاں سند میں راوی رہ گیا ہے

د م د س ت ق — سعید بن سنان ابو سنان البرجمی [۰۰۰ – ۱۶۸ ھ]

سعید بن عبد الرحمان اخو ابی حرۃ البصری

بخ م ع — سعید بن عبد العزیز ابو یحییٰ التنوخی الدمشقی

ت — سعید بن عطیۃ اللیثی ابو سلمہ

ع — سعید بن یزید بن مسلمہ الازدی ثم الطائی ابو مسلمہ البصری القصیر، من الرابعۃ۔

بخ ع — سفیان بن حبیب البصری ابو محمد البزار [۱۲۸ - ۱۸۲ھ]

ع — سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ابو عبداللہ الکوفی {۹۷ - ۱۶۱ھ}

ع — سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون الہلالی ابو محمد الکوفی ثم المکی {۹۳ - ۱۹۱ھ}

ت — سکن بن المغیرہ ابو محمد البزار البصری

د — سکین بن عبدالعزیز العبدی العطار البصری

ق — سلام الطویل ۱۷۷ھ

ع — سلام بن سلیم ابو الاحوص [۰۰ - ۱۷۹ھ]

خ م س — سلم بن زریر ابو یونس العطاردی ابو بشر البصری [۰۰۰ حدود ۱۶۰ھ

ع — سلیم بن حیان الہذلی البصری — سلیمان بن ارقم ابو معاذ البصری کال ۸/۳

ختم دت س — سلیمان بن فیروز بن ابی سلیمان ابو اسحاق الشیبانی - حدود ۱۴۰ھ — سلیمان بن ... کال ۸/۵۶

خت دت س — سلیمان بن قرم بن معاذ الضبی ابو داؤد البصری النحوی

ع — سلیمان بن کثیر العبدی البصری ابو داؤد وابو محمد [۰۰ - ۱۶۳ھ]

ع — سلیمان بن مغیرۃ القیسی مولاہم البصری، ابو سعید [۰۰ - ۱۶۵ھ]

ش

ع — شجاع بن الولید بن قیس السکونی ابو بدر الکوفی ۲۰۴ - ۲۰۳ھ

خت م ع — شریک بن عبداللہ بن ابی شریک النخعی ابو عبداللہ الکوفی القاضی {۹۵ - ۱۷۷ھ}

ع — شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی مولاہم ابو بسطام الواسطی ثم البصری [۰۰ - ۱۶۰ھ]

م - تم - س — شعیب بن صفوان بن الربیع الثقفی، ابو یحیی الکوفی

ع — شیبان بن عبدالرحمن التمیمی مولاہم النحوی ابو معاویۃ البصری [۰۰ - ۱۶۴ھ]

ص

د تم — صالح بن ابی الاخضر الیمانی مولی ہشام بن عبدالملک نزیل البصرہ - مابین ۱۴۰ - ۱۵۰ھ

ت — صالح بن بشیر بن وادع المری ابو بشر البصری القاضی المعروف بالمری الزاہد، ۱۷۲ - ۱۷۶ھ

خت م ع — صالح بن رستم المزنی مولاہم ابو عامر الخزاز البصری - ۱۵۲ھ

خ م دت س — صخر بن جویریہ - ابو نافع

بخ د ت — صدقۃ بن موسی الدقیقی ابو المغیرہ او ابو محمد السلمی البصری

بخ م مد س — الصعق بن حزن بن قیس البکری ثم العیشی ابو عبداللہ البصری

ت ق — الصلت بن دینار الازدی الہنائی البصری ابو شعیب ۱۶۰ھ

ض

الضحاک بن یسار

ط

د طالب بن حبیب بن عمرو الانصاری المدنی یقال لہٗ طالب بن الضحیح -

طعمۃ بن عمرو الجعفری العامری الکوفی - ۱۶۹ ھ

طلحۃ الاعمیٰ -

ق طلحۃ بن عمرو بن عثمان الحضرمی المکی ۱۵۲ ھ

ع

عاصم المدنی مولیٰ نافع مولیٰ ام قیس بنت محصن الاسدی

ت ق عاصم بن عمرو بن حفص العمری المدنی ، ابو عمرو

خ د س ق عباد بن راشد التیمی مولاہم البصری البزار

عباد بن فضالہ

خت ع عباد بن منصور الناجی ابو سلمہ البصری القاضی ۱۵۲ ھ

س فق عباد بن میسرۃ المنقری التیمی المصری المعلم

بخ د س عبدالجلیل بن عطیۃ القیسی ابو صالح البصری

ق عبدالحکم بن ذکوان السدوسی البصری

بخ ت ق عبدالحمید بن بہرام الفزاری المدائنی

س ق عبدالرحمٰن بن بدیل بن میسرۃ العقیلی البصری

بخ د ت س ق عبدالرحمان بن ثابت بن ثوبان العنسی ۷۵ - ۱۶۵ ھ

خت م ع عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ، عبداللہ بن ذکوان المدنی [۱۰۰ - ۱۷۴ ھ]

خت ع عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبۃ المسعودی الہذلی الکوفی [۰۰ - ۱۶۰ ھ - ۱۶۵ ھ]

د عبدالرحمٰن بن وردان الغفاری ابوبکر المکی المؤذن

ع عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون التیمی مولاہم المدنی [۰۰ - ۱۶۴ ھ]

عبدالعزیز بن ابی رواد میمون المکی [۱۵۹ ھ]

ع عبدالعزیز بن مختار الدباغ البصری ابواسحاق

ع عبداللہ بن بدر بن عمیرۃ الحنفی السحیمی الیامی

خت د س عبداللہ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی ویقال اللیثی المکی -

بخ د ت	عبد اللہ بن حسان التمیمی العنبری، ابو الجنید
بخ م تمہ س ق	عبد اللہ بن عبد الرحمن بن یعلی الطائفی ابو یعلی الثقفی
ت س ق	عبد اللہ بن عثمان البصری صاحب شعبة۔ مات قبل شعبة
م ع	عبد اللہ بن عمر بن حفص ابو عبد الرحمن المدنی العمری [۰۰-۱۷۱ھ]
ع	عبد اللہ بن عون بن ارطبان ابو عون البصری [۰۰-۱۵۰ھ]
ع	عبد اللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی التمیمی مولاہم ابو عبد الرحمن المروزی [۱۱۸-۱۸۱ھ]
ق	عبد اللہ بن نافع العدوی مولاہم المدنی [۰۰-۱۵۴ھ]
ع	عبد الواحد بن زیاد العبدی مولاہم البصری [۰۰-۱۷۶ھ]
	عبد الواحد بن زید البصری، ابو عبیدہ۔
ت	عبد الواحد بن سلیم المالکی البصری۔
د ت س	عبد الواحد بن واصل السدوسی مولاہم ابو عبیدة الحداد البغدادی۔ [۰۰-۱۹۰ھ]
ع	عبد الوارث بن سعید التمیمی العنبری مولاہم التنوری ابو عبیدة البصری [۱۰۰-۱۸۰ھ]
ع	عبید اللہ بن عمر بن حفص العدوی المدنی ابو عثمان۔ [۱۴۷ھ]
بخ م د ت س	عبید اللہ بن ایاد بن لقیط السدوسی۔ ابو السلیل الکوفی [۰۰-۱۶۹ھ]
ت	عبید اللہ بن شمیط ابن عجلان، الشیبانی البصری [۰۰-۱۸۱ھ]
خ ع	عثمان بن المغیرة الثقفی مولاہم ابو المغیرة الکوفی
خ م ق ت س	عزرة بن ثابت بن ابی زید الانصاری البصری۔
ع	عقبة بن خالد او خالد بن عقبة ابو رجاء العطاردی - ۱۸۸ھ
د ت ق	عمارة بن زاذان الصیدلانی ابو سلمة البصری
	عمر بن ثابت
خت ع	عمران بن داود ابو العوام القطان البصری [۰۰ مابین ۱۶۰-۱۷۰ھ]
خ م س	عمرو (عمر) بن ابی زائدة الہمدانی الوادعی الکوفی مولیٰ عمرو بن عبد اللہ الوادعی۔
د فق	عمرو بن ثابت بن ہرمز البکری ابو محمد الکوفی۔
	عمرو بن العلاء الیشکری حربن ابو العلاء
بخ م ع	عمرو بن قیس الکوفی الملائی ابو عبد اللہ [۰۰-۱۴۷ھ]
	عمرو بن مرزوق الواشحی البصری
بخ قد عس	عیسی بن عبد الرحمن بن فروہ البجلی ابو سلمة الکوفی [۰۰-بعد ۱۵۰ھ]

خد عیسی بن میمون الجرشی المکی ابوموسیٰ المعروف بابن رایہ
بخ عبیدہ بن عبدالرحمٰن بن جوشن الغطفانی ابو مالک البصری۔ [۰۰۔ حدود۔ ۱۵۰ھ]

غ

ق غسان بن برزین ابوالمقدام الطہوی البصری

ف

دت ق فرج بن فضالۃ بن النعمان ابوفضالۃ التنوخی الشامی القضاعی الحمصی [۰۰۔ ۱۷۷ھ]
خ س الفضل بن مساور ابوالمساور البصری ختن ابی عوانہ
ف ض ی الفضیل بن ابی الحکم الطاحی البصری
ع فلیح بن سلیمان بن ابی المغیرۃ المدینی الخزاعی ۱۶۸ھ
فلیح بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن

ق

بخ م ع القاسم بن الفضل بن معدان الحدانی الازدی البصری، ابوالمغیرہ [۰۰۔ ۱۶۷ھ]
ع قرۃ بن خالد الدوسی ابوخالد ویقال ابومحمد البصری [۱۵۴ھ۔ ۱۵۵ھ]
خ س د قریش بن حبان العجلی ابوبکر البصری
قیس بن الربیع الکوفی الاسدی، [۱۶۷ھ]
قیس بن عاصم

ک

د ت ق کامل بن العلاء التمیمی السعدی ابوالعلاء ویقال ابوعبداللہ الکوفی۔

م

ع مالک بن انس
خت دت ق مبارک بن فضالۃ بن ابی امیۃ البصری مولیٰ زید بن الخطاب ۱۶۶/۱۶۵ھ
بخ دت س المثنی بن سعید الضبعی ابوسعید القسام الذراع القصیر
المثنی بن عوف العنبری ابو منصور
محمد بن ابان بن صالح بن عمر الجعفی جد عبداللہ بن محمد الملقب بمشکدانہ
محمد بن ابراہیم بن مہران القرشی مولاہم الکوفی ثم البصری
ت محمد بن ثابت بن اسلم البنانی البصری
دق محمد بن ثابت العبدی البصری، ابوعبداللہ

محمد بن حبیب

ت ق محمد بن ابی حمید ابراہیم ابن رتی الانصاری ابو ابراہیم المدنی

ع محمد بن خازم التیمی السعدی مولاہم ابو معاویۃ الضریر الکوفی

محمد بن درہم الازدی

محمد بن درہم العیشی

دت محمد بن دینار الازدی الطاحی ابو بکر بن ابی الفرات البصری

عو محمد بن راشد المکحولی الخزاعی الدمشقی ثم البصری ابو عبداللہ [- قبل ١٧٠ھ]

خت محمد بن سلیم الراسبی البصری - ابو ہلال [- ١٦٧ھ]

خ م د ت عس ق محمد بن طلحۃ بن مصرف الیامی الکوفی [- ١٦٧ھ]

ع محمد بن عبدالرحمن بن المغیرۃ ابو الحارث القرشی المدنی [- ١٥٨ - ١٥٩ھ]

ت ق محمد بن عبیداللہ بن ابی سلیمان العرزمی الفزاری ابو عبدالرحمن الکوفی ١٥٥ھ

محمد بن عمرو الواقفی ابو سہل البصری

دت س محمد بن المثنی القرشی ابو جعفر (ویقال محمد بن ابراہیم بن مسلم ویقال محمد بن مسلم)

خت م ع محمد بن مسلم بن ابی الوضاح (المثنی القضاعی ابو سعید المؤدب الجزری البغدادی) [بعد ١٨٠ھ]

محمد بن المغیرۃ القرشی ابو علی البصری

محمد بن مہزم الشعاب العبدی البصری

مرۃ بن خالد الشیبانی الکوفی

م دت س المستمر بن الریان الایادی الزہرانی، ابو عبداللہ البصری

د المسعر بن حبیب الجرمی ابو الحارث البصری

مسلم بن ابراہیم ابو عمرو الشحام ویقال القصاب مولی فراہیدی الاسدی البصری

خ م د ق معروف بن خربوذ المکی مولی عثمان

بخ ت س ق مغیرہ بن مسلم القسملی ابو سلمہ السراج

ن

ع نافع بن عمر بن عبداللہ بن جمیل الجمحی المکی الحافظ (١٦٩ھ)

ع نصر بن علی بن صہبان الازدی الجہضمی الکبیر [- قبل ١٥٠ھ]

نوار بن میمون ابو الجراح العبدی -

م نوح بن قیس بن رباح الازدی الحدانی ویقال الطاحی ابو روح البصری ١٨٣/١٨٤ھ

ہ

س ہارون ابو مسلم

ہارون بن ابراہیم الاہوازی

ق ہارون بن مسلم البصری

خ م د ت س ہارون الاعور بن موسی الازدی العتکی مولاہم ابو عبد اللہ و یقال ابو اسحاق النحوی البصری صاحب القراءات۔

ہذیل بن بلال الفزاری المدائنی

ع ہشام بن حسان الفردوسی ابو عبد اللہ

ع ہشام بن ابی عبد اللہ بن سنبر الدستوائی ابو بکر الربعی البصری {٧٨ - ١٥٤ھ}

ت ق ہشام بن ابی الولید زیاد الاموی مولاہم ابو المقدام بن ابی ہشام البصری

ت س ہشام بن یحییٰ۔

ع ہشیم بن بشیر بن القاسم بن دینار السلمی ابو معاویہ بن ابی خازم الواسطی {١٨٣ھ}

ع ہمام بن یحیی بن دینار الازدی العوذی المحلمی الشیبانی، ابو عبد اللہ البصری (١٦٤ھ)

ق الہیثم بن رافع الحنفی (الطاطری) ابو الحارث الباہلی

و

ع ورقاء بن عمر الیشکری ابو بشر المدائنی۔

ع الوضاح بن عبد اللہ الیشکری مولیٰ یزید بن عطاء، ابو عوانۃ الواسطی البزار {٠٠ - ١٥٠ھ}

ع وھیب بن خالد العجلان الباہلی مولاہم ابو بکر البصری صاحب الکرابیسی {٠٠ - ١٦٥ھ}

ی

ت یحییٰ بن سلمہ بن کہیل الحضرمی ابو جعفر {٠٠ - ١٧٩ھ}

ق یحیی بن کثیر

ع یزید بن ابراہیم التستری ابو سعید البصری {٠٠ - ١٦٣ھ}

ع یزید بن زریع العیشی و یقال التیمی ابو معاویۃ البصری الحافظ {١٠١ - ١٨٢ھ}

عخ یزید بن عطاء بن یزید الیشکری و یقال ابو خالد الواسطی البزار {٠٠ - ١٧٧ھ}

ت الیمان بن المغیرۃ العنزی ابو حذیفۃ و یقال التیمی البصری {٠٠ - بعد ١٦٠ھ

عہدِ اسلامی میں دوسری اور تیسری صدی ہجری میں تذکرہ نگاروں کے یہاں ایک عالم کی شہرت وعظمت کے دو معیار اور اسباب تھے۔

۱۔ تصانیف

۲۔ تلامذہ

چنانچہ علامہ ابوالطیب عبدالواحد لغوی المتوفی ۳۵۱ھ مراتب النحویین میں لکھتے ہیں۔

انما شھرۃ العالم بمصنفاته والروایة عنه[1] ایک عالم اور صاحب فن کی شہرت اس کی تصانیف اور اس سے روایت کرنے والوں سے ہوتی ہے

۱۴۳ھ سے اسلامی علوم کی تدوین کا آغاز ہوا اور اسلامی قلمرو کے مرکزی شہروں میں تصنیف وتالیف کے سلسلہ کو تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں عروج حاصل ہوا ۱۴۳ھ سے قبل کا دور ایسا دور تھا کہ جس میں عالم کی شہرت کا واحد ذریعہ شاگردوں کی اپنے شیخ سے روایت ہی تھا۔

ابوداؤد طیالسی کا دور دوسری صدی ہجری کے نصف آخر کا دور ہے جس میں تصانیف کے سلسلہ کا آغاز ہوا۔ ابوداؤد طیالسی میں قدرت کی طرف سے دونوں صفتیں جمع کردی گئی تھیں۔ ان کی شہرت بحیثیت شیخ ومصنف دونوں خوب ہیں۔ چنانچہ علماء نے ان کی مسند کو اسلامی دنیا میں سب سے پہلی مسندوں میں شمار کیا ہے گو یہ بات صحیح نہیں۔ اور اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی دنیا میں معجم الشیوخ کے موضوع پر سب سے پہلے ابوداؤد طیالسی نے امیرالمومنین فی الحدیث شعبہ کے شیوخ کو کتابی صورت میں جمع کیا تھا۔ اس نسخہ کی موجودگی کا ہمیں کہیں سراغ نہیں لگ سکا۔ لیکن مؤرخِ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے سیر اعلام النبلاء میں اس کا ذکر کیا ہے[2]

ہر دور میں تصانیف وتلامذہ ایک عالم کی شہرت کا اہم ذریعہ ومعیار رہی ہیں۔

ابوداؤد طیالسی نے کم وبیش پینتالیس ۴۵ سال حدیث وعلوم حدیث اور اہل علم کی خدمت کی۔ اسلامی قلمرو کے ہزاروں طلبہ واہل علم نے موصوف سے استفادہ کیا ان سب کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔ وہ مایہ ناز تلامذہ جن سے درس وتدریس کی مسندیں آباد رہیں اور ان کی روایات سے کتب صحاح ستہ پُر ہیں۔ ان میں ستائیس حفاظ عصر اور ائمہ فن ہیں ان تلامذہ کے صرف نام پیش کیے جاتے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس شیخ کے حلقہ درس سے ایسے باکمال تلامذہ نکلے ہوں ان کا استاد کیسا باکمال ہوگا[2]

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

نامور تلامذہ

[1] عبدالواحد اللغوی، مراتب النحویین، القاہرہ، مکتبہ نہضہ مصر، ۱۳۷۵ھ ص۴۹

[2] الذہبی، ۱۹/۵۸/۹

ابراهیم بن عیسی الزاهد ...

ق — ابراهیم بن محمد الزہری الحلبی نزیل البصرہ — ابو اسحاق ...

س — ابراہیم بن مرزوق بن دینار الحافظ الحجۃ ابو اسحاق البصری نزیل مصر (۰۰۰ - ۲۷۰ھ ۸۸۲ء)

م دت ق — احمد بن ابراہیم ابن کثیر الدورقی الحافظ المجود المصنف ابو عبداللہ العبدی
(۱۶۸ - ۲۴۶ھ - ۷۸۰ - ۸۶۰ء)

ع — احمد بن محمد بن حنبل ... الذہلی الشیبانی المروزی ثم البغدادی، احد الائمۃ الاعلام۔
(۱۶۴ - ۲۴۱ھ - ۷۸۰ - ۸۵۵ء)

خ م دس ق — احمد بن سنان بن اسد الامام الحافظ المجود الواسطی القطان (۰۰ - ۲۵۶ - ۸۶۹ء) ۲۵۹ھ

خ دس — احمد بن عبداللہ بن علی بن سوید السدوسی المنجوفی البصری (۰۰ - ۲۵۲ھ ۰۰۰ ۸۶۶ء)

م ع — احمد بن عبدۃ بن موسیٰ ابو عبداللہ البصری (۰۰ - ۲۴۵ھ)

م ت س — احمد بن عثمان بن عبدالنور النوفلی ابو عثمان البصری (۰۰ - ۲۴۶ھ - ۸۶۰ء)

د — احمد بن الفرات بن خالد الشیخ الامام الحافظ الکبیر الحجۃ ابو مسعود الضبی الرازی نزیل اصبہان
(۰۰ - ۲۵۸ھ ۰۰ - ۸۷۱ء)

خ م ت س ق — اسحاق بن منصور بن بہرام الامام الفقیہ الحافظ الحجۃ ابو یعقوب الکوسج التمیمی المروزی نزیل نیسابور
(۰۰ - ۲۵۱ھ - ۰ - ۸۶۵ء)

الحراج بن مخلد ...

م د — حجاج بن یوسف الثقفی الحافظ ابو محمد البغدادی (۰۰ - ۲۵۹ھ - ۸۷۳ء)

خ — خلیفہ بن خیاط ابن خلیفہ الامام الحافظ العلامۃ الاخباری، ابو عمرو العصفری البصری ویلقب بشباب
صاحب التاریخ والطبقات (۱۶۰ - ۲۴۰ھ - ۷۷۶ - ۸۵۴ء)

ع — زیاد بن یحیی بن زیاد بن حسان الحسانی ابو الخطاب الفکر العدنی البصری (۰۰ - ۲۵۴ھ)

خ ع — زید بن اخزم الحافظ المجود ابو طالب الطائی البصری (۰۰ - ۲۵۷ھ ۰۰۰ ۸۷۰ء) سلمۃ بن شبیب ...

دت س — سوار بن عبداللہ بن سوار الامام العلامۃ القاضی ابو عبداللہ التمیمی العنبری البصری (۱۸۲ - ۲۴۵ھ
۷۹۸ - ۸۵۹ء)

م ع — العباس بن عبدالعظیم ابن اسماعیل الحافظ الحجۃ الامام ابو الفضل العنبری البصری۔
(۰۰ - ۲۴۶ھ - ۸۶۰ء)

ع — عباس بن محمد بن حاتم الامام الحافظ الثقۃ الناقد الدوری ثم البغدادی۔
(۱۸۳ - ۲۷۱ھ - ۷۹۹ - ۸۸۴ء) عبدالرحمن بن عمر رستہ ...

دس — عبدالرحمٰن بن محمد بن سلام الطرسوسی البغدادی ابو القاسم (۰۰ - ۲۳۱ھ - ۸۴۵ء)

دت ق — عبداللہ بن الحکم بن سلیمان القطوانی ابو عبدالرحمٰن الکوفی الدہقان (۰ - ۲۵۵ھ - ۸۶۸ء)

خ م د س ق — عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم الکوفی الامام العلم سید الحفاظ (۔۔ ۲۳۵ھ ۔۔ ۸۴۹ء)
خ ت — عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن جعفر المسندی شیخ ما وراء النہر ابو جعفر الامام الحافظ المجود الجعفی مولاہم البخاری (۱۳۹ ۔ ۲۲۹ھ ۔ ۷۵۶ ۔ ۸۴۳ء)
س — عبداللہ بن الہیثم بن عثمان العبدی ابو محمد البصری نزیل الرقۃ (۔۔ ۲۶۱ھ ۔ ۸۷۴ء)
عبدالملک بن مروان بن قارظ الاہوازی ابو مروان البصری الحذاء جار الطیالسی (۔۔ ۲۵۰ھ ۔ ۸۶۴ء)
خ ع — عبدۃ بن عبداللہ بن عبدۃ الخزاعی الصفار ابو سہل البصری (۲۵۷ھ ۔۔ ۸۷۰ء) ۲۵۸
خ م د س ق — عثمان بن محمد بن القاضی ابی شیبۃ ابراہیم العبسی الکوفی الامام الحافظ الکبیر المفسر (۔۔ ۲۳۹ھ ۔۔ ۸۵۲ء)
خ د ت س ق — علی بن عبداللہ بن جعفر السعدی مولاہم البصری المعروف بابن المدینی الشیخ الامام الحجۃ (۱۶۱ ۔ ۲۳۴ھ ۔ ۷۷۷ ۔ ۸۴۸ء)
خ د س — علی بن مسلم بن سعید الامام المحدث الثقۃ مسند العراق ابو الحسن الطوسی البغدادی (۔۔ ۲۵۳ھ ۔۔ ۸۶۷ء)
ع — عمرو بن علی بن بحر الحافظ الامام المجود الناقد ابو حفص الباہلی الصیرفی الفلاس (۔۔ ۲۴۹ھ ۔ ۸۶۳ء)
س — عمرو بن یزید ابو برید الجرمی البصری
خت م د س — فضیل بن حسین بن طلحۃ الجحدری البصری الحافظ (۱۴۵ ۔ ۲۳۷ھ ۔ ۷۶۲ ۔ ۸۴۸ء)
خ م س — محمد بن ابی بکر بن علی الثقفی، مولاہم البصری الامام المحدث الحافظ الثقۃ (۱۵۴ ۔ ۲۳۴ھ ۔ ۷۷۰ ۔ ۸۴۸ء)
ع — محمد بن بشار بن عثمان، الامام الحافظ، راویۃ الاسلام، ابو بکر العبدی البصری البندار (۱۶۷ ۔ ۲۵۲ھ ۔ ۷۸۳ ۔ ۸۶۹ء)
د — محمد بن حفص القطان ابو عبدالرحمان البصری
د ت ق — محمد بن حمید بن حیان العلامۃ الحافظ الکبیر، ابو عبداللہ الرازی (۲۴۸ھ ۔۔ ۸۶۲ء)
خ م د ت س — محمد بن رافع بن ابی یزد سابور القشیری مولاہم النیسابوری (۲۴۵ھ ۔ ۸۵۹ء)
خ م د ت س ق — محمد بن طلحۃ بن مصرف بن کعب الیامی الکوفی (۲۶۷ھ
ت ق — محمد بن فراس الضبعی ابو ہریرۃ الصیرفی البصری (۲۴۵ھ ۔ ۸۵۹ء)
ع — محمد بن المثنی بن عبید الامام الحافظ الثبت، ابو موسی العنزی البصری الزمن (۲۵۲ھ ۔ ۸۶۶ء)

محمد بن موسی بن نفیع الحرشی، ابو عبداللہ البصری {٢٤٨ھ - ٨٦٢ء}

قد ق — محمد بن یزید بن عبدالملک الاسفاطی البصری الاعور

د — محمد بن یونس بن موسی القرشی السامی البصری الشیخ الامام الحافظ الکبیر المعمر ابو العباس الکدیمی۔ {١٨٦ - ٢٨٦ھ - ٨٠٢ - ٨٩٩ء}

خ م ت س ف — محمود بن غیلان الامام الحافظ الحجۃ العدوی مولاہم المروزی {٢٣٩ھ - ٨٥٢ء}

ع — نصر بن علی بن نصر الحافظ، العلامۃ الثقۃ، ابو عمرو، الازدی، الجہضمی الصغیر۔ {١٦٠ - ٢٥٠ھ - ٧٧٦ - ٨٦٤ء}

خ سق دت ق — نعیم بن حماد بن معاویۃ، الامام العلامۃ الحافظ ابو عبداللہ الخزاعی المروزی الفرضی الاعور صاحب التصانیف {٢٢٨ھ - ٨٤٢ء}

م ع — ہارون عبداللہ بن مروان، الامام الحجۃ، الحافظ، المجود، ابو موسی البغدادی التاجر البزار الملقب بالحمال۔

دس ق — یحیی بن حکیم، الحافظ الامام المامون ابو سعید البصری المقوم {١٧٦ - ٢٥٦ھ - ٧٩٢ - ٨٦٩ء}

خ دت س — یحیی بن موسی بن عبدربہ الحرانی ابو زکریا البلخی السختیانی المعروف بخت کوفی الاصل۔ {٢٤٠ھ - ٨٥٤ء}

ع — یعقوب بن ابراہیم بن کثیر الحافظ الامام الحجۃ ابو یوسف العبدی القیسی مولاہم الدورقی {١٦٦ - ٢٥٢ھ}

ابو بکرہ بکار بن قتیبۃ بن اسد الثقفی البصری الفقیہ المحدث قاضی الدیار المصریۃ {١٨٢ - ٢٧٠/٢٩٠ھ} موصوف امام طحاوی کے شیوخ میں سے ہیں طحاوی شرح معانی الآثار میں ابوداود طیالسی کی روایات انہی کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں

خ م ت — ابو محمد عبد بن حمید بن نصر الکسی الحافظ {بعد ١٧٠ - ٢٤٩ھ} ابوداؤد طیالسی کے شاگرد تھے موصوف نے اپنی مسند میں ابوداؤد طیالسی سے روایت کی ہے۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے میزان الاعتدال ٢/٣١٢ میں موصوف کی مسند سے ابوداؤد طیالسی کی روایتیں نقل کی ہیں۔

ابوداؤد طیالسی سے محدثین کی ایک خلقِ کثیر نے روایت کی۔ ان میں سب سے آخر میں وفات پانے والے مسند اصفہان محمد بن اسد مدینی شیخ ابی الشیخ تھے۔ یہ ابوداؤد طیالسی کے بعد ۹۰ برس علوم حدیث کی خدمت کرتے رہے۔ سو سال سے بھی زیادہ عمر پائی۔ ۲۹۳ھ - ۹۰۵ء میں انتقال کیا۔ حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (۲۶۰-۳۶۰) نے انہیں دیکھا اور ان سے استفادہ کیا۔

حافظ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے سیر اعلام النبلاء میں تصریح کی ہے کہ تاریخ میں ایسا بہت کم ہوا ہے۔ یہ فخر و سعادت تاریخ اسلام میں گنتی کے حفاظ حدیث و محدثین کو حاصل ہوئی ان میں سے مشہور ترین حسب ذیل ہیں۔

۱۔ محدث احمد بن منیع کے نواسہ محدث عراق و مسند بغداد حافظ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن محمد بن عبدالعزیز البغوی البغدادی۔ (۲۱۴-۳۱۷ھ - ۸۲۸-۹۲۹ء)

۲۔ محدث ماوراء النہر مؤلف مسند کبیر حافظ ابوسعید الھیثم بن کلیب بن شریح شاشی۔ جس نے ۲۳۳ھ ۸۴۷ء میں بخارا میں حدیثیں بیان کیں۔ اور ۳۳۵ھ ۹۴۷ء میں بخارا میں وفات پائی۔

۳۔ شاگرد ابونعیم حافظ اصفہانی المتوفی ۴۳۰ھ مسند وقت ابوعلی حسن بن احمد بن الحسن بن محمد بن مہرہ الاصبہانی الحداد (۴۱۹ھ - ۵۱۵ھ - ۱۰۲۸-۱۱۲۲ء) ہیں۔

ایسے شیوخ حدیث تاریخ رجال میں (بضعۃ عشر) دس سے اوپر ہوتے ہیں۔

۴۔ ان شیوخ کا خاتمہ محدث دنیا ابوالعباس احمد بن ابی طالب ابن نعمہ صالحی دمشقی المعروف بالحجار الشہیر بابن شحنہ (۶۳۰ھ - ۷۳۰ھ) پر ہوا ہے [1]

---

[1] الذہبی، ۹/۳۸

راویانِ مسند ابوداؤد طیالسیؒ

۱- یونس نام - ابوبشر کنیت، اور سلسلہ نسب یہ ہے ۔

یونس بن حبیب بن عبدالقادر بن عبدالعزیز بن عمر بن قیسؒ بن ابی مسلم الماصری،

مورخ اسلام شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے سیر اعلام النبلاء (۱۲/۵۹۶) میں موصوف کا ترجمہ ان الفاظ میں شروع کیا ہے ۔

یونس بن حبیب المحدث الحجۃ، ابوبشر العجلی مولاہم الاصبہانی ۔

ابوبشر عجلی نے ابوعمرو بکر بن بکار القیسی البصری المتوفی بعد ۲۰۷ھ، قاضی حسین بن حفص ہمدانی المتوفی ۲۱۲ھ عامر بن ابراہیم المتوفی ۲۰۶ھ محمد بن کثیر الصنعانی ثم المصیصی المتوفی ۲۱۶ھ اور ابوداؤد طیالسی وغیرہ سے علوم کی تحصیل کی ۔ لیکن ابوداؤد سے زیادہ مناسبت تھی اور موصوف سے زیادہ تر استفادہ کیا تھا ۔ یونس کے پاس ابوداؤد کی روایت سے تیس ہزار حدیثوں کا ذخیرہ محفوظ تھا[۲] انہی وجوہ سے صاحب ابی داؤد طیالسیؒ کے لقب سے مشہور تھے اور مسند ابی داؤد طیالسی کے موصوف سے تنہا راوی ہیں اور یہ مسند انہی کے ذخیرۂ احادیث کا انتخاب ہے جیسا کہ گزر گیا

محدث ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق السفرائنی المتوفی ۳۱۶ھ/۳۱۲ھ، حافظ محدث ابوبکر احمد بن ابی عاصم ۲۸۷ھ حافظ بن حافظ ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد السجستانی المتوفی ۳۱۶ھ علی بن رستم اور مسند بلادِ عجم ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس الاصبہانی ۳۴۶ھ وغیرہ کو موصوف سے تلمذ کی نسبت حاصل ہے ۔

---

[۱] یونس کے جد امجد ابومسلم دیلمی جنگ میں اہل کوفہ کے قیدی بن کر آئے ۔ اسلام قبول کیا ۔ پھر ان کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ۔ اس کا نام قیس رکھا یہ حضرت علی کے آزاد کردہ غلام تھے ۔ انہیں ماصر کا والی بنا دیا گیا ۔ انہی نے مابین دجلہ و فرات حد قائم کی اس لئے انہیں قیس الماصر (حد فاصل قائم کرنے والا) کہا جانے لگا ۔ ان کے دو فرزند عمر اور عبدالعزیز ابن مسلم نے حجاج کے زمانے میں عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کندی (۸۵ھ) کی زیر کمان حجاج کے خلاف جنگ لڑی ۔ جب ابن الاشعث کو شکست ہوئی تو عبدالعزیز اپنے اہل و عیال کے ساتھ اصفہان چلے آئے، عمر بن قیس الماصر نے کوفہ میں سکونت اختیار کی ۔ اہل کوفہ نے موصوف سے روایات کیں ۔

عبدالعزیز نے ام البنین بنت الزبیر بن مشکان سے شادی کی ۔ ان کے اور زبیریوں کے مابین رشتے ہوئے ۔ اس نسبت سے یہ زبیری مشہور ہوئے ۔ السمعانی ۵/۱۷۴ (نسبت الماصری)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یونس ایک علمی خانوادہ کے فرد فرید تھے ۔

[۲] ابوالشیخ ۲/۵

ابو محمد بن عبدالرحمن ابی حاتم رازی المتوفی ۳۲۷ھ جنہیں حافظ ابو مسعود احمد بن الفرات نے موصوف سے حدیثیں قلمبند کرنے کا حکم دیا تھا وہ فرماتے ہیں :۔

کتبت عنه باصبهان وهو ثقة [1] — میں نے اصفہان میں موصوف سے حدیثیں لکھی تھیں وہ ثقہ ہیں

فن قرارت کی امام کسائی کے مشہور شاگرد قتیبہ بن مہران المتوفی بعد ۲۰۰ھ سے تکمیل کی تھی۔

اسلامی دنیا میں مسند ابو داؤد طیالسی آج انہی کی روایت سے مشہور ہے۔

علامہ ذہبی سیر اعلام النبلاء میں رقمطراز ہیں

روی عن ابی داود الطیالسی "مسنداً" فی مجلد کبیر [2]

یونس اصفہان میں بہت معزز و محترم، دینداری، تقویٰ و پرہیزگاری میں بہت ممتاز تھے۔

حافظ ابونعیم اصفہانی کا بیان ہے۔

کان یونس محتشما، عظیم القدر باصبهان موصوفا بالدین والصیانة، والصلاح [3] — یونس جاہ و حشم اور قدر و منزلت والے عالم تھے، دینداری، پاکدامنی اور صلاح و تقویٰ کی صفات سے آراستہ تھے

ان کے علمی مرتبہ و مقام کا اندازہ قاضی اصفہان حافظ ابو بکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم المتوفی ۲۸۷ھ کے اس سوال سے کیا جا سکتا ہے جو موصوف نے محدث اصفہان حافظ ابو مسعود احمد بن الفرات المتوفی ۲۵۸ھ سے کیا تھا، وہ فرماتے ہیں

مثلك اذا كان ببلد لم يجب ان نكتب عن احد حتى نسألك عنه فعن من ترى ان اكتب فقال يونس بن حبيب بدأبه من بين جماعة محدثيهم [4] — آپ جیسا محدث کسی شہر میں موجود ہو تو ہم پر لازم ہے کہ ہم آپ سے پوچھ کر کسی سے حدیثیں لکھیں تو فرمائیں میں کس سے حدیث لکھوں، فرمایا یونس بن حبیب سے تو انہوں نے محدثین کی جماعت کے سامنے موصوف سے ابتداء کی

محدث اصفہان ابو بشر نے ۲۶۷ھ میں وفات پائی۔ اور اصفہان میں سپرد خاک کئے گئے۔

---

[1] الذہبی ۲۳۷/۹

[2] الذہبی ۵۹۴/۱۲

[3] ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی، ذکر اخبار اصبہان۔ لیڈن، مطبعہ بریل ۱۹۳۴ء، ۳۴۶/۲، الذہبی ۵۹۷/۱۲

[4] السمعانی ۱۷۴/۵، شمس الدین محمد بن محمد ابن الجزری۔ غایۃ النہایہ فی طبقات القراء، ط ۲۔ بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۰ھ ۴۰۶/۲، ابن نقطہ ۴۸۸، الذہبی العبر ۳۴۵/۲ (وله) تذکرۃ الحفاظ ۵۹۶/۲ (له) دول الاسلام ۱۴۷/۱

مسند اصبہان ابن فارس الاصبہانی [۲۴۸ - ۳۴۶ھ - ۸۶۱ - ۹۵۷ء]

عبداللہ نام - ابو محمد کنیت، اور سلسلہ نسب یہ ہے -

عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس ابو محمد الاصبہانی

علامہ ذہبی نے موصوف کے تذکرہ کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے -

الشیخ الامام المحدث الصالح، مسند اصبہان ابو محمد عبد اللہ ابن المحدث جعفر بن احمد بن فارس الاصبہانی -

ابن فارس ۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور تقریبًا سو برس عمر پائی -

مسند اصفہان محمد بن عاصم ثقفی ۲۶۲ھ، یونس بن حبیب، احمد بن یونس ضبی، احمد بن عصام وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا اور ان سے روایت میں متفرد ہے -

حافظ ابو نعیم اصفہانی، حافظ ابو عبداللہ بن مندہ، المتوفی ۳۹۵ھ اور ابو بکر محمد بن الحسن فورک المتوفی ۴۰۶ھ وغیرہ کو موصوف سے تلمذ حاصل ہے -

موصوف ۳۰۰ھ میں مفضل بن محمد جندی اور اسحاق خزاعی کی حیات میں مکہ میں حدیث بیان کرتے تھے، مؤرخ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں

انتھی الیہ علو الاسناد - عالی اسناد موصوف پر ختم تھی -

چوتھی صدی ہجری میں اسلامی قلمرو میں پانچ معمر شیوخ حدیث موجود تھے - ان میں ابو محمد اصفہانی کا نام نامی سرفہرست ہے - چنانچہ حافظ ابن مندہ المتوفی ۳۹۵ھ کا قول ہے کہ -

فات شیوخ الدنیا خمسة، ابن فارس باصبھان، والاصم بنیسابور، وابن الاعرابی بمکة - وخیثمة بالطرابلس، واسماعیل الصفار ببغداد -

دنیا میں شیوخ حدیث پانچ ہیں - اصبہان میں ابن فارس نیشاپور میں حافظ ابو العباس اصم - ۲۴۷، ۳۴۶ھ مکہ میں شیخ الحرم ابو سعید احمد بن محمد بن الاعرابی ۲۴۶ - ۳۴۰ھ، طرابلس میں حافظ خیثمہ ۲۲۷/۲۵۰ھ - ۳۴۳ھ اور بغداد میں اسماعیل صفار - ۲۴۷ - ۳۴۱ھ

یہ بہت خدا رسیدہ بزرگ تھے - ۲۴۴ھ میں ابو بشر یونس سے "مسند الطیالسی" کا سماع کیا تھا - شوال ۳۴۶ھ میں قضا کی [1]

---

[1] مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو ابو نعیم ۲/۸۰ - الذہبی ۱۵/۵۵۳ (لہ) العبر ۲/۲۷۲، ابن نقطہ ۳۱۴ - ۳۱۵ - صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی، الوافی بالوفیات، نیسبادن، دار النشر فرانز شتایر - ۱۹۷۹ء، ۱۷/ ۵-۱، عبد الحی بن احمد بن العماد الحنبلی، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، مصر، مکتبۃ القدسی ۱۹۷۹ء، ۲/۳۷۳

ابونعیم اصفہانی [۳۳۶-۴۳۰ھ — ۹۴۸-۱۰۳۸ء]

احمد نام، ابونعیم کنیت ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے موصوف کے تذکرے کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے۔

احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران، الامام الحافظ الثقۃ العلامۃ شیخ الاسلام، ابونعیم المہرانی الاصبہانی الصوفی الاحول سبط الزاھد محمد بن یوسف البناء صاحب الحلیۃ۔

یہ ۳۳۶ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے، باپ نامور محدثین میں سے تھے۔ علمی ماحول میں ان کی تربیت کی گئی ابونعیم نے تحصیل علم کے لئے خوب سفر کیا۔ بڑے بڑے مسندین اور محدثین سے انہیں اجازت روایت حاصل ہے چنانچہ شام میں حافظ ابوالحسن خیثمہ بن سلیمان قرشی طرابلسی (۲۵۰-۳۴۳ھ — ۸۶۴-۹۵۵ء) سے نیشاپور میں حافظ ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم (۲۴۷-۳۴۶ھ — ۸۶۱-۹۵۷ء) سے واسط میں محدث واسط ابو محمد عبداللہ بن عمر بن شوذب الواسطی المقری (۲۵۰-۳۴۲ھ — ۸۶۴-۹۵۳ء) سے، بغداد میں محدث ابوسہل احمد بن محمد بن عبداللہ بن زیاد القطان المتوفی البغدادی (۲۵۹-۳۵۰ھ — ۸۷۲-۹۶۰ء) سے۔

دینور میں حافظ ابوبکر احمد بن محمد المعروف بابن السنی (۲۸۴-۳۶۴ھ — ۸۹۷-۹۷۴ء) اور اس دور کے دوسرے محدثین سے بھی اکتساب کمال کیا تھا۔

ابونعیم نے ۳۴۴ھ میں ابو محمد عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس سے مسند ابی داؤد طیالسی کا سماع کیا[۱] یہی ان کے سب سے بڑے شیخ تھے

مورخ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ موصوف کے متعلق لکھتے ہیں۔[۲]

کان حافظاً مبرزاً عالی الاسناد۔ تفرد فی الدنیا بشیٔ کثیر من العوالی وھاجر الی بقیۃ الحفاظ[۳]	ابونعیم عالی اسناد، ممتاز حافظ حدیث تھے دنیا میں عوالی کے امور میں منفرد و یکتا تھے اور بقیۃ الحفاظ سے استفادہ و اجازہ کی خاطر سفر کیا تھا۔

حافظ ابوبکر خطیب بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ کا بیان ہے۔

لم ار احداً اطلق علیہ اسم الحفظ غیر رجلین ابونعیم الاصبہانی و ابوحازم العبدوی[۴]	میں نے دو محدث، ابونعیم اور ابوحازم عبدوی کے سوا کسی کو نہیں دیکھا جن پر حافظ الحدیث کا لفظ بولا جاتا ہو۔

---

[۱] مسند ابوداؤد طیالسی

[۲] الذہبی ۱۷/۴۶۱

[۳] ؍؍ ؍؍ ۱۷/۴۵۸ (دل)، تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۰۹۲

[۴] ؍؍ ؍؍

احمد بن موسیٰ مردویہ اصفہانی المتوفی ۴۱۰ھ فرماتے ہیں

ابونعیم اپنے وقت میں ایسے حافظ حدیث تھے جن کی طرف سفر کیا جاتا تھا۔ دنیا کے کسی گوشہ میں اُن سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں تھا۔ عالم کے حافظ حدیث ان کے پاس آکر اکٹھے ہوگئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کی باری مقرر تھی وہ جو چاہتا ظہر تک ان سے پڑھتا تھا وہ جب گھر جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو شاگرد راستے میں کوئی جزء ان سے پڑھتا رہتا تھا۔ وہ کسی طرح کی تنگی محسوس نہیں کرتے تھے۔ تصنیف وتالیف کرنے اور حدیثیں سننے سنانے کے سوا ان کی کوئی غذا نہیں تھی [۱]

مسند وقت حمزہ بن العباس العلوی الحسینی الاصبہانی ۴۱۷ھ کہتے ہیں۔

اصحاب الحدیث کہتے تھے کہ ابونعیم چودہ برس ایسے رہے کہ مشرق ومغرب میں ان سے بڑھ کر عالی اسناد رکھنے والا اور ان سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہ تھا [۲]

حافظ ذہبی موصوف کے متعلق رقمطراز ہیں کہ :۔

ابونعیم متہم نہیں بلکہ وہ بہت راست گو، اور اس فن کے عالم تھے اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے ہیں اس سے بڑھ کر ان کا کوئی گناہ نہیں سمجھتا کہ وہ اپنی تالیفات میں موضوع حدیثیں ذکر کر جاتے اور ان پر سکوت اختیار کر جاتے ہیں [۳]

محدث ہرات حافظ ابوسعد احمد بن محمد الانصاری المالینی (۔۔ - ۴۱۲ھ - ۔۔ - ۱۰۲۱ء) ابوبکر بن ابی علی الہمدانی ۳۰۸ - ۳۹۸ھ ۹۲۰ - ۱۰۰۷ء) ابوبکر خطیب بغدادی ۳۹۲ - ۴۶۳ھ - ۱۰۰۱ - ۱۰۷۰ء) ابو علی الحداد (۴۱۹ - ۵۱۵ھ - ۱۰۲۸ - ۱۱۲۲ء) وغیرہ ان کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ اس امتیاز واختصاص کے باوجود خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ان کا ترجمہ نہیں کیا جیسا کہ ابونعیم اصفہانی نے کتاب الحلیہ میں امام ابو حنیفہؒ کا ترجمہ نہیں کیا۔

ابونعیم نے اپنے شیوخ کی معجم مرتب کی [۴]، کتاب الحلیہ، المستخرج علی الصحیحین، تاریخ اصبہانی، کتاب علوم الحدیث وغیرہ ان کی تالیفات میں زیادہ مشہور ہیں

---

[۱] الذہبی۔ ۴۵۹/۱۷ (ل)، تذکرۃ الحفاظ ۱۰۹۴/۲۔ تاج الدین عبدالوہاب السبکی، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ۔ تحقیق عبدالفتاح محمد الحلو، محمود محمد الطناحی، دار احیاء الکتب العربیہ، ۱۹۷۶ء ۲۱/۴

[۲] الذہبی ۴۵۹/۱۷

[۳] ایضاً، ۴۶۱/۱۷

[۴] ایضاً ۴۵۵/۱۷

مسند الدنیا ابوالحداد سے بہت سے علماء کو تلمذ کا فخر حاصل ہے لیکن چند ایسے علماء ہیں جن کے سماع مسند ابی داؤد طیالسی کی صراحت مطبوعہ نسخہ کے بعض اجزاء ہیں موجود ہے ان میں مسند اصفہان احمد بن اللبان، خلیل بن ابی الرجاء ابوجعفر محمد بن احمد صیدلانی کا مختصر تذکرہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

مسند العصر الحداد

[۴۱۹ - ۵۱۵ ھ - ۱۰۲۸ - ۱۱۲۲ء]

حسن نام - ابوعلی کنیت اور الحداد (لوہار) کی نسبت سے مشہور تھے۔

حافظ ذہبی ۷۴۸ ھ نے موصوف کے تذکرہ کا آغاز حسب ذیل الفاظ سے کیا ہے۔

الشیخ الامام، المقری المجود، المحدث المعمر، مسند العصر، ابوعلی الحسن بن احمد بن الحسن بن محمد بن علی بن فہرۃ الاصبھانی، شیخ اصبھان فی القراءات والحدیث جمیعًا۔

شعبان ۴۱۹ھ میں پیدا ہوئے (۴۲۴ھ - ۱۰۲۲ء) سے اصفہان میں علوم وفنون کی تحصیل کی اور اس دور کے ممتاز محدثین سے حدیثیں سنیں۔ ان میں ابوبکر محمد بن علی بن مصعب التاجر الاصبہانی المتوفی ۴۲۵ھ کا نام سرفہرست ہے، حافظ ابونعیم اصبہانی سے تقریبًا ایک بار بیشتر احادیث کا سماع کیا۔

بہت سے علماء نے موصوف سے استفادہ کیا ان میں ابوالمکارم احمد بن محمد بن اللبّان [۵۰۷ - ۵۹۷ھ ۱۱۱۳ - ۱۲۰۰ء] ابوجعفر الصیدلانی وغیرہ کا نام سرفہرست آتا ہے۔ موصوف سے باجازۃ روایت کرنے والوں میں محدث شام حافظ ابوالقاسم علی بن حسن المعروف بابن عساکر [۴۹۹ - ۵۷۱ ھ - ۱۱۰۵ - ۱۱۷۵ء] اور تاج الاسلام ابوسعد عبدالکریم بن محمد سمعانی [۵۰۶ - ۵۶۲ ھ - ۱۱۱۲ - ۱۱۶۶ء] زیادہ ممتاز ہیں۔

علامہ سمعانی المتوفی ۵۶۲ھ موصوف کے متعلق رقمطراز ہیں۔

هو اجل شیخ اجازلی، رحل الناس الیه ورأی من العز مالم یرہ احد فی عصرہ وکان خیرا صالحًا ثقة۔

وہ میرے سب سے بڑے شیخ ہیں جس نے مجھے روایت حدیث کی اجازت دی لوگوں نے تحصیل علم کی خاطر ان کی طرف سفر کیا موصوف نے اپنے زمانے میں وہ عزت پائی جو کسی کو اپنے زمانے میں نصیب نہ ہوئی ہو۔ وہ سب سے بہتر، نیک اور ثقہ تھے۔

ابوالخیر محمد بن الجزری المتوفی ۸۳۳ھ غایۃ النہایہ ۱/۲۰۶ میں لکھتے ہیں

اعلی من بقی فی الدنیا اسنادًا فی القراءات والحدیث۔

اسلامی دنیا میں قراءات و حدیث میں اعلیٰ سند رکھنے والے موصوف ہی رہ گئے تھے۔

حافظ ابوبکر محمد بن عبدالغنی ابن نقطہ بغدادی المتوفی ۶۲۹ھ نے تصریح کی ہے کہ ابوعلی نے حافظ ابونعیم اصفہانی سے مؤطاء القعنبی، مسند الامام احمد، مسند الحارث وغیرہ کا سماع کیا - محرم ۵۱۲ ھ - ۱۱۱۸ء میں مسند ابی داؤد

الطیالسی کا سماع کیا۔

مؤرخ ذہبی کے الفاظ میں مسند الدنیا ابو علی الحداد نے بروز جمعہ ۲۶ ذوالحجہ ۵۱۵ھ کو تقریبًا سو سال کی عمر میں قضا کی۔ اصفہان میں شیخ ابو احمد العسال کے پاس دفن کئے گئے۔[1]

مسند ابو المکارم بن اللبان

{۵۰۷-۵۹۷ھ - ۱۱۱۳ - ۱۲۰۰ء}

احمد نام، ابو المکارم کنیت، ابن اللبان عرف ہے۔ علامہ شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے موصوف کے تذکرہ کا آغاز ان الفاظ میں کیا ہے۔

القاضی العالم - مسند اصبہان، ابو المکارم، احمد بن ابی عیسٰی محمد بن محمد ابن الامام عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمان بن محمد ابن المحدث عبد اللہ بن محمد بن النعمان بن عبد السلام، التیمی الاصبہانی، الشروطی، ابن اللبان۔

موصوف کے دادا فقیہ زاہد تھے،[2] موصوف صفر ۵۰۶/۵۰۷ھ ۱۱۱۲/۱۱۱۳ء میں پیدا ہوئے اس دور کے نامور علماء و محدثین سے علوم کی تحصیل کی لیکن حدیث میں سب سے زیادہ استفادہ ابو علی الحداد سے کیا چنانچہ وہ زیادہ تر الحداد سے روایت کرتے ہیں ۵۹۲ھ - ۱۱۹۵ء میں موصوف سے پوری مسند ابی داؤد الطیالسی کا ان سے سماع کیا۔ مسند خراسان ملحق الاحفاد بالاجداد (پوتوں کو دادوں سے ملانے والے) شیخ ابوبکر عبد الغفار بن محمد بن حسین الشیروی النیسابوری التاجر المتوفی ۵۱۰ھ سے اجازتِ روایت میں متفرد تھے۔ محدث ابو رشید محمد بن ابی بکر بن الغزالی المتوفی ۶۳۱ھ متولی مشیخۃ دار الحدیث اربل محدث رحال بدل بن ابی المعمر بن اسماعیل التبریزی المتوفی ۶۳۶ھ حافظ ابو موسٰی عبد اللہ بن حافظ عبد الغنی مقدسی المتوفی ۶۴۳ھ حافظ یوسف بن خلیل آمدی وغیرہ کو موصوف سے تلمذ کا فخر حاصل ہے محدث ابو العباس احمد بن سلامہ اور فخر الدین علی بن احمد بن عبد الواحد بن احمد المقدسی الحنبلی (۵۹۶ھ - ۶۹۰ھ) وغیرہ کو موصوف

---

[1] مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

السمعانی، التحبیر فی المعجم الکبیر، تحقیق منیرہ ناجی سالم، بغداد، رئاستہ دیوان الاوقاف ۱۹۷۵ء ۱/ ۱۷۷-۱۹۲، ابن الجوزی، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، حیدر آباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۵۹ھ - ۹/ ۲۲۸، ابن نقطہ، ۲۳۶، ۲۳۷۔ الذہبی، ۱۹/ ۳۰۳ - ۳۰۷ (ولہ) العبر ۴/ ۳۴ (لہ) معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار، تحقیق محمد سید جاد الحق، القاہرۃ دار الکتب الحدیثہ ۱۹۶۹ء، ۱/ ۳۸۲-۳۸۳، ابن الجزری ۱/ ۲۰۶ ابن العماد ۴/ ۴۷

[2] عبد العظیم المنذری، التکملہ لوفیات النقلہ، تحقیق بشار عواد معروف، ط-۲- بیروت، مؤسستہ الرسالۃ، ۱۴۰۱ھ، ۱/ ۴۰۴ (۶۲۶) ابن نقطہ ۱۸۰ - الذہبی ۲۱/ ۳۶۲ (لہ) العبر ۴/ ۲۹۳ (لہ) دول الاسلام ۲/ ۷۹؛ ابن العماد ۴/ ۳۲۹

سے اجازت روایت حاصل ہے

ابوسعید الرارانی الاصفہانی

{۵۰۰-۵۹۶ھ-۱۱۰۶-۱۲۰۰ھ}

خلیل نام، ابوسعید کنیت ہے۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔

خلیل بن ابی الرجاء بدر بن ثابت بن روح، ابوسعید الرارانی الاصبہانی۔

موصوف ۵۰۰ھ میں پیدا ہوئے، محدث ابوعلی الحداد، شیخ ابوالفضل جعفر بن عبدالواحد ثقفی اصفہانی {۴۳۴ھ ۵۲۳ھ ۱۰۴۲-۱۱۲۸ء} ابومنصور محمود بن اسماعیل اصفہانی صیرفی اشقر {۴۲۱-۵۱۴ھ-۱۰۳۰-۱۱۲۰ء} وغیرہ نامور محدثین سے احادیث کا سماع کیا۔ پھر مسند درس کو زینت بخشی

حافظ یوسف بن خلیل، حافظ ابورشید محمد بن ابی بکر غزالی المتوفی ۶۳۱ھ وغیرہ کو موصوف سے تلمذ کی نسبت حاصل ہے[۱]

مسند اصفہان ابوجعفر الصیدلانی

{۵۰۹-۶۰۳ھ-۱۱۱۶-۱۲۰۷ء}

محمد نام۔ ابوجعفر کنیت اور سلسلۂ نسب یہ ہے۔

محمد بن احمد بن نصر بن ابی الفتح الحسین بن محمد بن خالویہ الصیدلانی ابوجعفر الاصبہانی سبط حسین بن مندہ۔

شب عیدالاضحیٰ ۵۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔

مسندوقت ابوعلی الحداد المتوفی ۵۱۵ھ محدث ابومنصور محمود بن اسماعیل الصیرفی الاشقر الاصبہانی {۴۲۱ھ ۵۱۴ھ-۱۰۳۰-۱۱۲۱ء} ابوالخیر عبدالکریم بن علی فورجہ سے احادیث کا سماع کیا۔ گیارہ برس کی عمر میں فاطمہ جوزدانیہ ام ابراہیم بنت عبداللہ بن احمد بن القاسم الاصبہانیہ {۴۲۵-۵۲۴ھ-۱۰۳۳-۱۱۲۹ء} سے ۵۲۰ھ-۱۱۲۶ء میں معجم طبرانی کا سماع کیا۔

محدث الشام حافظ ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی الصالحی الحنبلی {۵۶۹-۶۴۳ھ-۱۱۷۳-۱۲۴۵ء} محدث حلب حافظ شمس الدین ابوالحجاج یوسف بن خلیل بن عبداللہ الدمی {۵۵۵-۶۴۸ھ ۱۱۶۰-۱۲۵۰ء} وغیرہ کو موصوف سے تلمذ حاصل ہے[۲]

---

[۱] ابن نقطہ، ۲۶۲ (۳۲۳) الذہبی، العبر ۴/۲۹۱، ۲۹۲، ابن العماد ۴/۳۲۳

[۲] الذہبی، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام - تحقیق بشار عواد معروف بغداد، داراحیاء الکتب العربیہ، ۱۹۷۷ء - ۱۸/۱۴۰-۱۴۱ -

حافظ ذہبی نے موصوف کے متعلق لکھا ہے

انتھی الیہ علو الاسناد فی الدنیا ورحلوا الیہ [1]

اسلامی دنیا میں علو اسناد ان پر ختم تھا تحصیل علم کے لئے علماء ان کی طرف سفر کرکے آتے تھے۔

مسند اصفہان ابو جعفر صیدلانی نے ۹۴ سال کی عمر میں آخری رجب ۶۰۳ھ میں انتقال کیا۔

عفیف الدین الآمدی

(۶۴۰ - ۷۲۵ھ - ۱۲۴۲ - ۱۳۲۵ء)

اسحاق نام۔ ابو محمد کنیت، عفیف الدین لقب اور سلسلہ نسب یہ ہے۔

اسحاق بن یحیٰ بن ابراہیم بن اسماعیل الآمدی الدمشقی الحنفی۔ موصوف ۶۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ حافظ شمس الدین ابو الحجاج یوسف بن خلیل آمدی، مجد الدین ابو البرکات عبد السلام بن عبد اللہ بن تیمیہ حرانی حنبلی المتوفی ۶۵۳، شیخ عالی اسناد مسند جزیرہ ابو الفضل عیسی بن سلامہ بن سالم الخیاط (۵۵۴ - ۶۵۴ھ) حافظ ناقد ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی المتوفی ۶۴۳ھ وغیرہ سے حدیث کی تکمیل کی حدیث وفقہ میں کامل دستگاہ حاصل کی نیز دیگر علوم میں اچھی دستگاہ بہم پہنچائی۔ حدیث کی کتابوں کے اصل نسخے حاصل کئے [2] پھر مسند تدریس کو زینت بخشی۔

دار الحدیث ظاہریہ دمشق میں حدیث پڑھائی، مؤرخ حافظ ابن کثیر موصوف کے متعلق رقمطراز ہیں۔

کان شیخا حسنا بھی المنظر سھل الاسماع یحب الروایۃ ولدیہ فضیلۃ [3]

یہ بڑے اچھے شیخ تھے، خوش منظر تھے۔ اطمینان وسہولت سے روائتیں سناتے، روایت حدیث کو پسند کرتے تھے موصوف کو شرف وفضیلت حاصل تھا۔

---

[1] الذھبی ۴۳۰/۲۱، (لہ) العبر ۵/ وفیات ۶۰۳ھ) (لہ) دول الاسلام ۸۲/۲ ابن العماد ۵/۱۰-۱۱

[2] مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد الدکن نے جب ۱۳۱۱ھ میں "مسند ابو داؤد طیالسی" کو شائع کرنا شروع کیا تو دوران اشاعت جو قدیم ترین نسخہ انہیں حاصل ہو سکا وہ شیخ عفیف الدین کی ملکیت تھا یہ نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں محفوظ ہے یہیں سے مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ نے مستعار لے کر مطبوعہ نسخہ میں اضافہ کیا ہے، مسند ابی داؤد طیالسی کو ابواب فقہ پر ترتیب دینے والوں اور اطراف نگاروں اور حال کے ناشرین کو بھی اس کے سوا کوئی قدیم نسخہ نہیں مل سکا۔

[3] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۱۲۴/۱۴، عبد القادر القرشی الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیہ، حیدر آباد الدکن، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۳۲ھ ۱۳۹/۱ - ذیول العبر فی خبر من غبر للذھبی، تحقیق ابو ہاجر محمد السعید بن سیونی زغلول، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵ء - ۷۴/۴ -

محدث ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن ابراہیم المعروف بابن المہندس المتوفی ۷۳۳ھ نے شیخ عفیف الدین کی معجم الشیوخ مرتب کی تھی۔ علامہ شمس الدین ذہبی نے اس کا سماع مصنف سے کیا تھا۔ وہ عفیف الدین کو ثقہ قرار دیتے ہیں[1]

---

[1] الذہبی، المعجم المختص (بالمحدثین)، تحقیق محمد الحبیب الہیلہ، الطائف، مکتبۃ الصدیق۔ ۱۴۰۸ھ ص۸۰ (۸۰)

ماخذوں کی فہرست

ابن ابی حاتم، ابو محمد عبدالرحمن بن محمد بن ادریس الرازی (۳۲۷ھ)

۱۔ تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل، حیدرآباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۹۵۲ء

۲۔ کتاب الجرح والتعدیل

ابن تیمیہ، تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام الحرانی الدمشقی (۷۲۸ھ)

۳۔ منہاج السنۃ النبویہ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ، القاہرہ، مطبعۃ الامیریہ، ۱۳۲۳ھ

ابن الجزری شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد بن علی الجزری الشافعی (۸۳۳ھ)

۴۔ غایۃ النہایہ فی طبقات القراء، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۰ھ

ابن الجوزی، الفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد البغدادی ۵۹۷ھ

۵۔ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، حیدرآباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۵۹ھ

ابن حجر العسقلانی شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی الشافعی، ۸۵۲ھ

۶۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ رض، بغداد، مکتبۃ المثنی، ب، ت

۷۔ تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الائمۃ الاربعۃ، حیدرآباد الدکن، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۲۴ھ

۸۔ تقریب التہذیب تحقیق محمد عوامہ حلب: دارالرشید ۱۴۰۶ھ

۹۔ تہذیب التہذیب، حیدرآباد الدکن، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۵۲ھ

۱۰۔ طبقات المدلسین، اسماء المدلسین للسیوطی تحقیق محمد زینہم محمد عزب، القاہرۃ، دارالصحوۃ۔

۱۱۔ القول المسدد فی الذب عن مسند الامام احمد، حیدرآباد الدکن، دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۸۹ھ

۱۲۔ لسان المیزان، حیدرآباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۲۹ھ

۱۳۔ المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ، تحقیق حبیب الرحمن الاعظمی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ب، ت

۱۴۔ نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر بحاشیۃ الشیخ محمد عبداللہ التونکی، کراچی، الرحیم اکیڈیمی، ۱۴۰۷ھ

۱۵۔ النکت علی کتاب ابن الصلاح، تحقیق ربیع بن ہادی عمیر، ط ۲، الریاض، دارالرایہ للنشر والتوزیع، ۱۴۰۸ھ

۱۶۔ ہدی الساری مقدمہ فتح الباری، القاہرہ، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، ۱۳۴۷ھ

ابن حزم، ابو محمد علی بن محمد ابن حزم الظاہری الاندلسی، ۴۵۶ھ

۱۷۔ فضائل الاندلس واہلہا، تحقیق صلاح الدین المنجد، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۳۴۷ھ

ابن حنبل، احمد بن محمد البغدادی، ۲۴۱ھ

۱۸۔ کتاب العلل ومعرفۃ الرجال، استانبول، ۱۹۸۷ء

۱۹ — مسند الامام احمد بن حنبل و بهامشہ منتخب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال للمتقی الھندی ط:۴ البیروت۔ المکتب الاسلامی، ۱۹۸۳ء

۲۰ ابن خلکان، شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر ۶۸۰ ھ

۲۰ — وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان، تحقیق احسان عباس، بیروت، دار القلم، ۱۹۷۱ء

ابن رجب، زین الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد، ۷۹۵ ھ

۲۱ — شرح علل الترمذی، تحقیق عصام عبد الرحیم سعید، اردن، مکتبۃ المنار، ۱۴۰۷ھ

ابن سعد کاتب الواقدی ابو عبد اللہ محمد، ۲۳۰ ھ

۲۲ — الطبقات الکبریٰ، بیروت، دار صادر، ب،ت

ابن الصلاح، تقی الدین ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الکردی الشہرزوری الشافعی ۶۴۳ ھ

۲۳ — مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، ملتان، مکتبۃ فاروقی، ب،ت،

۲۴ — مقدمۃ الصلاح مع التقیید و الایضاح، حلب، المطبعۃ العلمیہ، ۱۹۳۱م

ابن عبد البر ابو عمرو یوسف بن عبد اللہ بن محمد المالکی الاندلسی ۴۶۳ ھ

۲۵ — جامع بیان العلم و فضلہ و ما ینبغی فی روایتہ و حملہ، مصر، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۹۲۷ء

ابن عدی الجرجانی ابو احمد عبد اللہ ۳۶۵ ھ

۲۶ — الکامل فی الضعفاء، شیخوپورہ، المکتبۃ الاثریہ، ب،ت

ابن العماد، ابو الفلاح عبد الحی بن احمد بن محمد الحنبلی ۱۰۸۹ ھ

۲۷ — شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، مصر، مکتبۃ القدسی ۱۹۷۹ء

ابن فرحون، ابراہیم بن علی المالکی ۷۹۹ ھ

۲۸ — الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان المذہب، القاہرہ، عباس بن عبد السلام ۱۳۵۱ھ

ابن فورک النیسابوری، ابو بکر محمد بن الحسن ۴۰۶ ھ

۲۹ — مشکل الحدیث و بیانہ تحقیق موسیٰ محمد علی، بیروت۔ عالم الکتب، ۱۴۰۵ھ

ابن قتیبہ الدینوری، ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ۲۷۶ ھ

۳۰ — عیون الاخبار، القاہرہ، مطبعۃ دار الکتب المصریہ، ۱۳۴۳ھ

ابن کثیر الشافعی، ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر، ۷۷۴ ھ

۳۱ — الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث، دمشق، دار الفکر، ب۔ت

۳۲ — البدایہ و النہایہ، القاہرہ مطبعۃ السعادہ، ۱۳۵۱ھ

ابن ماکولا، علی بن ہبۃ اللہ (۴۷۵ھ)

۳۳ — الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف من الاسماء والکنی والالقاب، حیدر آباد الدکن، مطبعۃ مجلس

دائرۃ المعارف العثمانیہ ، ۱۳۸۳ھ

ابن المدینی ، ابوعلی علی بن عبداللہ ، ۲۳۴ھ

۳۴ - کتاب العلل ، تحقیق محمد مصطفی الاعظمی ، بیروت ، المکتب الاسلامی ، ۱۹۷۲ء

ابن نقطہ ، ابوبکر معین الدین محمد بن عبدالغنی الحنبلی البغدادی ، ۶۲۹ھ

۳۵ - التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید ، تحقیق کمال یوسف الحوت ، بیروت ، دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۸ھ

ابن ہمام - کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی ثم السکندری ، ۶۸۱ھ

۳۶ - فتح القدیر للعاجز الفقیر ، مصر ، مطبعۃ الامیریۃ الکبریٰ ، ۱۳۱۵ھ

ابوداؤد الطیالسی ، سلیمان بن داود بن الجارود ، ۲۰۴ھ

۳۷ - مسند ابی داؤد الطیالسی ، حیدرآباد الدکن ، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ ، ۱۳۲۱ھ

ابوالشیخ الاصبہانی ، عبداللہ بن محمد بن حیان ، ۳۶۹ھ

۳۸ - طبقات المحدثین باصبہان والواردین علیہا ، تحقیق عبدالغفار سلیمان البغدادی ، سعد حسن ، بیروت ، دارالکتب العلمیہ ، ۱۴۰۹ھ

۳۹ ابوالطیب عبدالواحد اللغوی مراتب النحویین ، القاہرہ ، مکتبۃ نہضۃ مصر ، ۱۳۷۵ھ

ابونعیم الاصبہانی ، احمد بن عبداللہ بن احمد ، ۴۳۰ھ

۴۰ - ذکر اخبار اصبہان ، لیدن ، مطبعہ بریل ، ۱۹۳۴ء

الامیر الصنعانی ، محمد بن اسماعیل بن صلاح ، ۱۱۸۲ھ

۴۱ - توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار ، تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید ، القاہرۃ ، مطبعۃ السعادۃ ، ۱۳۶۶ھ

الانصاری ، ابویحییٰ زکریا بن محمد ۹۲۵ھ

۴۲ - فتح الباقی علی الفیۃ العراقی ، مکۃ المکرمہ ، دارالباز ، ب ، ت ، التبصرہ والتذکرہ کے ساتھ طبع کی گئی ہے

الباجی ، ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد المالکی ، ۴۷۴ھ

۴۳ - التعدیل والتجریح لمن خرج لہ البخاری فی الصحیح ، الریاض ، دار اللواء ، للنشر والتوزیع ، ۱۴۰۶ھ

بحرالعلوم ، ابوالعیاش عبدالعلی محمد بن نظام الدین محمد اللکنوی الانصاری ، ۱۲۳۵ھ

۴۴ - فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ، ط ۲ ، مصر ، دارالکتب العلمیہ ، ۱۴۰۲ھ

البلقینی ، سراج الدین ابوحفص عمر ، ۸۰۵ھ

۴۵ - محاسن الاصطلاح ، تحقیق عائشہ عبدالرحمٰن (بنت الشاطی) ، القاہرہ ، مطبعۃ دارالکتب ، ۱۹۷۴ء یہ مقدمہ ابن الصلاح کے ساتھ شائع کی گئی ہے

البیہقی ، الشافعی ، ابوبکر احمد بن الحسین ، ۴۵۸ھ

۴۶ - السنن الکبریٰ ، حیدرآباد الدکن ، دائرۃ المعارف العثمانیہ ، ۱۳۵۵ھ

- الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، ۲۷۹ھ

۴۷ - جامع الترمذی، دہلی، مطبع احمدی، ۱۲۶۶ھ

۴۸ - ترتیب مسند الامام المعظم والمجتہد المقدم ابی عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی، تحقیق یوسف علی الحسنی، عزت العطار، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۳۷۰ھ

الجاحظ المصری، ابو عثمان عمرو بن بحر، ۲۵۵ھ

۴۹ - البیان والتبیین، تحقیق عبدالسلام محمد ہارون، ط ۴، بیروت، محمد فاتح الدایہ، ذت،

۵۰ - کتاب الحیوان، تحقیق عبدالسلام محمد ہارون، مصر، مکتبۃ المصطفی البابی الحلبی، ۱۳۶۴ھ

الجزائری، طاہر بن صالح بن احمد، ۱۳۳۸ھ

۵۱ - توجیہ النظر الی اصول الاثر، مطبعۃ الجمالیہ، ۱۳۲۸ھ

حاجی خلیفہ چلپی، مصطفی بن عبداللہ، ۱۰۶۷ھ

۵۲ - کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، استانبول، مطبعۃ الحکومۃ الترکیۃ، ۱۹۴۳ء

الحاکم النیسابوری، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن حمدویہ، ۴۰۵ھ

۵۳ - المدخل، حلب، مطبعۃ العلمیہ، ۱۳۵۱ھ

۵۴ - معرفۃ علوم الحدیث، تحقیق معظم حسین، القاہرۃ، مطبعۃ دارالکتب المصریہ، ۱۹۳۷ء

الحسینی، محمد بن علی،

۵۵ - ذیل تذکرۃ الحفاظ تحقیق محمد زاہد الکوثری، دمشق، مطبعۃ التوفیق، ۱۳۴۷ھ

الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، ۴۶۳ھ

۵۶ - تاریخ بغداد او مدینۃ السلام، القاہرہ، مکتبۃ الخانجی، ۱۹۳۱ء

۵۷ - الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، تحقیق محمود الطحان، الریاض، مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۳ھ

۵۸ - الرحلۃ فی طلب الحدیث، تحقیق نورالدین عتر، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۳۹۵ھ

۵۹ - الکفایۃ فی علوم الروایۃ، حیدرآباد الدکن، جمعیۃ دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۵۷ھ

الدارقطنی، ابوالحسن علی بن عمر بن احمد، ۳۸۵ھ

۶۰ - ذکر اسماء التابعین ومن بعدہم ممن صحت روایۃ عن الثقات عند البخاری ومسلم، تحقیق بوران الضناوی

۶۱ - کمال یوسف الحوت، بیروت، مؤسسۃ الثقافیۃ، ۱۴۰۶ھ

الدہلوی، عبدالحق بن سیف الدین، ۱۰۵۲ھ

۶۲ - المنہج القویم فی شرح الصراط المستقیم، کلکتہ، افضل المطابع، ۱۳۵۲ھ

دہلوی، عبدالعزیز بن ولی اللہ بن عبدالرحیم، ۱۲۳۹ھ

۶۳ - مجالہ نافعہ، لاہور، مطبع نیر اعظم، ب، ت

الدولابی، ابوبشر محمد بن احمد بن حماد، ۳۱۰ ھ

۶۴ - کتاب الکنی والاسماء، حیدر آباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۲۲ھ

الذہبی، ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، ۷۴۸ ھ

۶۵ - تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر الاعلام، تحقیق بشار عواد معروف، بغداد، داراحیاء الکتب العربیہ، ۱۹۷۷م

۶۶ - تذکرۃ الحفاظ، ط، ۳- حیدر آباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۷۵ھ

۶۷ - رسالہ فی الرواۃ الثقات المتکلم فیہم بما لا یوجب ردہم، مصر، مطبعۃ الظاہر، ۱۳۲۴ھ

۶۸ - سیر اعلام النبلاء، تحقیق شعیب ارنؤوط، ط، ۲، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۲ھ

۶۹ - العبر فی خبر من غبر، تحقیق فواد سید، الکویت، مطبعۃ حکومت الکویت، ۱۹۶۱ ء

۷۰ - ذیول العبر فی خبر من غبر للذہبی، تحقیق ابوہاجر محمد السعید بن بسیونی زغلول، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ

۷۱ - کتاب دول الاسلام، حیدر آباد الدکن، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۳۷ ھ

۷۲ - المعجم المختص (بالمحدثین) تحقیق محمد الحبیب الہیلہ، الطائف، مکتبۃ الصدیق، ۱۴۰۸ھ

۷۳ - معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار، تحقیق محمد سید جاد الحق، القاہرہ، دارالکتب الحدیثیہ، ۱۹۶۹ء

۷۴ - میزان الاعتدال فی نقد الرجال، تحقیق علی محمد البجاوی، لاہور، المطبعۃ العربیہ، ۱۳۸۲ھ

الرامہرمزی، حسن بن عبدالرحمن بن خلاد، ۳۶۰ ھ

۷۵ - المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، تحقیق محمد عجاج الخطیب ط، ۴- بیروت، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۰۴ھ

الزرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد، ۱۹۷۶ء

۷۶ - الاعلام قاموس تراجم لاشہر الرجال والنساء، من العرب والمستعربین والمستشرقین، ط، ۵، بیروت، دارالعلم للملایین، ۱۹۸۰ء

السبکی، ابونصر تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین، ۷۷۱ھ

۷۷ - طبقات الشافعیہ الکبریٰ، تحقیق عبدالفتاح محمد الحلو، محمود محمد الطناحی، القاہرہ، داراحیاء الکتب العربیہ ۱۹۷۶ء

السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمن، ۹۰۲ ھ

۷۸ - الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ، دمشق، مطبعۃ الترقی، ۱۳۴۹ھ

۷۹ - الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، القاہرہ، مکتبۃ القدسی، ۱۳۵۴ھ

السمعانی، ابوسعد عبدالکریم بن محمد ابن منصور، ۵۶۲ ھ

۸۰ - الانساب، تحقیق عبداللہ عمر البارودی، بیروت، دارالجنان، ۱۴۰۸ھ

۸۱ - التحبیر فی معجم الکبیر، تحقیق منیرہ ناجی سالم، بغداد، ریاسۃ دیوان الاوقاف، ۱۹۷۵ء

السندی - ابو الحسن الصغیر

۸۲ - بہجۃ النظر، شرح علی شرح نخبۃ الفکر، مع تعلیقات العلامۃ الحافظ قاسم بن قطلوبغا علی شرح نخبۃ الفکر تحقیق غلام مصطفیٰ قاسمی السندی، حیدرآباد السند، اکادمیہ شاہ ولی اللہ، ۱۴۱۱ھ

السیوطی - جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر، ۹۱۱ھ

۸۳ - الاتقان فی علوم القرآن، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم القاہرۃ، مکتبۃ المشہد الحسینی۔

۸۴ - تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف، المدینۃ المنورۃ، المکتبۃ العلمیہ ۱۳۷۹ھ

۸۵ - طبقات الحفاظ، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۰۲ھ

الصفدی، ابوالصفاء صلاح الدین خلیل بن ایبک (۷۶۴ھ)

۸۶ - الوافی بالوفیات، تیسبا ن، دارالنشر فرانز شتایر، ۱۹۷۹ء

الطحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ، ۳۲۱ھ

۸۷ - شرح معانی الآثار، لکھنؤ، مطبع مصطفائی، ۱۳۰۰ھ

العجلی، احمد بن عبداللہ، ۲۶۱ھ

۸۸ - تاریخ الثقات، تحقیق عبدالمعطی قلعجی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ

۸۹ - معرفۃ الثقات، بترتیب نورالدین الہیثمی وتقی الدین سبکی، تحقیق عبدالعظیم البستوی، المدینۃ المنورۃ مکتبۃ الایمان - ۱۴۰۵ھ

الفیومی، ابوالعباس احمد بن محمد، ۷۷۰ھ

۹۰ - المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی، مصر، مصطفےٰ البابی الحلبی، ۱۳۶۹ھ

القاسمی، محمد جمال الدین، ۱۳۳۲ھ

۹۱ - قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، تحقیق محمد بہجۃ البیطار، القاہرۃ، عیسی البابی الحلبی، ۱۳۸۰ھ

القرشی، عبدالقادر بن محمد بن محمد (۶۹۶ - ۷۷۵ھ)

۹۲ - الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ، حیدرآباد الدکن، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۳۲ھ)

القسطلانی، ابوالعباس احمد بن محمد، ۹۲۳ھ

۹۳ - ارشاد الساری شرح صحیح البخاری وبہامشہ متن صحیح الامام مسلم وشرح الامام النووی، بیروت، دارالتراث العربی، ب، ت۔

القفطی، علی بن یوسف (۶۴۶ھ)

۹۴ - انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، القاہرۃ۔ دارالفکر العربی، ۱۴۰۶ھ

القنوجي، ابوالطیب صدیق حسن خان بن علی الحسینی البخاری، ۱۳۰۷ھ
۹۵ - منهج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول، بھوپال، مطبع شاہجہانی، ۱۲۹۲ھ
الکتانی، محمد بن جعفر، ۱۳۴۵ھ
۹۶ - الرسالۃ المستطرفۃ لبیان کتب السنۃ المشرفۃ، کراچی، نور محمد اصح المطابع، ۱۳۰۷ھ
الکردری، حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز، ۸۲۷ھ
۹۷ - مناقب الامام اعظم، رحمہ اللہ تعالیٰ، حیدرآباد الدکن، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۲۱ھ
الکوثری، محمد زاہد، ۱۳۷۱ھ
۹۸ - لمحات النظر فی سیرۃ الامام زفر، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ب ت -
المرعلی، ابوعبداللہ اسعد -
۹۹ - ترتیب اطراف احادیث مسند الطیالسی، الکویت، مکتبۃ دارالاقصیٰ - ۱۴۰۷ھ
المزی، ابوالحجاج جمال الدین یوسف بن عبدالرحمٰن، ۷۴۲ھ
۱۰۰ - تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، دمشق، دارالمامون للتراث، ۱۴۰۲ھ
المنذری، ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی، ۶۵۶ھ
۱۰۱ - التکملۃ لوفیات النقلۃ، تحقیق بشار عواد معروف، ط: ۲ - بیروت - مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۱ھ
الندیم، ابوالفرج محمد بن اسحاق الوراق، ۳۸۵ھ
۱۰۲ - کتاب الفہرست، تحقیق رضا تجدد، ط ۲، کراچی، نور محمد اصح المطابع، ۱۹۹۰ء
النصر پوری، محمد اکرم
۱۰۳ - امعان النظر شرح نخبۃ الفکر تحقیق غلام مصطفی القاسمی، حیدرآباد، السنہ، حیدری پریس، ب ت
نعمانی، محمد عبدالرشید
۱۰۴ - امام ابن ماجہ اور علم حدیث، کراچی، نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب، ۱۳۷۷ھ
۱۰۵ - ما تمس الیہ الحاجہ لمن یطالع سنن ابن ماجہ، کراچی، نور محمد، اصح المطابع، ۱۳۷۳ھ
النووی، ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف، ۶۷۶ھ
۱۰۶ - شرح صحیح مسلم، دہلی، مطبع انصاری، ۱۳۰۹ھ
الہیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، ۸۰۷ھ
۱۰۷ - مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۹۶۷ء
یاقوت رومی
۱۰۸ - معجم البلدان، بیروت، دار صادر، ۱۳۷۶ھ